دیوان احقر

از

احقر جھانسوی

کچھ بولڈ و بلڈ تو نمائش نظمیں شاعری ہے یہ کوئی بیٹھ کی بنیاد رہی

جب تک یہ زمین و آسمان ہے چلتا یہ سخن کا کارواں ہے

ایسی تو کوئی زمین نہیں ہے شاعروں میں جو سخن زمیں نکلی ہے

زمین شاعری پر چاند [illegible] چمکے
بہت تاریک تھی ماہ درخشاں لیے ہوئے آیا

قلم سے جوڑ کے اقلیم سخن کو جیت کر چھوڑا
وہ فخر شاعراں لعل بدخشاں لیے ہوئے آیا

دیوان احقر

بالمر رحمن بہاری لال صاحب - منصرم عدالت جج جھانسی
خلف الرشید منشی [illegible]
متوطن بلی پور ضلع الہ آباد

منظوم بقلم خود

(۱) ظرافت
(۲) ادبی
(۳) اخلاقی
(۴) سیاسی
(۵) اصلاحی
(۶) متفرق
(۷) ذاتی

ہے قابل ملاحظہ دیکھو یہ اختصار
دیوان میرے کوئی صفحہ نہیں رہی
جو بھی ہو آیا بلا جھجک برداشتہ قلم
نظموں میں میرے کوئی فصاحت نہیں رہی

اس دور انقلاب میں علم کا خاتمہ [illegible]
علم تمام ہے - فرد [illegible] ہے کہ گلشن ادب کو
جاروب [illegible] سخن [illegible]
شاعر اب کیا جائے جبکہ خوشبو سے عالم معطر ہو جائے

- تاریخ پیدائش :- بمقام جھانسی [illegible] 1880
- تاریخ ملازمت - جھانسی
1912-98
- تاریخ ریٹائرمنٹ - 15-3-35
- تاریخ دیوان 1952 - تاریخ وفات مئی [illegible]
متوطن - بلی پور تحصیل ہنڈیا ضلع الہ آباد

واہ کیا دیوان لکھا جناب بیتاب نے - کمینہ حسین کو جانے تم نے نام اچھو سے

(۱) شاعر بے نظیر ہیں کلام اچھوتا - خوبصورت سانچے دیوان چھپا

(۲) اچھو کا دیوان شائع ہوا - فریدا اسکا پیرو جوان

(۳) اس میں شوخی و ظرافت بھی چیز دل میں ہو وہاں میں پر خیال یاں

(۴) گیت میں ہونی بڑے شاعروں نے اور بھی نظم اچھو کا ہر اک شعر لاجواب ہے

[illegible]

~~بھیکو~~ اپنی سمجھ لیے اہل قلم ہوتے ہیں - یا قوت خود الماس رقم ہوتے ہیں
کیلی شاعر اچھو لکھیے - ان پر داز قلم ہوتے ہیں

نوجوان
موج لسانی پر گئی ہے گر شعار ہیں
تصنیع الانہ فردوس حقیقت الکار ہیں

45
وفات

(۱) بابو نگیر مرحوم بمقام گوہوری 30/12/48 بوقت ۱۱ بجے رات

(۲) منشی ہزاریلال بمقام بھاندیر 13/12/49 بوقت ۱۰ بجے دن

(۳) بابو بہاریلال بمقام باندہ ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۴۰ء

(۴) بابو کلولیشی ترانیشی بمقام لنگل ۲۲ ستمبر ۱۹۴۹ء

(۵) Mr. C. B. Mallik کی وفات 14/7/48

(۱) ہنسی تو یہ کہ ملک میں مجھ کو کشش میں ہیں
اور اب سی بھی بجے میزان سخن میں

(۲) کیونکہ اقبال کو کوئی بلائے محفل میں
جب ادب اسخن میں تو نا پسند ہیں

(۳) نزہت پہ اقبال کے ہرگز نہ بھول رکھنا
مل کی جلد اسی کا داغ جگر ریشا

(۴) ملک میں پرست ضرور ہوں یہ دل سے غرض تھی
دل کا شوں سے بہم سوا انحصار باہیوں میں

ظرافت

١٠

چلم

(١) چلم کی خوشنمائی میرے دل کو خوب بھاتی ہے
چلم جب پھوٹ جاتی ہے تو مرقد یاد آتی ہے

(٢) چلم رونق ہے محفل کی چلم عزت زمانہ کی
مفید اور سہل ہے ترکیب یہ زر کمانے کی

(٣) نہ ہو جب تک چلم سر پر دوش پر بار ہے خوشی
بلا اسی تاج کے خوشی کی ہے ہر طور کم ظرفی

(٤) سلیقہ اور تمیز اسی نے زمانہ کو سکھایا ہے
طریقہ ہمدردی کا بھی رفیقوں کو بتایا ہے

(٥) جہاں تم جہاں دیکھو شرابوں کی عزت ہے
چلم کی تو گداؤں میں اور شاہوں میں عزت ہے

(٦) گدا دار اور بے گدا کی چلم۔ خدا کی نعمت خدا کی قسم

(٧) تواضع دنیا کی بنیاد ہے۔ جب بھی دی اس کو دل شاد ہے

(٨) تجارت تمباکو کی چوپٹ ہو جائیگی۔ دوکانوں کی زینت بھی گھٹ جائیگی

احمق

سیر لنکر ۲

۱) سیاہی منجمد ہو جا قلم بن جا نوشتہ ہو
رستوں قاصر ہیں تا لکھنے سے سمجھ تفصیل لنکر ہو

۲) سوال اسپر بھی ہے مجھ سے کیا کیا سیر لنکر ہو
جواب اسکا ہے نقشہ سا لہ میں سیر نقشہ ہو

۳) مکان دیکھے تو نقشے دو مکان دیکھے تو نقشہ ہو
مکین بھی سنگدل پائے مگر کیا بات لنکر ہو

۴) نہیں اس سیر پر نقشہ لہ میں سیر نقشہ ہو

تصور چھوڑ لنکر کا بس اب احمق تو رہنے دے
تیرا کاغذ نہ جائے ہیں تصویر نقشہ ہو

احمق
نمکا لو لو شی گردن سینہ منور ہیں ۔ کہ یا جو نہ با شکر لف گود کف
تنبیہ کر لینے ہیں یا بوجی لوکے انجمہ کر ۔ نشہ گر دو ہے کا ہے انھیں حاجت حجام ہیں

لسّی نامہ ۳ لشکرہ بارات

(۱) پلا دے ساقیٔ لسّی مجھے اک جام لسّی کا
نظر آئے جو اے پیالہ میں مجھے گلفام لسّی کا

(۲) جو اسٹیشن پہ ہم پہونچے ملا اک جام لسّی کا
جو جنواسہ میں پہونچے ملا پھر اک جام لسّی کا

(۳) صبح ہونے سے پہلے اور دن ڈھلنے سے پہلے -
مثالِ ساغرِ مے تھا یہ دورِ جام لسّی کا

(۴) دو پہر و سہ پہر لسّی و آدھی رات تک لسّی
غرض ہر وقت چلتا تھا یہ دورِ جام لسّی کا

(۵) دمادم اور ادھر ادھر سے ایسی لسّی نظر آئیں
تو جنواسہ کو ہم سمجھے کہ ہے یہ گودام لسّی کا

(۶) اثر لسّی نے دکھلایا تو یکدم ہوش غائب تھے
مزاجی جیسے تھے ہر سو مچا تھا دام لسّی کا

(۷) مجنوں کو دردِ سر تھا اور نزلہ کی شکایت تھی
کسی کو تھا بخار اتنا کہ بھولا نام لسّی کا

(۸) بحالت احتضار تشنگی کسی خواہ یاد آئی
فقط سیراب کرواتا تھا یہ جام لسّی کا

(۹) کوئی جل کر یہ کہتا تھا کلیجہ کو نکل آئے
ذرا طبیعت سنبھل جائے تو چھوڑوں جام لسّی کا

(۱۰) کوئی کہتا تھا جو پایا مراد آئینگا پھل پایا
نہ مزے تک کبھی کو لگا خدایا جام لسّی کا

(۱۱) کسی اب رکھے دے احقر چل تو جھالسی کھلاج کر اپنا
سبق کوروں کو کامل سو یہ ہے پیغام لسّی کا

(۱۲) ہزاروں نے قسم کھائی نہ لینگے نام لسّی کا
ہوا جب سے یہ افسانہ ہے لعنت ور بام لسّی کا

(۱۳) ہرانی جیوں سی کو پہونچے لگا ہونے لگی ہو ہو
بہت دن تک رہا چرچہ یہ بزم عام لسّی کا

(۱۴) نہ مجنوں کو جنوں ہوتا نہ لیلا در بدر پھرتی
پلادیتا اگر کوئی انکو اک جام لسّی کا

(۱۵) بچارہ کوہکن شیریں کو جوئے شیر کیوں لاتا
پلادیتا اگر کوئی اوسے یہ جام لسّی کا

احقر

(۱۶) سنا تھا نام میٹھا ہے کسی اک زہر قاتل کا
مبادا ہو دھی میٹھا یہ میٹھا جام لسی کا

(۱۷) مجھے بھی درد سر سے نیند اس شب کو نہ آئی تھی
سنا ہے اب تو ہے یہی الزام لسی کا

(۱۸) مریض مرض لسی خواب میں بھی تھے دیکھتے ہر بار
تھا انکو آج تا پیالہ بھی مشغنیں گلفام لسی کا

(۱۹) اگر لسی کا پینا بھی کہا تھا منع عام ہے لسی
مگر کچھ احتیاطوں سے تھا پینا جام لسی کا

(۲۰) جنونوں سے بخشی یہ مرنے سے بچنے کی دوا ہے یہ
کسی نے اب یہ سمجھا ہے خواص عام لسی کا

(۲۱) نہ ہوتا خضر کا مرہون منت شاہ اسکندر
نہ پاتا دنیا اگر کوئی اور سے ایسی جام لسی کا

(۲۲) مرے حکمان میں تشخیص حالی پیٹ پی لسی
زکام و درد سر ملک ہے نتیجہ سرسام لسی کا

(۲۳) نشستہ اور ملیٹھی کو دیکھ جوشش پی لینا
دفع ہو جائیگا کل تک یہ اثر عام لسی کا

اع

(۲۴) بہت سے لوگ اب سمجھا کے رہتے ہیں ہر اتون میں
ہوا جب سے افسانہ یہ ظرفت ندبام کشتی کا

(۲۵) رہے ساغر یہ کشتی خانہ خضر تک قائم
یہ کیا کم ہے پورے گھر پیاگو جام کشتی کا

۲۶ یہ کشتی نامہ اچھو ہوا مقبول عام ایسا
مذاقاً بھی لیا جاتا ہے اب تک نام کشتی کا

احق

شراب شکر

(۱) جو آب تلخ ہے اور مصالحہ جسکو پیتے ہیں۔ شراب اُس کو دیکھو ہر جگہ خاص تماشا ہے

(۲) جیسے لنڈہ بازار کے گلاسوں لشکر میں پیتے ہیں معہ کیا جائے کہ وزکی اور برانڈی کسکو کہتے ہیں

لیڈری کے نعرے ۲

(۱) نعرے لیڈری کے اڑاتا چلا جا ۔ نعرے یہ یونہی بجاتا چلا جا

(۲) تیری قوم والے تیری جے پکارتے ہیں ۔ تو ہنس ہنس کے گردن ہلاتا چلا جا

(۳) اگر ہو نہ ہو تجھ کو اس سے غرض کیا ۔ تو اسٹیج پر غل مچاتا چلا جا

(۴) نہ سن قوم کا حال جیسے دبے ہو ۔ الٹی اپنی ڈفلی بجاتا چلا جا

(۵) ہر اخبار میں تیرا ہی تذکرہ ہو ۔ غرض یونہی چھپتا چھپاتا چلا جا

(۶) تیری قوم کو چاہئے ہی بھلائی ۔ مگر خود تو اب روز آگے ہٹاتا چلا جا

(۷) تجھے کون پوچھے گا بس از الیکشن ۔ تو الیکشن کو پیچھے ہٹاتا چلا جا

(۸) بلا سے تیری ملک مٹ جائے تیرا ۔ تو اپنی ہی شہرت بڑھاتا چلا جا

(۹) وزارت کبھی گر ملے اس سے تو پھر ۔ نیا روز اک گل کھلاتا چلا جا

(۱۰) تو ہم قافلہ دشمنوں کا بنا رہ ۔ جہاں تک بنے تجھ سے کھاتا چلا جا

تیری لیڈری ہے بہت خوب دھندا
غرض یونہی کھاتا کماتا چلا جا

دورِ جدید میں غائب اسلئے پردے ہوئے ۔ پردہ اٹھا کس سے ہو جب مرد ہی زن ہوگئے

دو دھاری تلوار ۵ لیبر لیڈرنگ کے نیتا

(۱) یہ نیتا جی جو لیبر لیڈرنگ کے صدر ہیں ۔ صد ہا گروہوں کے لیڈر تو اس کے علاوہ ہیں
(۲) پاس ان کے دو مکان جو ہیں مالکان کے ذریعے ۔ اک جھنڈا ہے آس جلسے لگتے تک وہیں
(۳) آشرم بھی وہیں قومی عدالت بھی وہیں ۔ نیتی رہتی ہے غریبوں کی جی منت بھی وہیں
(۴) میکدے مزدوروں کو ملتی ہے جو اکثر مفت وار ۔ آپ انہیں سے ہیں جو بتاتی رقم کے حقدار
(۵) فواد کو بھی بھی موسم جیٹھ ساون مالکو کس ۔ شام کو مزدور لگ آپ چلتے ہیں جلوس
(۶) لب پہ نعرے مالکان مزدور کے خلاف ۔ دھمکیاں ہڑتال کی ہمت کھلی لڑنے کے خلاف
(۷) زندگی کے سرد چولہوں کو لگا دیتے ہیں آپ ۔ ہمت میں بارود کے شعلے جوڑ دیتے ہیں آپ
(۸) صبح سے تا شام مزدوروں کا سر کھاتے ہیں آپ ۔ شام مالکوں کے ساتھ دا تلو ڈنر کھاتے ہیں آپ

آپ لیکن درحقیقت دو دھاری تلوار ہیں
مالک و مزدور دونوں کے علم بردار ہیں

کلچرل اسکول پروگرام

طغیانی علم ادبی دور جدید ہیں ۔ انجمن احباب ہے یا ادبی صبا کا ترت

نئی روشنی ۶

(۱) اِس دور نے لگا دی ہے کل ایشیا میں آگ
خاک و آب و آتش و باد و صبا میں آگ

(۲) مغرب کی سمت سے ہے جو چلی تیز اک ہوا
اُسنے لگا کے چھوڑی تمام انڈیا میں آگ

(۳) ہے اس ہوا کے ساتھ میں اک روشنی نئی
مقصد لگانا جسکا ہے ارض و سما میں آگ

(۴) اس روشنی کی آگ کچھ ایسی ہوئی بلند
فوراً لگا دی قوم کی شرم و حیا میں آگ

(۵) پہلے ہوا نے کر دیا مردوں کو بے طمع
ہو مخمس ہند الیں سب نے لگا دی قبا میں آگ

(۶) پھر روشنی یہ آئے چڑھی عورتوں کے سر
جسنے جھٹ اُٹھا کر پردہ لگا دی حیا میں آگ

(۷) پردہ اُٹھا جو رخ سے حیا دل سے اُٹھ گئی
اب بیٹھ کر لگاتی ہیں عہد و وفا میں آگ

(۸) غیروں کے ساتھ پھرتی ہیں شوہر کے روبرو
شوہر لگاتے بیٹھے ہیں قومی فضا میں آگ

(۹) تتر شاکے بکھرے بال یہ زن نے دکھا دیا
اس طور سے لگاتے ہیں زلفِ دوتا میں آگ

(۱۰) بیوی کے حسن و عدل سے شوہر ہے نمود
شوہر لگاتے بیٹھے ہیں ذہنِ رسا میں آگ

(۱۱) غیروں کو چھوڑا مردنے ۔ زن نے حیا دی چھوڑ
دونوں لگاتے پھرتے ہیں شرم و حیا میں آگ

(۱۲) اٹھ کر چلے جو مرد تو نکلیں کلب میں سج
ثابت لگا دہ لگ گئی جرمِ جوا میں آگ

(۱۳) سر کھول کے رواج نے آخر لگا ہی دی
دو پلی صافہ پگڑی و چوغہ و شیا میں آگ

(۱۴) اس بہر نغمہ لشکرِ دل کا انجماد دیکھیے
گویا لگا دی گئی ہے جرمِ زنا میں آگ

(۱۵) بازار چند روز رہا گرم اگر
اک دن لگا کے چھوڑ گیا نام لقا میں آگ

(۱۶) وہ گل ہوں یا کہ رشکِ چمن اس سے کیا غرض
خوشبو لٹی ہے لگ چکی رنگِ وفا میں آگ

احقر خموش باش یہ آتش ہے سوز کی
بجھتی نہیں بجھائے یہ ہے اس بلا کی آگ

احقر

۷

(۱) تہذیبِ ہند میں جو لگی کلکتے سے آگ - پنجاب - یوپی - سی پی - اودھ کو جلا دیا
(۲) غیرت کا ہم نے خون کیا فیشن کے ماتحت - جو کچھ بھی تھا اسے بیوی کی زندگی بنا دیا
(۳) گو بیٹھے ہم ہیں گھر میں کھلی دروازۂ رہِ عام - احباب آج کوٹھے پہ ہیں اک مجمع زیرِ بام
(۴) ہارمونیم لڑکا بڑی چھوٹی بجاتی ہے رباب - اس کا چچا گانا سکھاتا باپ ماں کا کام ہے
(۵) ہارمونیم ہے بج رہا طبلہ جس پر شباب ہے - تو پھر لڑکا ناچتا ہے سکھلانا ان کا باپ ہے

احقر

ہمیں کیا ڈر کوئی دشمن جو لشکر لے کے چڑھ آئے۔
کوئی اک تیر چلوا دیں گے ہم ابروئے جاناں سے

۸

(۱) میری پڑیں جو نظر کی آسماری منڈیاں۔ فیشن نے بھی لگائی ہیں اب کتنی جھنڈیاں

(۲) ہیں ہم شکل لڑکا آپ یہ پہچان بھی سکیں۔ پیشہ ور عورتیں ہیں یا بازاری رنڈیاں

(۳) ہر وقت اسکول اور کالج کا ہے دکھ سے چارٹنگ۔ دل کش علم موسیقی محتاج ہے کب وقت کا

(۴) صبح ہو یا شام ہو دوپہر یا رات ہو۔ ناچ گانا ہو رہا ہے موسیقی بے وقت کا

احق

۹

(۱) ہاتھ سے جائے نکل مذہب و نیشن اپنا۔ ہر زمانہ سے نرالا رہے فیشن اپنا

(۲) دین کے نام ہی سے ہے ہیومیلیشن اپنا۔ نزد اسلام سے بڑھ کے تھا پوزیشن اپنا

(۳) پڑھ کے انگریزی کہیں کے نہ رہے ہم آخر۔ ہر نوکری لے کے پھرتے ہی پیٹیشن اپنا

(۴) کھلتے ہی آنکھ ہوئے آدم و حوا ز خلف۔ بندروں سے ہے ملایا جنیریشن اپنا

ہم مذہب ہی خدا سے ہمیں کیا کام رہا
مادہ ہی سے ہوا جب کہ کریئیشن اپنا

احق

(۱) ہے عاقل ہو کر باقی تو آنکھوں جلوہ دکھا ساقی - بلا پیمانہ ہونٹوں سے مجھے بلا دم پلا ساقی

(۲) سنا ہے مانگ لیں پیچھے پڑی ہے بادہ نوشوں کے - اگر توڑیں گے میخانے تو ہوگا کیا بھلا ساقی

(۳) نہ کر اب دیر جلوہ کی چل تو نینی تال اور شملہ - تا ہیں بہ یک آواز لیڈر بھی یہ ہے اک الہ دوا ساقی

(۴) حکومت ایک ایسی قائم کسی کی کب رہی دائم - فقط ہے نام رہ جاتا برا ہو یا بھلا ساقی

(۵) زبان تحصیل تھانوں کی بول چال بگڑی - تو مرض اور دوا کی بن رہی ہے اب دوا ساقی

(۶) کہیں ساجھا ہے افسر کا عنایت ہے کہیں حاصل - کہ راج بلیک چلتی ہے وہ کیا شے ہے بتا ساقی

جواہر لال نہرو اور گاندھی کے سوا جو ہو

خدائے ... کا انکو کیا ہے نا خدا ساقی

دعا

(۱) لشتہ بندی نہ ہوتی گر ہمارے پاس زر ہوتا - تو عزت سے بنا کر ہم جہاں بھی جا کر دیتے

(۲) ہو جنکو مونچھوں کا بوجھ بھاری وہ اتار دیتا کیا کہتے

کہ ہے پرواہ انکو اسکی نہ ہو وہ بار ے کیا کہتے

قرارداد ۔ گالیشہ ۔ ۱۱

(۱) بابو گلاب سے ہم نے لیا تھا ۔ تقوہ شادی کرنا بہرحال ہے

(۲) گو تھا وہ زنیش بوڑھا گیا حرفِ قرارداد ۔ بہ تنگی ہم نے کیا تھا اداب عرض ہے

(۳) بیٹھا بس حراف گھر بیٹھی ابسیانی لڑکیاں ۔ قوم کے لڑکے ہم نے قبضے لوٹ ہنڈیاں

(۴) جیلوں سے ہم نے لطف تجربہ کیا ۔ گیا آم مالش نے زمانی کیا

(۵) لیٹے لگا تو بھی نراجوع بس رہا ۔ الف ایمی لڑکا گرنسی نوٹ ہو گیا

(۶) لونڈے کے اسلد جمع اب بے اے کا تمغہ ڈالیگا تو تیسرے محل میں ڈاکا

(۷) کسی کے باپ کا باغ ہمارا کر رہا ہے ۔ ہزار روپے کی ہے سودا فری گریجوئیٹ تو ہے

(۸) جانبرین ہے کتا گنر میں لیا قرارداد ۔ بس ہو گیا قوم کی حالت تباہ ہے

(۹) پوچھا لیا بیٹ کی؟ ہم نے کہا ہاں ۔ ہم ادھمیں اور ادھر لگ گئی زرداری ہے

پیر کسی کی وہ حسین ہونے کی ندان کی پیڑیاں ۔ رخِ تنگ عمر بھی اب رخِ تنگِ عمر بھی

پیڑیاں اڑالی رنڈوے لندن میں چلیں ۔ اب اہلِ دل کا فلسفہ بھی ہو تی گزر گئی

متفرق

(۱) مانا کہ چھوت چھات کے قابل نہیں جناب ۔ اپنا لیا تم نے کیا نہیں رغبت ہے بے حساب
پر بیوی بھی ساتھ کے لئے کھول ہے بے حجاب ۔ چادر اپنے چھوڑ گیا ان کا بھلا نقاب

(۳) انسپکٹر ہیں صفائی کے بیمار ہے یہ کام ۔ صبح افسر کے بنگلہ پر کرتے جا کر سلام

(۴) کوں گیا ہے کو لئے زندگیاں جاتی رہیں ۔ آنکھ کے وہ بازار سے فلم بھی ہو جاتی رہیں

(۵) گاڑی جھک کے آگئے اب ہر طرح روگی شادیاں جاتی رہیں اب صرف میرج رہ گئی

(۶) جب سے لیا اپنی بیوی کو کیا آزاد ہے ۔ اس کا دل بھی شاد ہے اور اپنا دل بھی شاد ہے

(۷) سکھا گئی یہ لڑکوں کو مغربی تعلیم ۔ کہ وہ نہ باپ کی عزت نہ ماں کی تعظیم

(۸) لندن کی ہوا ہی کم بخت لگا پانی کا آب نل ہے ۔ گھر کر چل گیا جب نہیں باقی کوئی بل ہے

(۹) ہر آبیاشی کے لئے بارش رحمت بھی ۔ اگر پٹرول وافی ہے تو سمجھو کھیتی اوجھل ہے

(۱۰) دور جدید میں فیشن عجیب ہے ۔ دھوتی منع ہے مگر ڈوجل ضرور ہے

(۱۱) خوب چندہ وصول کر کر ۔ جھوٹی باتیں بنا بنا کر
کر دیا ملک اور دین غارت ۔ جھٹ قومی بنا بنا کر
فائدہ کیا ہوا بجز نقصان ۔ ملک بانٹا جدا جدا کر کے

(۱۲) ہمیں ہیرو کرسی میں جا ہے ۔ ہمیں تو ہمارا چوکا ہمارا

(۱۳) بہر تو واضح و ظاہر اب لکی بچہ جائے ۔ ہنٹلے پامر کا لمکٹ چاہئے بیش چاہئے

(۱۴) دال روٹی چھوڑ کر تو کس سمجھ چاہئے ۔ تر دل سے گھر تا بیلن خوب کٹائے چاہئے

قومی بہار ۱۳

(۱) کیسی ہوا چلی ہے قومی بہار کی - جس نے کھلائی خشک ہے روٹی جوار کی

(۲) دیکھیں نہ جس نے شکل کبھی تھی جوار کی - اس کی تو ایسی بہار نے مٹی ہی خوار کی

(۳) عالم سے بڑھ کے قدر ہے جاہل گنوار کی - صرف ایک حقیقت ہے پیادہ سوار کی

(۴) صورت رہی جو ایسی ہی لیل و نہار کی - لگنے لگی پالکی میں سواری کہار کی

(۵) ایل ایل بی کی قید نہ ڈگری کی کوئی بچ - انصاف لینے ہے ضرورت گنوار کی

(۶) ادبار نے دبایا ہے شرفا کو ہر طرح - قسمت اگر کھلی ہے کھلی چمار کی

(۷) بار آئے انقلاب قومی بہار سے - حالت خراب ہو گئی قرب و جوار کی

(۸) پانچ انگلیوں کو ایک بنانے کی کوششیں - مرضی کے بھی خلاف ہے پروردگار کی

(۹) صنعت حرفت و تجارت کے حامیو - صورت ذرا تو دیکھو تم اپنے دیار کی

(۱۰) اشیاء خوردنی پہ ہوا جب سے کنٹرول - رونق نہ باٹ کی ہے نہ زینت بزار کی

(۱۱) اگر ایک ادا ہو تو زباں کچھ بیاں کرے - تفصیل کیا کرے وہ غم بے شمار کی

(۱۲) گلشن کے آشیانے میں کیسی لگا دی آگ - پھولوں میں ہے مہک

(۱۳) شکل میوہ مٹھائی ہو گئی خواب و خیال - رونق ہی باقی نہیں اب کسی تہوار کی

(۱۴) روزہ رکھ کے ہو رہا ہے سال بھر رمضان ہے - نوبت آتی ہی نہیں ہے شام کو افطار کی

احقر تو سلک نظم میں موتی پروئے جا
لیکن کہاں ہے قدر در شاہوار کی

احقر

تعلیم نسواں

۱۳

(۱) لڑکیوں کو ہے پتہ نالیوکہ گانا سیکھو۔ تم پڑھو مگر خوب بجانا سیکھو
(۲) ڈانس میں مشق کو اسٹیج سنیما اچھا۔ گرلس اسکول میں طبلہ کا بجانا سیکھو
(۳) میوزک اسکول میں تعلیم ضروری ہے اللہ۔ ساتھ گانے کے دہان جا کے تتانا سیکھو
(۴) مگر پیر استاد جی آتے ہی تیانے تمکو۔ اکے گانا بجانا اور ناچنا سیکھو
(۵) تا ذخرے قلم اسکار ترنا بھی دکھائے۔ ساتھ ہی سوکا تیشی میں دل مارچنا سیکھو
(۶) الغرض آجکل تعلیم کا منشا ہے یہی۔ دولت حسن کو بیجا کا نہ لٹانا سیکھو
(۷) عورتوں کو ہے پتہ نالیوکہ بے پردہ رہو۔ درس مردوں کو ہے تم طرز زنانہ سیکھو
(۸) مدتیں ہو گئیں غیرت کا زمانہ تھا۔ اب جو کہلائے زمانہ وہ سکھانا سیکھو
(۹) غلو کیسے کج ادا جیسے ہی زمانہ والے۔ اپنے دامن کو زمانہ سے چھڑانا سیکھو

کیسا بدلا ہے یہ زمانہ افسوس احق
چپ رہو خود کو زمانہ سے بچانا سیکھو

احق

گھر چھوڑ کر بھاگیں ہیں لڑکوں کا یہ احسان ہے۔ وہ کونسی عمر یا ہے جسنے آنکھیاں چھوڑا نہیں

بقیہ ورق نمبر ۱۳۴ پر

متفرق

(۱) خضاب بالوں میں - صبح کو ہے شام بنانا

(۲) نہیں اب دلبروں کا کوئی شمار - گو وہ ہوئے ایک سے دس ہزار
جو ہے آنکھ پیشہ وہ ہے آشکار - مگر نہیں ملتا ڈھونڈے شکار

(۳) پہلے ہی کیا تھی رسی اب ہے وہ بالکل ٹوٹ گئی - پھر نہ ہونے نے کبھی چال وکالت چھوڑی
راضی نامہ کو دشمن کو ہونے نہ دیا - آخرش دیکھی سے تجویز لکھا کر چھوڑی

(۴) ہم بھی ممدوح گر نہ ہوئے تو پرواہ کچھ نہیں - کو سمگلنگ چاہئے اور قلب لا الف چاہئے

(۵) ہم نے مانا ہے خمیرہ لکھنؤ کا خشک تو - دودھ بھی جمانے کا ایسا کس جگہ ملتا نہیں

(۶) ہو گیا ہے جب سے دوست خوردی پر نظر دل حسن اور عشق کا کوئی پتہ چلتا نہیں

(۶) جو سو جائیں نل بند باکر تو کیا پرواہ ہے ہم کو - منگا لیں گے لوٹا پانی کا کسی دستر سے ہم

(۷) اگر کافی نہ کافی ہوئی جا لیں گے بعد ہی کینٹین - پیاس اپنی بجھا لیں گے ہم وہاں بیئر و وسکی سے

(۸) امید دو گنیز دل خشک و نبات پر - پیتے ہیں دو شربت شیریں سخن سے ہم

(۹) خوبی ہے ایسی یہی کہ جو کھل جائے نرگس لب - اتر کر بار خود آئے ہے لیس کی
ہم ڈیکے ہوئے جو بیٹھے ہیں ڈھونڈے سے تو لگ جائیں - دو دن پہلے دھوپ نکل آئے جو لس کر

(۱۰) ترقی کی نئی راہیں جو زیر آسمان نکلیں - میاں مسجد سے نکلے اور حرم سے بیویاں نکلیں

(۱۱) بچہ دانت گر گئے ہیں گر گئے کو ہی بانی - جیسے مکان کوئی مسمار ہو رہا ہو

احق

متفرق

(١) آپ بھی کیا چیز ہیں کچھ قدر فیشن کیجئے - چھوڑئے شوق لپسٹک بیل میں دن کیجئے

(٢) پینٹ کو دیکھ لیجئے لگتا یہ ٹھاٹ سے - لیکن عمر میں ہیں آنکھیں پوچھ لے باٹ سے

(٣) اور اب کیا چاہئے سر کا رنگ لگائے - بال کالا بھی چلتی کا آٹا کھلائے

(٤) نہ پروا ہے محلہ کی نہ اپنے گھر سے مطلب ہے - یہ دنیا ہوا لیکن ہمیں آفس سے مطلب ہے

(٥) تجارت منڈی دیا فقت بھی ہیں یورپ سے ہم آگے - مگر فیشن میں رہتے ہیں انگلش سے سو قدم آگے

(٦) جو لڑکا کو لڑے اگر ماں کو بھی - تو سمجھو کہ وہ ماں کا دشمن ہو گئی

(٧) پردے کہا جا رہے ہو کہیں - تو لڑکا یوں بولتا ہیں بھی ہیں

(٨) زمانہ کا کچھ پوچھئے کا نہ حال - کہ اور مرغی کو دھونے سے شیروں کا کھال

(٩) سوڈا واٹر سے ہمیں پانی کا پیالہ اچھا - چائے کیک سے ہیں خشک نوالہ اچھا

(١٠) ایسا کرو کہ یہاں کی بیٹی ہو جو شیطان - سمجھو ہوٹل کا قیام اچھا بستیاں اچھا

احقر

17. وکیل صاحب

(۱) وکالت نہ چلی یہ لیڈر بنے - بڑی کوئی سختی تو گیدڑ بنے
(۲) نکالتے ہیں قرآن کو حمائل سے - ہوس تیرہ سر کی پہ ڈالی کتاب
(۳) نہ قابل عمل اب وہ ہرگز رہی - جو سمجھے دولہن اسکو سمجھو وہی
(۴) وہی سب ہیں جنکو حضرت ہیں - مریں یا جیں پاکستان میں گریں
(۵) پولیٹکس ہے اب ہر اک دھیان ہے - یہی اونکا دین اور ایمان ہے
(۶) کبھی کانگریس میں کبھی لیگ میں - کبھی کوثر میں ہیں اور کبھی گنگ میں
(۷) نئے لیڈر سے کچھ وہ دبلے ہیں - کبھی سر پہ ٹکے اور کبھی پیر میں
(۸) کوئی بندگوں سے نئے پیشوا - کسی نے دیا منبروں کو سکھا
(۹) کوئی تانگے والوں کے لیڈر بنے - مقدمہ چلا تو پلیڈر بنے

احمق

(۱) ایسے اطوار بزرگوں سے جو دیکھے ہوتے - ڈوب ہی مرتے اگر مرتے کو پانی ملتا

(۲) شیخیاں مارتے ہو بیوی کے انجانوں میں - مر گئے باپ مگر دس کے لیے نہ ہوئے

صاحب کے بنگلہ پر فقیر کا آنا ۱۸

(۱) ایک نیم اندھا فقیر - گانا گاتے بنگلہ پہ جا کر اسپیڈ

(۲) سوال اسنے صاحب سے پیش کر دیا - تو صاحب کو غصہ بہت آ گیا

(۳) حوالہ پولیس اسکو فوراً کیا - تو پولیس پاس کا جرم بھی لکھدیا

(۴) حوالات میں جب تلک تھا قیام - دروغہ جی لیتے رہے جھاڑو کا کام

(۵) مقدمہ کی جب آن پہونچی گھڑی - تو مشکل بہت اسکے سر آ پڑی

(۶) شہادت صفائی کا کوئی نہ تھی - اسے عادت کذب گوئی نہ تھی

(۷) پہلے اسکو اک وکیل ڈھونڈیں - محنتانہ میں لی لنگوٹی بھی چھین

(۸) بالآخر مقدمہ بھی پیشی ہو گیا - جو کمبل تھا جرمانہ میں وہ بھی لیا

(۹) دکھا دینا اے پالنے والے فقیر - کہ یہ صاحب و میم ہیں بے نظیر

(۱۰) ہمیشہ بھلا انکا ہو لاکھ - جو کھاتا ہے انکا وہ لگ لگ جئے

ادق

گرابہ کا

(۱) پہلے علم کا ایڈریس پتہ لگا لیتے - اگر معلوم ہو جاتا کہاں وہ چور رہتی ہے

(۲) کہاں منصور بنوں گا کہاں اکل ہی کا ہے بنٹا - تعجب ہے کہ منصور سے یہ منصور شاد در رہتی ہے

پولس 19

(۱) جو ہے پہنے وردی کا اک چوکیدار - کیا کرتا ہے کیا کبھی سے ادھار

(۲) لگی اسکی چوکی خاص تھانے سے ہے - بہت خوب اپنے ٹھکانے سے ہے

(۳) جو پیرا کرتا ہے وہ سو روپے - تو پچیس بھی اسمیں اسکے بندھے

(۴) اگر گاؤں والا کوئی آمرے - تو دو روپیہ ہنڈ کے بھی کرے

(۵) دروغہ کی تعریف ہو کیا بیان - خزانہ ہے گالی کا انکی زبان

(۶) جب چاہیں دیدیں وہ سو گالیاں - بہت سی بھری ہیں اسمیں بھی خوبیاں

(۷) نہ چوری کی پروا نہ ڈاکہ کا غم - ہیں لیتے رشوت سبھی سو کے کم

(۸) ہر اک چیز تھانہ میں مفت آئیگی - نہ قیمت کسی کو بھی دی جائیگی

(۹) جو قیمت کسی نے بھی مانگی اگر - سپاہی نے لی اسکی اچھی خبر

(۱۰) شکایت کسی کی کرے کس سے جا - کہ بگڑا ہوا ہے آوا کا آوا

احمق

(۱) ذرا بدن چھپانے کو بھی لیکر دو کپڑے - اگر پیٹ نہ بھرتا ہو تو اور کیا ہوئے

(۲) بھنی خاطر تو خوب تو ہو گیا رہا - پیری تکلیف و حرنہ کا کوئی ذکر ہی نہیں

نیا دور ۲۰

(۱) نیا دور اک جلوہ آنیکو ہے — جو ذرہ کو سورج بنانے کو ہے

(۲) نحوست ستارہ بدل جائیگی — زحل کی جگہ مشتری پائیگی

(۳) یہ ظلم و مصائب چلے جائینگے — ذرا ٹھہرو اب دن بھلے آئینگے

(۴) نہ بدلی پولس نے اگر اپنی چال — تو ہو جائیگا اسکو جینا محال

(۵) داروغہ نے اب دیں اگر گالیاں — تو خلقت اکا لے گی اسکی زبان

(۶) رپٹ ہم لکھائی جو مانگی اگر — تو ہے ہیڈ منشی کا بھی جیل گھر

(۷) جو کانسٹبل کوئی شے لے اڑے — تو بازار میں اسکے جوتے پڑے

(۸) جو رشوت میں کوئی پکڑی گئی — تو مجرم نے اپنی وہیں ہتھکڑی

(۹) کریگا جو پٹواری بدمعاشیاں — تو پہونچیگا وہ جیل میں بے گمان

(۱۰) یہ تحصیل تھانہ بدل جائینگے — نئے سانچے میں سب یہ ڈھل جائینگے

(۱۱) جو لیگا کوئی بیگ بیگار کو — پہونچ جائیگا کیف کردار کو

(۱۲) خدایوں میں لگ جائیگی ایسی آگ — کرے بیوہ جیسے کہ ترک سہاگ

اکو

دورِ انقلاب ۲۱

(۱) بہ اسم خداوند عالی جناب - میں لکھتا ہوں دنیا کے سچے انقلاب

(۲) چلی سمت مغرب سے ایسی ہوا - کہ کل ایشیا میں اندھیرا گیا

(۳) زمانہ میں ایسا ہوا انقلاب - لگائے ہیں گگن جھکا جاب

(۴) یہ انیس سو چھیالیس کا سن عیسوی - مچائے ہے دنیا میں ہلچل بڑی

(۵) لڑائی کا ہے ہو چکا اختتام - مگر اب مشکل ہیں درپیش عام

(۶) ہر اک چیز پہ لگ گیا کنٹرول - کہ ہے جس کے اندر ہزاروں ہی پول

(۷) ہر اک چیز سے ہفت گونہ ہیں دام - ہے بد یہ چھپانا کسی کا تو نام

(۸) لٹے آتے ہر سال سیلاب ہیں - کہ گاؤں کے گاؤں تہِ آب ہیں

(۹) ملازم کی تنخواہ سہ سم بڑھی - رعایا مگر خوب بھوکوں مری

(۱۰) ہوا سب سے بڑھ کر یہ اک کام - زمینداری کا کر دیا اختتام

(۱۱) بڑے آدمی ہو گئے مغرور - کہ لگتا ہے صورت سے بھی ہم آئے ڈر

(۱۲) خدایا بڑے آدمی سے بچا - کسی کو نہ چنگل میں ان کے پھنسا

(۱۳) جو بھی آجکل کے بڑے آدمی - حقیقت میں ہیں وہ بڑے آدمی

(۱۴) انجمن حافظی کا بڑا شوق ہے - ولی چلنے کا بڑا ذوق ہے

(۱۵) زمانے خدا کو نہ جانے رسول - ہے دولت میں آجکل قرآن رسول

(۱۶) نہ وید مقدس کی عزت کریں - نہ گیتا کا اشلوک کوئی پڑھیں

(۱۷) نماز اور روزہ کا کیا ذکر ہے ۔ وہ جانتے ہیں یہ سب مشکل ہے

(۱۸) وہ مندر مسجد سمجھتے ہیں ۔ ادھر بھولے سے بھی وہ لڑتے ہیں

(۱۹) جو کچھ ناروا ہے وہ انکو روا ۔ نہ پاس شریعت نہ خوف خدا

(۲۰) ہوا بے حیائی کا بازار گرم ۔ نہ مردوں کو غیرت نہ عورت کو شرم

(۲۱) کسی کو ہیں کرتے ہو گڈ سلام ۔ کسی کا ہیں کرتے وہ احترام

(۲۲) خلاف پوزیشن ہے سنت کا ساتھ ۔ جنازے میں کیونکر تھامیں وہ ہاتھ

(۲۳) برادر نوازی سے کیا انکو کام ۔ ہے ننگ برادری انکا وہ قوم

(۲۴) فرنگی اگر کوئی بنگلہ پہ آئے ۔ تو لینے کو اندر سے باہر وہ آئے

(۲۵) وہ لے باپ جو آ کے آئیں اگر ۔ تو گھنٹوں میں لیویں انکی خبر

(۲۶) کوئی میم آوے تو خوش بے شمار ۔ مگر ماں کے ملنے سے ہوتا ہے عار

(۲۷) بدلنے کا نام انکا مقصود ہے ۔ نسل کے بدلنے سے مجبور ہے

(۲۸) یہاں نام سے کچھ ہے چلتا پتہ ۔ خدا جانے مسلم ہے ھندو یا کیا

(۲۹) گو نام ہے انکا سید حسن ۔ تو دستخط لکھیگا ایس ایس حسن

(۳۰) بھلا لفظ سید نے کیا تھا لیا ۔ جو سید سے سیدھا گدھا بنگیا

(۳۱) تراش خراش ایسی ہو تمام ۔ کسی کو ہو جیسے دشنام کی

(۳۲) صبح ہوتے مونچھیں منڈانا ادے ۔ پھر سیر کرنے کو جانا ادے

(۱) بہت خوش ہوتے پہنا دی ہمیں اک پھولوں کی مالا
جو زنجیر طلائی ہوتی تو کیا ہمکو پہنا دیتے

(۲) جو زر ہوتا لٹا دیتے یہ سب کہنے کی باتیں ہیں۔
جو ملتا گنج قارون کا تو اسکو بھی چھپا لیتے

(۳) لو جہان میں سواریاں ہیں بہت۔ یہ جنازہ بھی ایک سواری ہے

(۴) راج انگریزی گیا انگریزیت جاتی نہیں
غیریت جو بھی گئی وہ لوٹ کر آتی نہیں

(۵) لکھی عدالتوں میں نئی ایک بات ہے۔ عورت وکیل ہو تو مقدمہ میں جیت ہے

(۳۳) مگر ساتھ میں لگتا ہو اک غرور - کہ معلوم ہو جا رہے ہیں حضور
(۳۴) ہیں اک میم صاحب بھی صاحب کے ساتھ - دھرے ہیں وہ صاحب کے کندھے پہ ہاتھ
(۳۵) ڈھلوں دیا دستی بیگ اوڑاتے ہیں وہ - بڑی شان اپنی دکھاتے ہیں وہ
(۳۶) اور کھانے پینے کے سب اہتمام - کہ ہے چائے بسکٹ سے اب گفتگو تمام
(۳۷) جو کوٹ پتلون وہ بھی گئے - یہ صاحب نئے کیا سے کیا ہو گئے
(۳۸) قمیصیں اور ٹائی نیا سین ہے - نیا چار جامہ نیا زین ہے
(۳۹) مزاجوں کا رنگ ڈھنگ کچھ اور دگر - تو صاحب بدلتے کوئی رنگ اور
(۴۰) نہ بنگلہ میں چھت ہے نہ دالان ہے - مگر کیا ہوا منزل شان ہے
(۴۱) نئے ہم دو صاحب مگر بد خصال - کہ کوا چلے ہنس کی جیسے چال
(۴۲) جگہ پان کا سرخی کے ہے لال رنگ - لبوں پر لپسٹک کے ہے قطعہ رنگ
(۴۳) اکیلے تو نکلتے نہیں ساتھ - اکیلے لگا دے ہے کندھے پہ ہاتھ
(۴۴) سڑک مقولہ بازار یا جلسہ عام - تماشہ دکھاتے ہیں اپنا تمام
(۴۵) پوزیشن کا اپنے بڑا ہے خیال - کہ بات کرنا بھی انکو ہے محال
(۴۶) اگر ہو گئے ای سی ایس لیڈر پیدا - نہ جو کہیں گے کہنے سے ضرر
(۴۷) مگر روز محشر کا جب آئیگا - تو سب شیخیاں بھول جائیگا

(۴۸) گدا کا وہاں پر گزر ہی نہیں۔ گدی کا وہاں پر ذکر ہی نہیں

(۴۹) اگر تجھکو بھولے گدا کوئی آئے۔ تو صاحب کا کتا اسے کاٹ کھائے

(۵۰) جو صاحب بہادر گدا دیکھ لیں۔ سلیپ کاٹ کر اسکو پولیس بھیج دیں

احمق

(۱) کیوں دنگ نہ ہوں یہ دیکھ کر بڈھے۔ ہر سو ہیں نئی روشنی کا جلوہ ہے
بیوی بسی ہیں دم میں تو دم بھر دوں لپکا۔ بزرگ بسی ہیں باقی تو ادب کر دوں کس کا
بیرو ناشنیدہ ہیں جی تو ضرور ہے انسان ہوئے۔ حیف ہم ہندو دیسی انسان سے بندر ننگے
ہیں نصیبہ جب تلک چمکا ہے دوست گھر ہیں۔ بجھا دو شمع پھر دیکھو کوئی پروانہ آتا ہے
(۲) پڑھنا ذرے پانا نہیں دشوار کچھ۔ ہاتھ میں انسان کے پیسہ ہونا چاہیے

دال - ۲۲

(۱) لے لے مزے کھائیں نہ ہم کیونکر بھلا دال۔
ہے گوشت سے آزاد دل کو سو درجہ سوا دال

(۲) ہے نعمتِ عظمیٰ سے سمجھے اسے بہتر
آرام سے گھر بیٹھے اگر دیوے خدا دال

(۳) بچپن میں جو چاٹ تو پیری کا سہارا
ہے دال میں خوبی یہ دلیل اسکی دعا دال

(۴) ہے دال میں گر چاولوں پر شفقت مادر
تو وہ کیوں ہو پاتی ہے مثل دوا دال

(۵) از بس کہ دنیا میں بہت گوشت ہیں گرتے
ہے اسلئے ہم غریب ہیں انکو سوا دال

(۶) نقصان کے سوا ہوگا نہ کچھ گوشت سے حاصل
غافل ہے یہی خوب کہ کھا اور کھلا دال

(۷) ہے گوشت میں تاثیر فقط حرص و ہوا کی
اور غور سے جو دیکھو ہے فرشتوں کی غذا دال

(۸) قربان تکلم تجھکو جو ہونا ہے تو کھا گوشت
اور داغ فرقت جو ہو مطلوب تو کھا دال

(۹) ہے نام میں بھی گوشت کے آثار ثقالت
اور اس کا لقب دیکھو کہ ہے دال شفا دال

(۱۰) کیوں زاغ و زغن گوشت پر ماریں نہ جھپٹیں
مردار کا ہو جنکو مزا کھائیں وہ کیا دال

رسالہ زمانہ ماہ اپریل ۱۹۱۰ء شمس العلما مولانا آزاد دہلوی ۱۹۱۰ء

ہر اک کے واسطے مشکل ہے قومی پیشوا بننا۔ مگر ہو کیا کریں یہ شوق انکو کھائے جاتا ہے
کسی ترکیب سے جا کر کسی ایوان میں جا بیٹھے۔ یہ مانا بے ہنر ہیں اور لیکن کچھ آنا جاتا ہے

[illegible]

(۱) باہر سے بہتر لگتا سمجھ کر کیا کیا نہ بدلتے جاتے ہیں
کچھ پڑھ پڑھ کر کچھ لکھ لکھ کر انسان بدلتے جاتے ہیں

(۲) انسان بھی بدل میک اپ سے پہچان بدلتے جاتے ہیں
پہچان بھی گرگٹ سی اپنی ہر آن بدلتے جاتے ہیں

(۳) یہ دنیا کیا ہے موبائل ہے مہمان بدلتے جاتے ہیں
ہے پلیٹ پیالیاں وہی مگر پکوان بدلتے جاتے ہیں

(۴) ہر دور جہاں پگڑیاں اور ٹوپیاں بدلتے جاتے ہیں
دنیا رہتی ہے وہی مگر دربان بدلتے جاتے ہیں

(۵) دل کو دماغ کو اپنے وے کچھ بھی نہ بدل پاتے لیکن
وے روز سوٹ اور کوٹ لٹک کے سامان بدلتے جاتے ہیں

(۶) مالکان سوئل دھوتی جا کر نہ کر سکیں تنگ انگلش
وے ہر مہینہ اپنے رہنے کا استھان بدلتے جاتے ہیں

(۷) سونو دیا اور یہ کالا بھرم جب رہا کھلے بازاروں میں
جو بھی ادھار کھانے والے دوکان بدلتے جاتے ہیں

(۸) دنیا کو بدلنے کے خاطر وہ پلان بنایا کرتے ہیں
دنیا کو بدل پاتے ہی نہیں بس پلان بدلتے جاتے ہیں

(۹) یہ غلط کسی نے کہا۔ مرد بدلا کرتے ہیں زمانہ یہ
اس دنیا کو بے دھڑک یہاں شیطان بدلتے جاتے ہیں

(۱۰) سب کچھ بدلیں دے ٹھیک مگر یہ بات نہ آتی سمجھ ہمیں
وہ ساتھ دو گے اپنا کیوں ایمان بدلتے جاتے ہیں

(۱۱) انسان کو تم کیا بات کرو۔ اوتار سبھی بتلاتے ہیں
جیسی دنیا ہوتی ہے ویسے بھگوان بدلتے جاتے ہیں

بیڈھب بنارسی

ہر باپ کی خواہش ہے مرا طفل جواں ہو کے ذی علم ہو بارتبہ ہو باتاب و تواں ہو

بیٹے کو یہی بھاتا مگر باپ کا فیشن۔ کہتا ہے کہ اس بڈھے کا اب روح رواں ہو

دورِ ناہنجار ۲۴

(۱) کیسا نازک دورِ ناہنجار ہے - سایۂ پدری پسر کو بار ہے

(۲) مائلِ آوارہ گردی ہے جو ماں - وہ بھی بیٹی کی نگہ میں خار ہے

(۳) نام ہمدردی کا عنقا ہو گیا - اخوت بکتی سرِ بازار ہے

(۴) صرف سینما ہی ایک کھیل ہے - جسکا قائل ہر خود دیندار ہے

(۵) ماسٹر صاحب ہے سازندوں کا نام - ہر طوائف اک فلم اسٹار ہے

(۶) جلوہ گاہِ حسن اب اسٹیج ہے - طرفہ تر یہ عشق کا بازار ہے

(۷) عورتوں کو مرد بننا آ گیا - شغلِ عورت مرد کو درکار ہے

(۸) ہو گیا پردہ فروشی کا رواج - دیکھ لو کیا سرخیٔ اخبار ہے

(۹) جینا شرفا کا ہو گیا اب حرام - گر جیے بھی تو عذاب النار ہے

احقر

شیو کر لیتے ہیں بالوں کو بھی سر کے ہمیں کر کے سگرٹ کا ہے انھیں حاجتِ حجام نہیں

۲۵-

متفرق

(۱) زمانہ ہوا ایک رخ میں جو مدور چلتی ہے ۔ کبھی پورب کو چلتی ہے کبھی پچھم کو چلتی ہے

(۲) کبھی کبھی بگھو گاڑیاں دیکھیں ہیں کشتی پر سوار ہیں ۔ کبھی دیکھی ہے کشتی گاڑیوں پر چڑھ کے چلتی ہی

(۳) ہے آج ایک دن جینے مردم شمار ۔ تو گنتی میں آئے اٹھارہ ہزار
کما کر جو کھائیں وہ ہیں چار چھ ۔ بقیہ نکمے ہیں یا مفت خوار

(۴) بھلا کیسے بخش کر لوگ کہ جلو ہر شہر میں ہے خدا کے گھر کو کیسے مان لوں مسجد و مندر سے
میں ہوتی ہے ثابت کہ ڈارون صاحب کی یہ تھیوری کہ نسل انسان بندر ہے بلکہ یہ اولاد بندر سے

رحو

(۱) وفا میں چاہتے کیوں ہو تم ادبی حسینوں سے ۔ یہ وہ پھول ہیں جن میں عاجل ہوتی

کلب گھر ۲۶

(۱) کہنے لگے کہ اب ذرا تو چلئے چلیں - قہوہ، شراب، چائے - جو ایک جا ملیں

(۲) جنت سے ہے زیادہ کلب گھر کا اہتمام - دوزخ کا دور کب کسی ملک میں ہے حرام

(۳) یہ ہندی لین ہے کہ جیسی گناہ ہو - لندن وہ یہ بنی ہے کہ سکھا گناہ ہو

(۴) تھوڑی سی پی کے آپ سنیما کو جائیے - جو زندگی کا لطف ہے اسکو اٹھائیے

باتوں میں شیخ صاحب کے ہرگز نہ آئیے
کہہ دیجئے کہ آپ نہ بنگلہ پہ آئیے

احمق

مچھر ۲۷

(۱) جگا دیتی ہے ہر دم پر مجھے آواز مچھر کی
ستاتی رہتی ہے شب بھر مجھے پرواز مچھر کی

یہ ہوا کا بند ہو جانا گرمی اور تاریکی
یہ کل دنیا کی دنیا ہے بنی ہمراز مچھر کی

دوکان شاعری ۲۸

(۱) سعدی کی گلستاں سے کچھ گل چرا لئے ہیں
کچھ انکی بوستاں سے بلبل اڑا لئے ہیں

(۲) حافظؔ جامی سے کچھ کچھ رنگِ سخن اڑایا
دیواں سے کسی کے مضموں کو چرایا

(۳) ہم منبعِ سخن سے لائے ہیں جو چرا کر
بیچیں گے اوسکو ہم بھی اپنی دوکان لگا کر

(۴) اندر سبھا پڑھی ہے اور اندر جال دیکھا
ساتھ اوسکے ہم نے اپنی قسمت کا فال دیکھا

(۵) جیتے ہیں اور پیتے سب کا زوال دیکھا
بس شاعری کا پیشہ ہی حسبِ حال دیکھا

(۶) ہمکو سند ملی ہے گھرانے کی شاعری کی
کوئی کمی نہیں ہے اب اسبابِ ظاہری کی
دار و مدار شعرا اب ہے نظر ہمی پر
احقر بھی کھولتے ہیں دوکان شاعری کی

احقر

بنارس کا مرگھٹ ۲۶

(۱) جلاتا ہے مردوں کو مرگھٹ میں اگنی - بدلتا ہے جلتے دھواں کیسے کیسے
(۲) چلو آج چل کر ذرا ہم بھی دیکھیں - یہیں جلتے وہاں نوجواں کیسے کیسے
(۳) ذرا سی عمر اور معصوموں کو دیکھو - کہ دم بھر میں ہیں ناگہاں کیسے کیسے
(۴) یہ ہے نظم احقر کہ دنیا کا خاکہ - بھرے رنگ ہیں درمیاں کیسے کیسے

احقر

سبد دہلی - ۳۰

(۱) لکھیں میں نہاں ہیں سماں کیسے کیسے - زباں پر ہیں آئے بیاں کیسے کیسے
(۲) یہ ہے شہر دہلی جو دارالحکومت - بنے ہیں یہاں قمقماں کیسے کیسے
(۳) نئی دلی میں باغ و بنگلوں کو دیکھا - ہیں فردوس زیر آسماں کیسے کیسے
(۴) گورنمنٹ ہاؤس فلو برین ہے - کھڑے راہ میں ہیں پاسباں کیسے کیسے
(۵) ہے شان جو اس ذرا دیکھ احقر - فرنگی ہوئے حکمراں کیسے کیسے

احقر

ڈراما ۔ احمد

(۱) تھا سینما میں ڈرامہ آج بیشک لاجواب
اور مجمع بھی زیادہ تھا بنی جگہ حساب
(۲) لڑکیاں نو خیز گا کر ناچتی تھیں بے حجاب
عاشقوں کی بھیڑ تھی جو تھے جوانِ پُر شتاب
(۳) کوئی عاشق بن لیا اور کوئی سودائی ہوا
تھی حیا رونی کھڑی ہنستا تھا کیلن انقلاب

سینما کا ہو نہ قائل ایسا انسان کون ہے
کھو گئی احمق تمہارے عقل کی شاید کتاب

احمق

(۱) سنکر مجھے یہ ہوتا ہے اثر بڑا ملال - رمّال سے جو پوچھتے ہیں نیک بدّ کا فال
(۲) احمق ہیں سے تم ہو زیادہ کوئی لبر - پنڈت سے پوچھنے جو گرہ دشا کا حال

احمق

برسات ۳۲

(۱) امسال کی برسات سے اب ناک میں دم ہے
گر کوئی ستم ہے تو یہی ایک ستم ہے

(۲) سیلاب میں آئے ہیں دریا چڑھے ہیں
ندی ہو کہ نالا وہ جہاں دیکھو بڑھے ہیں

(۳) دو ہفتہ سے دیکھی نہیں سورج کی کرن ہے
اولے ہیں پڑتے ہیں کہیں مینہ ہے برستا

(۴) ہیں شمس و قمر تر و زمین اور فلک تر
ہر چیز بڑی نم ہے و ہر چیز ہے ابتر

(۵) کھیتوں میں ہیں فصلیں تو جنگل میں درختاں
دیہات پریشاں ہے و ہے شہر پریشاں

(۶) دو ہفتہ سے شمس و قمر بھی ہیں نایاں
دن رات کی تاریکی سے ہے موت کا ساماں

(۷) بارش سے ہوئی سرنگوں حالت بھی ہے ابتر
پر جانا مجھے پڑتا ہے ہر روز ہی دفتر

(۱۰) دن رات بند ہے گھر میں کیا کیا بتائیں مویشی
چرنے کو کدھر اور کہاں جائیں مویشی

(۹) بے آب و دانہ کے پرندوں کو ہے دیکھا
بے چارہ کے بیچارے پرندوں کو ہے دیکھا

(۸) کچھ روز رہا اور جو کچھ ایسا زمانہ
تو خلق خدا کا نہ رہا کوئی ٹھکانہ

(۱۱) ہے کثرت بارش سے ہر اک شخص پریشاں
اک روز ہو تو کیا کرے رہے گھر کو انسان

(۱۲) یہ موسم برسات ہے یا قہر الٰہی
جس سمت کو دیکھو نظر آتی ہے تباہی

(۱۳) ایندھن ہم یہ قلت ہے کہ ڈھونڈے نہیں ملتا
مل جائے بھی گر تو وہ جلائے نہیں جلتا

(۱۴) ہر چیز بڑی سرد ہے ہر چیز بھی نم ہے
غرض جنگلہ اجل سے نہیں برسات یہ کم ہے

(۱۵) برسات کے کیڑوں سے نہیں خالی کوئی گھر
دیمک نے تو کھا ڈالا کتب خانہ کا دفتر

(16) مجھ بھی بڑھے اور بھی احساس زیادہ
یہ اور سوا جان کو جنجال زیادہ

(17) مینڈھک کی یہ فطرت ہے کہ تو یہ بھی سمجھی ہے
گھٹتے ہی گھروں میں یہ نئی چال چلی ہے

(18) جھینگر کی پکار اور پپیہے کی صدا ہے
برسات میں یہ کوئی گرداب بلا ہے

(19) بیچ بیر سے گٹھلی کو جیوں میں ہی بیر کھلتے
چاہیں کہ چلیں سبھ ہے تو بتا ہیں چلنے

(20) مردوں کو جلائیں تو جلاتے ہیں بتا
مدفن جو بنائیں جو بناتے ہیں بتا

(21) اسکول سے ہے بہتر کا برسنا ہیں اچھا
سچ ہے کہ ہے برسات میں مرجانا ہیں اچھا

(22) احمق کو ہے یہ صبر جو برداشت نہ ہوتی
جانداروں کی تھکن کو برداشت نہ ہوتی

احمق

(۱) اگر بھوک بلاؤ تو بلائے بن آتی
چوڑن بھی اگر کھاؤ تو بادی بن جاتی
(۲) کیسی ہی غذا ہو دے کھائی بن جاتی
مرغوب جو تھی دھی وہ بھی بن بھاتی
(۳) پھیکا ہے اگر گنا تو ہے سیب بھی کھٹا
قسمت جو ہو یاور تو ملے مولی کا گٹھا
(۴) آلو ہوئے کمیاب ملیں گے تو سڑے ہی
بھنڈی و کریلا ہیں نرے بیج بڑے ہی
(۵) مکھی کی وہ کثرت ہے کہ بس ناک میں دم ہے
منزل کہ وہ منزل سو کسی جا نہیں کم ہے
(۶) میوہ کا ہے یہ حال کہ جھوٹی لگڑی ہے
کشمش بھی لگڑی اور چرونجی بھی سڑی ہے
(۷) برسات کے ہے سر پہ جو پروانوں کا لشکر
شمع اور چراغوں کو بجھاتا ہے وہ اللہ اکبر
(۸) مکڑی نے لگا ڈالے ہیں ہر جگہ پہ جالے
دیوار ہوں یا در لٹکتے ہیں وہ کالے

(۱) واقع کچھ ایسا خلل ہے آجکل طبیعت میں
اشتہا کم ہو گئی ہے موسمِ برسات میں

(۲) ہے مریض کوئی کوئی مبتلائے اسہال
کیا نگلتا ہے کوئی چورن کوئی کھاتا ہے دوا

(۳) پانی ہے بے ذائقہ کھانے کا کھوتا ہے مزا
گویا دی برسات نے ہے چار مہینہ کی سزا

احمق کا یہ مضمون بھی برسات سے کم ہے
کاغذ ہو قلم یا دوات سب ہی نم ہے

احمق

پائینچوں کی پائجامے کے یہ وسعت دیکھی
پائنچے ہیں یہ شلوار کہنا چاہیے

شکایت زمانہ ۳۳

(۱) سیدؔ گلزار و بازار ہے راحت افزا
تم بھی پردہ میں ذرا آگ لگانا سیکھو

(۲) غیر بھی آئیں تو تم غیروں کے گھر جاؤ
اسطرح الفت و محبت کا بڑھانا سیکھو

(۳) دیسی فلموں سے لکھا جاتا ہے الٹا سیدھا
فاؤنٹین پین سے تم حرفوں کا بنانا سیکھو

(۴) جبکہ حق نے تمہیں ہے ہنر بڑا دیا
لعنت حق اپنا ہر اک شے میں سمجھانا سیکھو

احقر

سلسلہ نمبر ۱۲

دوالی ۳۴

دوالی کیا ہے یہ ہر سال کا اک ایگزیبیشن ہے
چراغوں کا ستاروں سے فلک کے کمپیٹیشن ہے

احقر

کاونسل کا ممبر ۳۵

(۱) مری بات سن کاونسل جانے والے ۔ ترے ووٹ کے دن بھی ہونے والے

(۲) وہ دن گزرے جب ہم تھے بھولے بھالے ۔ نہیں اب کسی جال میں آنے والے

(۳) ہے لازم کہ تو چال اپنی سنبھالے ۔ نہیں ہم جو تجھ سے نہ تو اوسکو ٹالے

(۴) بہت باتیں کرتا ہے کونسل میں جا کر ۔ ہماری طرف سے بلا پوچھے بالے

(۵) ہے لازم وکالت کرے تو ہماری ۔ نہیں یہ کہ تو دل کے ارماں نکالے

(۶) کسی روز تو نے نہ یہ ہم سے پوچھا ۔ ترا کونسا کام ترے حوالے

(۷) بہت سہہ چکے ہم نہ ہرگز سہیں گے ۔ لگا لیں گے اب ہم ہمسری کے دوالے

(۸) کوئی بات پوچھی اگر جائے تجھ سے ۔ تو پہلے ہمارا بھی تو مشورہ لے

(۹) بلا مشورہ تجھ کو حق ہی کیا ہے ۔ کہ تو ہر جگہ بات اپنی بنا لے

(۱۰) اگر ترک کی عادت نہیں اپنی کرتا ۔ تو پھر دیکھنا تو کس طرح ووٹ پا لے

احقر

کھانے کا بہت شوق کھلانے کا بھی ہے ۔ چائے کا بہت ذوق پلانے کا بھی ہے

تعلیم استاد جی ۳۶

(۱) آئے استاد جی آتے ہی یہ ارشاد ہوا - شرم چھوڑ دو حیا چھوڑ دو گانا سیکھو

(۲) باپ ماں ہوگا وہ اسکول کے کوئی ٹیچر - الٹا گنا نہ سویرا سکھانا سیکھو

(۳) مانا دو ہاں ہرگز جو کسی کے ستر ہیں - اپنے آرام کی عادت کا چھوڑنا سیکھو

(۴) ہے مقدم یہی پوشاک کو اپنے بدلو - ساڑھیاں پھاڑ دو شلوار سلانا سیکھو

(۵) عطر کی جگہ پہ ہے سینٹ لگانا اچھا - سوپ پاؤڈر لپ اسٹک کا لگانا سیکھو

(۶) ہم ہیں سازندے بڑے ہمیں مطلب کیا ہے - ہم سے استاد جی گانا و بجانا سیکھو

(۷) نا چنا گانا جو سکھلاؤں میں تمکو صاحب - جیسا تبلاؤں میں اس طرح سے تبانا سیکھو

(۸) تال اور سُر کو نہ بھولو کبھی ہرگز اپنے - ساز کے ساتھ ہی تم سُر کا ملانا سیکھو

(۹) موسیقی کیلئے سارنگی کا باجہ اچھا - اور طبلہ پر بھی تم تھاپ لگانا سیکھو

(۱۰) صرف گانے سے ہی کب پیٹ کسی کا بھرتا - ساتھ ہی اُس کے کسی طور کمانا سیکھو

(۱۱) ہر با ناچ یہ مانا کہ بہت اچھا ہے - پر ہے کیا لطف اگر تم نہ رجھانا سیکھو

(۱۲) مقصد ناز و ادا - نخرہ غمزہ سب کو دو - جب تلک بچے کے دل کو نہ چرانا سیکھو

(۱۳) رنڈی - رقاصہ - طوائف ہیں معزز الفاظ - تم لغت ہی کے معنی کا بتانا سیکھو

(۱۴) قید ہیں پیشہ میں کچھ مذہب و ملت کی نہیں - تم اس آزادی کو لوگوں کو بتانا سیکھو

(۵) تم ایک ہی ترقیلی یعنی بے ہوش کر دو محفل کو۔ اسطرح ہاتھ پہ سرسوں کا اگانا سیکھو

(۶) ہے گلے بازی کی بھی مشق ضروری تمکو۔ راگ اور سر سے گلا اپنا ملانا سیکھو

(۷) ایک ہی طرح سے محفل میں کبھی مت بیٹھو۔ قہقہہ اور کبھی چٹکا لگانا سیکھو

(۸) اور بھی بات جو مخفی ہے بتا دوں تمکو۔ تم شتر الوں کا بھی پینا دیلانا سیکھو

احمق

(۱) وقت ہے پابند یعنی مکمل پابند وقت

قبل پیشین داشتہ تھا اب ہو گیا خاوند وقت

(۲) پان کھانے سے ترے دانت سب گر جائینگے

یعنی یہ سنتا ہوں کہ کیا یہ ساتھ مرے جائینگے

مت سنو احمق تم ایسے ناکسوں کی بات کو

دیکھ لینا دانت ہولے سب کے سب رہ جائینگے

۳۷۔ گرلس اسکول

(۱) پردہ میں بیٹھ کے ڈھولک کا بجانا چھوڑ دو۔ منظرِ عام میں طبلہ کا بجانا سیکھو

(۲) گرلز اسکول کی تعلیم تو تم پا ہی چکیں۔ ہائی اسکول میں اب نام لکھانا سیکھو

(۳) نرس بننے کے طریقے تمہیں معلوم ہیں سب۔ ڈاکٹرنی بننے کی اب طرزِ زمانہ سیکھو

(۴) گائے یا بھینس و بکری تو نہیں تم ہرگز۔ کیا ضرورت ہے کہ تم دودھ پلانا سیکھو

(۵) کام باورچی کا ہے یہ کہ پکائیں کھانا۔ تم نہ چولہے میں کبھی آگ لگانا سیکھو

(۶) لکشمی بنتے ہیں دولت کو وہ دولت تم ہو۔ خود ہو دولت سو تو دولت کا کمانا سیکھو

(۷) کیا ضرورت ہے کہ سودا گھر میں نوکر لا کر۔ جا کے بازار میں خود سودا کا لانا سیکھو

(۸) وقت کی قید ضروری نہیں تمکو ہرگز۔ وقت بے وقت ہر اک جگہ پہ جانا سیکھو

(۹) کام درزی کا ہے سینا یہ کپڑے گھر کے۔ کیا پڑی تم کو کہ سینا و سلانا سیکھو

(۱۰) جھوٹ اور پاپ دکھوے میں دھرا ہی کیا ہے۔ کرسی پر بیٹھنا اور میز پہ کھانا سیکھو

(۱۱) زیور رذیلہ ہے پہننا فیشن کے خلاف۔ زیور بھول سے تم تن کا سجانا سیکھو

~~(۱۲) رائج الوقت جو ورزش ہے تم اسکو سیکھو۔ نوجوانوں کے برابر کے ساتھ کھیلو فٹ بال~~

(۱۲) نوجوانوں کے برابر ساتھ کھیلو فٹ بال۔ پھر میدان آدھیں میچوں میں ہرانا سیکھو

(۱۳) رائج الوقت جو ورزش ہے تم اسکو سیکھو۔ ڈنڈ بھی پیلو مگدر کا ہلانا سیکھو

(۱۴) تم کو جس پردے نے تھا قید میں اتنک رکھا۔ اب اسی پردہ میں تم آگ لگانا سیکھو

ساری تعلیم کا جو تجربہ نتیجہ سمجھے

بجز شرم کے ہمیں تم آگ لگانا سیکھو

اسٹیج ۳۸

(۱) مشتری - زہرہ - قمر اور علم الثار ہو - چار چاند اسطرح شہرت میں لگانا سیکھو
(۲) جب یہ اسٹیج کی تعلیم مکمل ہو جائے - ترچھی نظروں سے دل کو لگانا بھی چرانا سیکھو
(۳) نام عظمت پہ تمہیں قید میں جینے دیگا - تم بھی عقل اونکی ٹھکانے پہ لگانا سیکھو
(۴) قدرت حق نے تمہیں شکل تماشہ بخشی - اسکی خلقت کو تماشہ کا دکھانا سیکھو

احقر

سبز بنبل ۳۹

مری سبز بنبل بہت خوب ہے - جو لگانا چھو اسے مرغوب ہے
ظروف زر و سیم سے ہے - نہ کھرد ہے نہ گرم ہے نہ مرطوب ہے

یہ پوچھا جو لقمان کے پاس جا - کہ وہم و جہالت کی ہے کیا دوا
کہو بوسے وہ اپنی دوبان کو ملا - کہ یہ درکار ہی ام اس پینی لادوا

گانا بجانا

نظم

(۱) یہ گانا بجانا رلائیگا آخر - ہمیں بھیک در در منگائیگا آخر

(۲) یہ سگریٹ کا پینا یہ مردود ملکی صحبت - کوے اور بیٹھک جمائیگا آخر

(۳) یہ مفتی شرابیں یہ مفتی غذائیں - کسی روز یہ رنگ لائیگا آخر

(۴) سینما کے اسٹیج پر تم جو ناچے - زمانہ بھی تمکو نچائیگا آخر

(۵) شباب اور مستی ہے دو چار دن کی - بڑھاپا بھی آکر ستائیگا آخر

(۶) بڑال زشی بھونڈے کا انجام دیکھو - وہی حال تیرا بنائیگا آخر

(۷) بہت بے حیائی جو سیکھی ہے تم نے - نہ کوئی تمہیں منہ لگائیگا آخر

یہ احقر کے اشعار تم یاد رکھنا
زمانہ ہے آنا مٹائیگا آخر

احقر

(۱) پیرس میں دو دو جیبیں ہوں کہ لندن میں پیدا ہاں - رنگت پھر بھی آب وہ ملک تک قمر ہیں

(۲) پیریاں جو اڑاتی انوری لندن جیبیں چلیں - جب رحال حلقوں کی ھنسیقی ہونگی لو زیبا

خطاب نسواں ام

(۱) آؤ اے ڈارلنگ تم ہر اسلحہ چلانا سیکھو — ہر اک سینے پہ ذرا دل کا جمانا سیکھو

(۲) قومی گیتوں سے مگر دل کا لگانا سیکھو — دل پژمردہ میں تم آگ لگانا سیکھو

(۳) جوش خوں آئے نظموں کو وہ گانا گاؤ — مردہ قالب میں جو جان لائے وہ گانا سیکھو

(۴) ہند فوجوں سے بنی ٹولی ہے یا جرنیل — ساتھ ہی فوج کی تعلیم کا پانا سیکھو

(۵) ٹوپیاں اپنی نکالو یہ وہ ٹولی کردی — خواب غفلت میں جو بیٹھی انھیں اٹھانا سیکھو

(۶) بن گئے ہند میں میدان لڑائی لڑکوں — ان کے کھیلوں کو ہرگز نہ مٹانا سیکھو

(۷) لڑکیاں مرد حسینوں سے دور ہو جاتی — پنجۂ غیر سے تم ملک چھوڑانا سیکھو

(۸) ہاتھ سے قبضۂ تلوار نہ ہرگز چھوٹے — لیڈرو مردوں سے کہ تم مونچھ موڑنا سیکھو

(۹) چلمنوں میں کہو مردوں سے کہ جا کر بیٹھیں — اور میدان میں تم سر کا کٹانا سیکھو

(۱۰) کیا تجیاں پھودو ایر بمب بچھے لیلے — فوج دشمن پہ ایر بمب گرانا سیکھو

(۱۱) ذل کے معنی ہی کہ دشمن سر میدان مار دو — نہ کہ بزدل بنو اور لڑنا نہ سیکھو

(۱۲) تم سے پہلے بھی بنت عورتیں مردانہ لڑیں — صفحۂ تاریخ کے پڑھ لو دہرانا سیکھو

(۱۳) مال بہترشاد دغل بوش وردی پہنو — گھوڑے پر بیٹھ کر تلوار چلانا سیکھو

(۱۴) ایروپلین کے لو سیر ہوائی تم بھی — گن چلانا و ایر بمب چلانا سیکھو

(15) تیر اندازی بھی سیکھو کہ ہنر ہے یہ بھی۔ چاند ماری میں نشانہ کا لگانا سیکھو

(16) کشتیاں کھیو جہازوں کا چلانا سیکھو۔ جنگ بحری کے لئے تم کو یہ لازم ہے ضرور

(17) کس طرح جنگی جہازوں کو سمندر میں ڈبائیں۔ آگ پانی میں لگانا و بجھانا سیکھو

(18) ریل کی پٹری یہاں دشمن کی اکھاڑو پھینکو۔ فوج دشمن پہ بھی تم بم کا گرانا سیکھو

(19) قبضہ دشمن میں جو پڑ جاؤ ذرہ مت گھبراؤ۔ جان دے دینا و سر کا نہ جھکانا سیکھو

(20) قاصد ہند بنو لندن و پیرس جاؤ۔ جا کے یورپ کو مگر لوٹ کر آنا سیکھو

احقر

(1) کوئی کے مانے نہ مانے یہی کہ عمر پل پل پہ جا رہی ہے
وہ موت جس سے کہ ڈر رہا ہے قریب تر اب وہ آ رہی ہے

(2) ہر اک ذرہ سورج کو پہچانتا ہے۔ مگر اسکو سورج نہیں جانتا ہے

بہو نہ شرمندگی سے نہ بیٹھی آ اے میری سفر بیری
ابھی چھوٹی سی تو کیری ہے نہیں آم ہوا

پیام یار - ۲۲

(۱) کنٹرولر کے دفتر میں اور آدم کا قصہ دیکھئے - اوکے گرنٹ پیجئے لندن کو کھانا چاہئے

(۲) نیشن وفینیشن کا موقع آیا تو کچھ بھی خیال - جواب میں بھی ہاں لندن بھول جانا چاہئے

(۳) ان نئے حسینوں کی جو کیلاشی تھیں وہ ہو گئی حسن سیلاشی کا آفس لوٹ جانا چاہئے

(۴) جوار کی روٹی کو کھا کر مر گئے عشاق سب - آپ کو بھول مرغ پیر چڑھانا چاہئے

(۵) نرخ لندن کا گیا ہے سیر ہو - عاشقوں کو عشق بھی اب بھول جانا چاہئے

(۶) مونگ پھلیاں کھائیے اور چائے فالسی پیجئے - دودھ اور گھی چھوڑ کر صحت بڑھانا چاہئے

(۷) چھوڑ کے ایکشن دیا جامہ وا رہنے لوٹ پینٹ - وقت کتنا ہے لنگوٹی ہی لگانا چاہئے

(۸) لیبی مسجد لیا مندر کیسی لوجا اور نماز - مندہوں کو چھوڑ کر جھگڑے بڑھانا چاہئے

(۹) انقلاب دہر میں ہے خون ناحق بھی روا - بسی خود اور خودا کو بھول جانا چاہئے

(۱۰) وہ ہو جائز یا کہ ناجائز ہے بھنا ری سے بحث - کرسی و بالسی پہ جھنڈا لگانا چاہئے

- مادر جاناں پہ احمق تم کو نہ جانا چاہئے
گر گئے تو لوٹ کر پھر نہ آنا چاہئے

احمق

(۱) واہ واہ کیا خوب ہو تم بھی میاں عبدالرزاق
مر رہی ہے خلق بھوکوں تم کو سوجھا ہے مذاق

(۲) خواب میں نانِ شبینہ کا پتہ چلتا نہیں
دل کو پیسے ڈالتا ہے ذکرِ گندم کا فراق

(۳) بے قراری بڑھ رہی ہے ہجر میں چاول کے اب
چھوڑ کر بنگال کو پہونچا ہے وہ ملکِ عراق

(۴) بات کرنے کی بھی طاقت بھی گئی اب نذرِ درد ہو گئی
کیا ہنسنا کھیلنا اور کیا آپس کا مذاق

(۵) دال تو ملتی نہیں گلنے کا اس کے ذکر کیا
معاش کی صورت میں بھولا ہے سارا طمطراق

احمق
گویت انڈیا۔ باندھ لے تو اپنا بستر بوریہ۔ عقد کیا آزاد سارا ایک بوتے کو ہے

انقلاب ۴۴

(۱) موجودہ انقلاب کو حاصل کمال ہے - ظاہر جو کر رہا ہے کہ وہ لازوال ہے
(۲) دنیا کی نعمتیں تو جہنم میں جا چھپیں - روٹی کا ہی سوال جوابی سوال ہے
(۳) پیدا کر دی ہے انقلاب نے رحمت کی راہ شور - دو ایک خشک روٹیاں ملنا محال ہے
(۴) یہ گنجی حد ہو گئی تو ذکر کیا نہ کاف ہوا - مٹی کا تیل ملنا بھی سبکو محال ہے
(۵) آنسو کا کی زندگی کی تو مٹی پلید ہے - ایک ایک دن کا کاٹنا انکو محال ہے
(۶) رخصت ہوا تمیز و ادب اور حیا کا شرم - چھوٹے بڑے کا کچھ نہ رہا اب خیال ہے

احقر ہے زندگی کے تو باقی بس چند روز
اسکو نہ کچھ خیال نہ اسکا ملال ہے

احقر

شاگرد این زمانہ - چو سبق در میانہ
چون سبق شد میسر - شاگرد شد بیگانہ

(۱) عشق کی ہو تو نہ تڑپے بسر محفل - گر دل کسی پردہ نشیں سے لگایا ہوتا
(۲) لیلا مجنوں کا کوئی داستاں نہ ہوتی - عشق کا چوٹ گر دل پہ نہ سہا کبھی ہوتی

ریڈیو - ۴۵

(۱) اے ریڈیو تو پیدائش دوڑ کا بنیری یہ جیخ فضول ہے
بنیرا گانا سب ہے بے تکا نہ جگا کوئی اصول ہے
(۲) نہ تو سبب ہے کوئی روبرو نہ صنم کوئی دو بدو
تجھے اس سے بحث ہی کچھ نہیں کوئی خوش ہے یا کہ ملول ہے
(۳) تو محض شعائے ما علام ہے نہ پس یقین کوئی کلام ہے
کوئی کل اگر جو بگڑ گئی تو تماشہ تیرا یہ ڈھول ہے

احقر

نرخ نامہ ۴۶

(۱) نہ دیکھی تھی ارزانی ایسی کبھی - کہ روپیہ کا سو رتی ہو گئی
(۲) کہ وقت ایسا طرح شکر اور دال - کہ ہے دو سو ماشہ ہو اک دال
(۳) ہے سو تولہ گندم کے آٹے کا بھاؤ - جو چاہو چنے بھی اسی نرخ پاؤ
(۴) ہوا نرخ چاول کا سو تولہ چھٹانک - شکر بھی اسی نرخ سکتے سو پھانک
(۵) اسے قاتل کرنے لگی الٹی خبر - کہ روپیہ کا ایک سیر بکتا ہے بیر
(۶) ابھی تیری شان یہ دیکھو لی - کہ جمعہ پیسے بھا ایک مولی بکی

احقر

آزادی ۴۷

(۱) جب ہو آزادی وہ بربادی کا ساماں ہے
نہ دیکھا روح کو تم نے فقط جسم انسان ہے

(۲) لڑکپن سے کوئی لڑکا اگر آزاد ہو جائے
تو ساری زندگی اسکی یوں ہی برباد ہو جائے

(۳) لڑکپن سے کوئی لڑکی چلے گر چال من مانی
تو ننگِ خاندان ہو کر نتیجہ ہو پریشانی

(۴) معلم کا جو طالب علم نہ مانیگا کہنا
رہے گا عمر بھر جاہل پڑیگا اوسکو دکھ سہنا

(۵) علم بردار آزادی کے تم یہ سمجھ لینا
رہیگا فرض ہو کر بزرگوں کا جو ہے کہنا
بنائے سے نہ رے احق نہیں سمجھے آج بننا ہے
بھلا نقار خانہ میں کوئی طوطی کا سنتا ہے

احق

۸۴ شکایت

(۱) آجکل دیکھو زمانہ میں یہ اندھیر ہے کیا۔ میرے لکھنے کا مجھے کوئی بھی اجرت نہ ملی

(۲) مجھکو ہر چیز بھی جو بھیجا تو بہ قیمت بھیجا۔ مل گئے دام اونھیں مجھکو تو قیمت نہ ملی

(۳) اس سے مرغوب بہت خوب میں لکھتا ہر دم۔ پیشکاری کی وجہ سے مجھے فرصت نہ ملی

(۴) منظر ہو گیا پھر بھی تو وہ حالت ہو رہی۔ دفتر کی کام سے دم بھر کو بھی مہلت نہ ملی

(۵) اب ملی فکر ہوا دفتر کا تو کچھ کسالت ملی۔ سن کے ساتھ مگر قلب کی قوت نہ ملی

احقر جیتا ہوں تجھ سے کیا چپ ہی رہوں
دنیا میں کوئی بھی شے خالی از علت نہ ملی

احقر

۹۴ عدم جواب

(۱) مری رنجیدہ جب یہ خاطر غمگیں ہوتی ہے۔ تو تھوڑی دیر کے پینے سے بہت تسکین ہوتی ہے

(۲) طبیعت جو خوش ہوتی تھی ملنے سے پیر دل کے۔ اور اب اُن کی اس صورت سے بہت غمگین ہوتی ہے

یہ کہہ کر کے عہد اب لکھنا کسی کو خط نہ اے احقر
جواب خط نہ ملنے سے بڑی توہین ہوتی ہے

احقر

۵۰ ڈرا ہوا دل

(۱) ڈرا ہوا ہے مرا دل بہت زمانے سے ۔ مجھے تو معاف ہی رکھیں وہ اب بلانے سے
(۲) نہ فائدہ ہوا مجھکو کہیں بھی جانے سے ۔ نتیجہ کوئی نہ نکلا کسی کے آنے سے
(۳) یہ دعوتیں بھی ہیں شطرنج کی نئی چالیں ۔ پھنسانے دام میں ہیں دانے کے کھلانے سے
(۴) یہ سیاہ کرتے تھے ہم آسمان زمین ایک تھے ۔ گنوادی عقل زمانے نے اب ٹھکانے سے
(۵) تو پیر آیا کسی کا تو میرے دل نے کہا ۔ نہ نزد ہے کسی زحمت کا اس بہانے سے
(۶) فریب عام کا ہے دام ہر جگہ پھیلا ۔ یہی بناز آیا ہمیں عزیزوں اور یگانے سے

سمجھ میں آئی جو احقر کو بوقت نزع
نتیجہ خاک نہ نکلا بہت ستانے سے

احقر

(۱) تنزل کی اب رہ گئی ہے شاعری ۔ جو علم ادب تھا روانہ ہوا
(۲) اے احقر تو ہو فوت پر شاعری ۔ کیا کسی سخن اب پیدا نہ ہوا
(۳) بزم ادب ختم ہوئی ہو گیا کام کلمہ ۔ ختم ہوا دور کیا فقط ناچ گانا وغیرہ
(۴) یہ سمجھ کر دماغ کہ تمام شاعر تو گرم محفل ہو ۔ سدا جاری تو بیزاری چیز ہے کو فوائد کی

۵۱

(۱) فرشتے لگے پرستان میں بھی تمہارا کہو بھی جاتا — تو حوروں اور پریوں سے ہر پیغام لکھ آتا
(۲) قلم اشعار جب لکھ رہی ہیں بہت سے آگے یہی آپ — ہمیں مرعوب ہے لکھا جانا یا جانا جاتا
(۳) سپر بازار سینما میں تم ہو لو وہاں جا کر — ابھی موقع ہے کچھ باقی پڑے گا پیچھے پچھتانا
(۴) کوئی نہ سوٹ پہنے ہو یا کوئی مرغے کو بیٹھا ہو — سینما کا ہے شیدائی مثال شمع و پروانہ
(۵) بجا کر ملگد اسپیکر پہ یاد شور و غل پر شو — سنا کر پھر بجا کر اپنے نغمات سب کو دیوانہ
(۶) ثنا ہو رخ سے پردہ لوگا دو آگے جا در میں — حیا و شرم کو چھوڑ دو پھر ہر سمت مردانہ
(۷) ملی ہے سب کو آزادی بہو ہمدرد پھر تم کیوں — بہت بہتر رہے بہت ہمسر وہاں پر بھی
(۸) کوئی ظالم ملے تو اُس کو تم اڑا لانا = ہر آک کو دینے پڑتے ہیں وہ آزادی کا پروانہ

رموز دوست واقف ہے اخوتؔ شہر جانی کا
ضرور دشت ہو جو شاعر تو آؤ دیکھے کو چلے جانا

اخوتؔ

۵۲ خطاب از سوت

(۱) جان لی میری فطرت نے تجھکو شوہر دیدیا — جب سے تجھ سے چھڑا کر تجھکو لوٹ دیدیا
(۲) میری جو اولاد تھی اب وہ تیری اولاد ہے — قبر میں نا شاد ہوں میں مگر ہیں تو دولت دے
(۳) کیا لکھا لکھا ہمیں یہ اپنا اپنا بھاگ ہے — مل جو تمہارا — تیرا وہ آج دن سہاگ ہے
(۴) خوش رہو پھولو پھلو بچے کا بھی رکھنا خیال — سوت جو خوش خو بن کے رہنا اور بنانا اک مثال

۵۳

(۱) پہن کر ساڑھیاں رنگیں سر بازار گھومتی ہیں - فیشن میں ہمیں سبھی ہیں یہ عجب بہادری

(۲) حیا کے پردہ کو پھاڑ دیا اپنے فیشن کے نام سے - مغرور ہیں کتنی انکو کیسی چولی و چادری

(۳) سینما دیکھ کر آتی ہیں آدھی رات کو واپس - پدر کا خوف ہے انکو نہ کچھ بے پرواہ مادری

(۴) مکمل کر کے آزادی دیا حق طلاق انکو - حکومت نے بہت انصاف سے کر دی یہ بہادری

(۵) بہت مقبول لیڈر نے یہ کام ایسا ہی فرمایا - اگر قلت ہے نکلنے کی تو لگت ہو لی حاضری

(۶) یہ باعث انقلاب ہو گیا لاکھوں کی سزا ہوں - ہو گئیں ہیں آخر ہے عرضی رب قادری

احقر

۵۴

(۱) کیسی بڑھی ہے دیکھو تو نزبری لطافت - کذب و فریب حاضر ہیں غائب ہوئی صداقت

(۲) امیر و ابلیس کی زندگی کو دیکھ - ہے سب حماقتوں میں سب سے بڑی حماقت

(۳) ہوٹل کھلے ہیں ہر جا گھر چلے چوکھا غائب - حجام ہیں نہاتے سیلون میں حجامت

(۴) غائب ہوئی ہے دعوت حاضر ہوئے ہیں ننگوے - جھوٹا نو بیر دیکھ کر رکھنے لگے عداوت

(۵) اللہ رحم کیجئے - مجھ پر کرم نہ کیجئے - مشکور ہوں ایسی مار کھا جو بے عنایت

احقر

اصلاحی

۱

(۱) نصیحت میں کرتا ہوں تمکو نرالی - نہ توڑو بھی پھول کیا تمنے ڈالی

(۲) اگر شاخ قائم ہے پتے لگیں گے - اسی طور سے اور بھی پھول کھلینگے

(۳) شجر کی ہر اک شاخ جزو بدن ہے - تمہارے بھی تن اور اسکے بھی تن ہے

جو حیوان ہیں گلشن کے عاشق وہ بھی

بشر ہے وہی جسکو حب وطن ہے

احقر

۲

(۱) یہ دنیا نہیں دل لگانے کے قابل - نہیں دلربا اسکا سنانے کے قابل

(۲) ہیں راحت میں بھی اسکے زحمت کے سامان - جو مرتے ہیں اسپر وہ ہیں سخت جاہل

(۳) طبیعت رہی جنکی دنیا پہ مائل - نہیں حشر میں منہہ دکھانے کے قابل

(۴) نہیں حالت کسی کی ایک سی دنیا میں رہتی ہے - نہ ندی کوئی ایسی کہ یکساں ہر دم بہتی ہے

(۵) نہیں جو گر شکایت ما نہ عادی شکوہ ہے احقر - جو کچھ افتاد پڑتی ہے طبیعت اسکی سہتی ہے

(۶) زمانہ پہ مرد احقر تمکو ہے کب پروا - ذرا دیکھو سنو خلق خدا کیا تمکو کہتی ہے

احقر

کسی نے آزمائش سے کہا ہے خوب اے احقر - بڑھاپے کی مصیبت سے تو مرجانا ہی بہتر ہے

مقدر ۳

(۱) یہ کہنا غلط ہے کہ بدلتا ہے زمانہ ۔ بدلتا ہے قدرت کا سب کارخانہ

(۲) مگر کبھی کار قدرت بدلتے کہاں ہیں ۔ جو احکام ہیں اوسکے چلتے وہاں ہیں

(۳) نہ شمس و قمر نے جگہ اپنی چھوڑی ۔ ستاروں نے بھی راہ اپنی نہ موڑی

(۴) زمیں اپنی ہے ایک نقشہ پہ قائم ۔ چلا آسماں ایک ہی چال دائم

(۵) کسی دریا کا رخ بدلتے نہ دیکھا ۔ زمیں سے پہاڑوں کو ٹلتے نہ دیکھا

بدلتا اگر ہے تو صرف آپ مقدر

چلا ساتھ دنیا ہے جو کوئی احقر

احقر

مناجات ۴

(۱) اے مرد خدا تو خدا کو نہ بھول ۔ بجز یاد خالق ہے جینا فضول

(۲) جسے تو نے کر لیے دیا جنت سے بھول ۔ رہے تا نہ سیر بستان فضول

(۳) تو بھولا ہے جس پر وہ ہے سب فضول ۔ اگر ہو سکتا ہو تو ہے تو دنیا کو بھول

(۴) اے احقر خدا کو تو ہرگز نہ بھول ۔ ما نہ کہلا اپنے تئیں کریم قبول

احقر

دنیا ۵

(۱) دنیا کو کہنا برا یہ اک رواج عام ہے — جسکو دیکھو مفت میں کرتا اوسے بدنام ہے

(۲) ہم نے یہ مانا کہ دنیا اک بچھا دام ہے — چشم بینا کو مگر اس دام سے کیا کام ہے

(۳) مرغ دانا صید میں آتے نہیں صیاد کے — گھات پر چڑھتے نہیں ہرگز کسی جلاد کے

(۴) سچ تو یہ ہے خواہشوں کے ہیں بنائے جیسے غلام — دنیا کو بدنام کرنا اونکا ہے کار مدام

(۵) کون کہتا ہے نہ دیکھو صبح کو اور شام کو — عیش و عشرت چھوڑ دو دنیا کے سب آرام کو

(۶) سیر گلشن کی کرو تم سوچ کر انجام کو — ہر نفس پر یاد رکھو تم خدا کے نام کو

تم نہ احمق دو جگہ دل میں خیال خام کو
شیشہ و ساغر بھی رکھو اور رہے گلفام کو

6

ادو

(۱) حیوان دشمن انسان — انسان دشمن حیوان — ایک ایک کا ہے دشمن یہ دشمنوں کی دنیا

(۲) جب پھنس لئے کسی کے پھندے میں پھر تو چھوٹے رستے ہی ہے نہ تجھکو سبھوں سے ملنا

(۳) مل تک تھے دوست جانی ہیں آج دشمن جانی — ہے لفظ دوست باطل تحقیق یہ سمجھنا

(۴) وہ چال مان چلو تم وہ فعل بس کرو تم — اس وقت آج بالکل جس میں برے نہ رونا

(۵) زر صدقہ جان شریفاں جان آبرو کا صدقہ — ہم کہہ گئے وہ جو تجھے سمجھو تم نے کہنا

(۶) تدبیر جو کرو تم تحریر جو کرو تم — پہلے سے سوچ رکھو خوب اسکو یاد رکھنا

احقر

ہدایات ۷

(۱) پڑھو اپنا لکھا دوبارہ ضرور - کہ ہوتی ہے غلطی ہر انسان سے

(۲) جو لکھنا ہے پہلے اسے سوچ لو - لکھو اور لکھو پھر تم بڑے دھیان سے

(۳) سوالوں کو پہلے پڑھو غور سے - نہ کم وقت لگے اور سکو مان سے

(۴) لکھو اور پڑھو خوب محنت کرو - تنگ ہو نہ زیادہ امتحان سے

(۵) زباں بے ضرورت نہ کھولو کبھی - ضرورت پہ بیٹھو نہ حیوان سے

(۶) شرارت نہ کرنا کبھی بھول کر - بہت ہمکو نسبت ہے شیطان سے

(۷) نہ کرنا کبھی خرچ پیسہ فضول - نہ پھرنا پڑے تاکہ حیران سے

(۸) کیا خرچ زیادہ تو دھو بیٹھے ہاتھ - مکاں - ابرو - اور سامان سے

(۹) نہ لینا کبھی ایک پیسہ ادھار - کہ قرضہ گرادیتا ہے شان سے

(۱۰) نہ مہمان بنا کسی کے کبھی - نہ دبنا پڑے تاکہ احسان سے

ادھو

(۱) دل ناداں تو کیوں ناحق ہر اک شے پر مچلتا ہے - تیری اک خواہش بیجا سے کیا آخر تجھکو ملتا ہے

(۲) بلا علم خدا کیا اور ایمان اور کسکو ملتا ہے - مگر ملتا اوسی کو ہے مقدر جسکا چلتا ہے

وصیت ـ A

(۱) وصیت کرد نا میرے دل میں ہے ارمان ۔ اگر ماننے کا کرو عہد و پیمان

(۲) بہت کام آئیگی میری وصیت ۔ یہ ہر نغمہ ہے اوسکا راحت کا سامان

(۳) زمانہ قریب اپنی رحلت کا آگیا ۔ رہا زلیست کا اب نہ کوئی ٹھکانہ

(۴) نہ معلوم کب یا کہاں موت آکر ۔ کرے رخصت بستی عدم کو روانہ

(۵) ہوئی اس صدی لوگ وہ ہم چلے ہیں ۔ سمجھے تھے جو فخر مہمان کا آنا

(۶) کرو شکر نعمت جو کھانا ملے گا ۔ کہیں گھر سے بہتر کوئی اور کھانا

(۷) کوئی کام شہرت میں کرنا برا ہے ۔ حماقت کا ہے یہ بڑا

(۸) بلا سوچے سمجھے کوئی کام کرنا ۔ ہے موت اپنی کو اپنے ہاتھوں بلانا

(۹) جو سب سے بڑی بات دنیا میں پائی ۔ وہ ہے راز دل اپنا سب سے چھپانا

(۱۰) بلا فرض دو اور یا بہت پیسے کر کے ۔ بزرگوں کا کہنا یہ ہے نہ ماننا

احمق

(۱) سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں ۔ خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہو گئیں

(۲) یاد تھیں ہمکو بھی رنگارنگ بزم آرائیاں ۔ لیکن اب نقش و نگار طاق نسیاں ہو گئیں

(۱) اگر دانا چون نادان گشت غرق است - ز دانش تا به نادان چه فرق است

(۲) سخن تا نپرسند لب بسته دار - گهر نشکنی تیشه آهسته دار

(۳) آبرو را گر طلب خواهی مرو از جای خویش - آنچه گل را در چمن زیب است در بازار نیست

(۴) اگر نادان بوحشت سخت گوید - خردمندش بنرمی دل بجوید

(۵) اگر هر دو جانب جاهلان اند - وگر زنجیر باشد بگسلانند

(۶) اگر خصمت به جنگ ما نمی آید - سر کلهٔ خود باید زد

(۷) مجال سخن تا نبینی ز پیش - به بیهوده گفتن مبر قدر خویش

(۸) دل بدست آور که حج اکبر است - از هزاران کعبه یک دل بهتر است

(۹) کعبه بنیاد خلیل آزر است - دل گذرگاه جلیل اکبر است

(۱۰) اگر زمین ها آسمان ها دوزی شده دهند از زیاده از روزی

(۱۱) اگر قحط الرجال افتد ازین سه انس کم گیری - یکی افغان دوم کنبوه سوم قوم کشمیری

(۱۲) بدست آهن تفته کردن خمیر - به از دست بر سینه پیش امیر

(۱۳) بر طرح بای دشمن تکیه کردن ابلهی است - پای که بر پوسته سیل دارد افگند دیوار را

(۱۴) نه چندان بخور کز دهانت بر آید - نه چندان که از ضعف جانت بر آید

(۱۵) بهشت آنجا که آزاری نباشد - کسی را با کسی کاری نباشد

(۱۶) نکوئی با بدان کردن چنان است - که بد کردن بجای نیک مردان

(۱۷) عاقبت گرگ زاده گرگ شود - گرچه با آدمی بزرگ شود

الحق مرا

(۲۸) ابر اگر آب زندگی بارد - هرگز از شاخ بید بر نخوری

(۲۹) ای زیر پایت گر بدانی حال مور - همچو حال تست زیر پای پیل

(۳۰) قدر عافیت کسی داند - که به مصیبتی گرفتار آید

(۳۱) اصل بد از خطا خطا نه کند - بد گهر با کسی وفا نه کند

(۳۲) دروغ مصلحت آمیز به از راستِ فتنه انگیز

ادبی ۱

(۱) اے باغباں عالم میں ہاتھ جوڑتا ہوں۔ باغ گلشن سے تیرے اک پھول توڑتا ہوں

(۲) تو نوک کو مرے گل کی تو صد ہزار کر دے۔ جیسے طلائی کی ہی خوشبو کو اور بھر دے

(۳) مجھکو زبان طوطی کوش خرد عطا کر۔ اے بے نیاز میری مقبول یہ دعا کر

(۴) ہر ورق گل پہ اپنے نادر نکات لکھوں۔ ہر حرف و لفظ عطا میں لاجواب لکھوں

(۵) ہر حرف میرا یارب صد آفتاب بن جائے۔ جو لفظ منہ سے نکلے قند و نبات بن جائے

(۶) مطلع جو منہ سے نکلے کاشانہ سخن ہو۔ ہر شعر میرا یارب پھولوں کی انجمن ہو

جگنو ۲

احقر

(۱) آہ او چھوٹے سے کیڑے آنکھ کا تارا ہے تو۔ تیری شب میں رہ رہ کر چمک جاتا ہے تو

(۲) تجھ میں کیسا جلوہ نظر آتا ہے برق طور کا۔ دست قدرت نے بنایا تجھکو پتلا نور کا

(۳) زلف شب نے دن سے یا توڑ لی انگارا کوئی۔ یا ہوا میں اڑ رہا ہے ٹوٹ کر تارا کوئی

(۴) ظلمت شب میں تری رہ رہ کے یوں ہوتی ہے تاب۔ ابر میں چھپ چھپ کر نکلے ماہتاب

(۵) کم لو نقش ہو جیسے بجلی زیر دامان سحاب۔ یا الٹ دیتا ہو کوئی گردے رو رخ سے نقاب

(۶) پیروانہ اک ننھا جگنو بھی اک پتنگا۔ وہ روشنی کا جویا یہ روشنی سراپا

احقر

آرزو ۳

(۱) کون بلبل ہے نہیں جسکو چمن کی آرزو ۔ دل میں رہ رہ کر کھٹکتی ہے وطن کی آرزو

(۲) ہے تمنا مجھکو بھی وصلِ عروسِ قبر کی ۔ کون دولہا ہے نہیں جسکو دلہن کی آرزو

(۳) پھر بہار آئی چمن میں پھر ہوا جوشِ جنوں ۔ پھر مجھے ہونے لگی دیوانہ پن کی آرزو

(۴) جب کبھی چادر کوئی اجلی ہمیں آئی نظر ۔ خود بخود پیدا ہوئی دل میں کفن کی آرزو

(۵) مفت کی بیگار بھی لی جانِ شیریں بھی گئی ۔ مرتے مرتے بھی نہ نکلی کوہکن کی آرزو

احق

بہار کا آخری پھول ۴

(۱) جو کوئی مرجھائے تو اب پہچاننا دشوار ہے ۔ کون گل ہے کون دل ہے بلبلِ ناشاد کا

(۲) رنگ لسوزی ہے کتنا لالۂ کہسار میں ۔ کام دیتا ہے چراغِ تربتِ فرہاد کا

(۳) کشتۂ بیداد کے تربت پہ آنسو گر پڑے ۔ ہائے کیا بے وقت قاتل نے دیا پانی مجھے

احق

نمبر ۵

(۱) اے قمر ہر شب نیا انداز کوئی دکھلاتا ہے تو ۔ گاہ بڑھ جاتا ہے تو پھر گاہ گھٹ جاتا ہے تو

(۲) اہلِ دنیا تجھ کو پہلی رات کہتے ہیں ہلال ۔ چودھویں کا چاند بن کر بدر کہلاتا ہے تو

(۳) کیا ہی عجب منظر ہے اور دلکش ادا تیری ۔ ہر کسی سے راز دل کی یاد دلواتا ہے تو

(۴) گاہ دریائے نشاط و عیش کرتا ہے رواں ۔ گاہ بارش ملال و رنج برساتا ہے تو

(۵) گاہ آ کر عید کا مژدہ سناتا ہے ہمیں ۔ گاہ آ کر ماتم و غم یاد کرواتا ہے تو

(۶) جب چراغِ شمس ہو جاتا ہے آنکھوں سے پنہاں ۔ آسمان کی انجمن کو آ کے چمکاتا ہے تو

(۷) تیرے آگے ماند پڑ جاتی ہے انجم کی چمک ۔ کس قدر لشکر پہ تنہا غالب آ جاتا ہے تو

(۸) ادھورے پن میں بھی درد دل کو اس قدر کم کر کے ۔ جب ضیا اپنی زمانے بھر میں پھیلاتا ہے تو

(۹) رقص کرتی ہیں تری کرنیں عجب انداز سے ۔ اک قیامت ہے ترا جلوہ غضب ڈھاتا ہے تو

(۱۰) تجھ میں قدرت نے بھری ہے خوشنمائی کس قدر ۔ کیا جوان کیا پیر دلوں کو پسند آتا ہے تو

(۱۱) جگمگ دنیا ہے جس میں روح نظارہ ترا ۔ خلق کی رگ رگ میں بھی نور دوڑاتا ہے تو

(۱۲) پوری آب و تاب سے جلوہ نما ہوتا ہے جب ۔ آتشیں جذبات افسردہ کو بھڑکاتا ہے تو

(۱۳) جو مغنی ہیں مست کیفی ہیں بڑھے گلگشت کو ۔ چاندنی سے محفلوں میں وجد دلواتا ہے تو

تو مرا دل چاہتا ہے اے خوشنما دل بس یہی ہے
سینہ تو اسکو دکھا دینا چکا ہے جس سے شرماتا ہے تو

اشف

برسات ۶۰

(۱) برسات کے دن آ گئے گھر گھر کے بادل چھا گئے ۔ اب نغمے ساز روح پر مچل مچل کے سب گائیں نہ کیوں
(۲) یہ عالم شباب انگیز ہے پرکیف ترنم ریز ہے ۔ جھرنے بہتے وادیاں مدہوش ہو جائیں نہ کیوں
(۳) بھنورے کو سحر آ گئی جھوم کر غنچوں کے منہ کو چوم کر ۔ جھونکے نسیم صبح کے آ آ کے اٹھلائیں نہ کیوں
(۴) روشن ستاروں کی طرح بکھرے ستاروں کی طرح ۔ جگنو اندھیری رات میں جنگل کو چمکائیں نہ کیوں
(۵) کھیتی ہوئی بڑھتی ہوئی گرتی ہوئی چڑھتی ہوئی ۔ موجیں سمندر کی سدا ساحل سے ٹکرائیں نہ کیوں
(۶) قانون قدرت ہے یہی جینے کی صورت ہے یہی ۔ شاخیں گل و گلزار کی گلشن میں بل کھائیں نہ کیوں
(۷) حرکت ہے جان زندگی برکت ہے شان زندگی ۔ غفلت کے پردے ایک دم دنیا سے اٹھ جائیں نہ کیوں
(۸) اکمل اور خدا کا نام لے پیغام دے پیغام لے ۔ اہل جنوں کے قافلے منزل کو پا جائیں نہ کیوں

الحق

(۱) دور گردوں ہے خدا دو نوا کہ یہ دور شراب ۔ دیکھتا ہوں جسکو میں اس انجمن میں مست ہے
(۲) نشۂ دولت سے منعم پیرہن میں مست ہے ۔ مرد مفلس حالت رنج و محن میں مست ہے

تجلی حسن ۷

(۱) تجلئی رخ کی نہ جب تاب لا سکی ۔ مقابل نہ ہو سکی شمع آ سکی

(۲) نہ خود کو جب مہر و مہ پا سکے ۔ تو جا کر وہ پھر بادلوں میں چھپے

(۳) ترے رخ سے گل بھی تو شرما گئے ۔ کئی شہد لب اور مرجھا گئے

(۴) شرابوں نے دیکھا جو تیرے نگار ۔ نہ باقی رہا پھر نشہ اور خمار

احقر

رباعی ۸

(۱) ع پھول وہی جس پہ چمن نازاں ہو
موتی وہی جس پہ صدف نازاں ہو
ع مشک وہی جس پہ ختن نازاں ہو
انسان وہی جس پہ وطن نازاں ہو

احقر

۹. شاعرہ

(۱) جب سے تم ہو گئے ہو نظروں سے میری پنہاں - رخصت ہو گئے ہیں دل سے صبر و قرار دونوں

(۲) اک تاج ہے مرصع اک تخت ہے منقش - دنیا کے ہیں یہ جھوٹے نقش و نگار دونوں

(۳) گر تخت پہ مرا ہے یا جان زمین پہ دی ہو - مردوں میں ہو رہے ہیں دیکھو شمار دونوں

(۴) اک فوج ہے حسینوں کی اک فوج شہریاری - مرنے کو یہ کھڑی ہیں باندھے قطار دونوں

(۵) اک گھر گری ہو لاکھ رہی اک پاس کر گئی ایم اے - قسمت کو رو رہے ہیں بیہ بے شمار دونوں

(۶) بیلا ہو یا چنبیلی خوشبو میں ہیں برابر - یہ گلستان گلشن میں ہیں گل فشار دونوں

(۷) اک قول کا ہے خواہاں اک زر کا ہے طالب - میں جانتا ہوں یکساں دشمن دیار دونوں

(۸) تعمیر اب محل ہیں چونے ماٹی پتھر - مردوں کے ہیں یہ مسکن قبر و مزار دونوں

(۹) اک جیب باد پا تھا اک سست رو تھا گھوڑا - منزل پہ ساتھ پہنچے بے ہوش گزار دونوں

(۱۰) شوہر ہو یا کہ بیوی پابند تھے جو پہلے - آزاد ہو کر اب ہیں خود اختیار دونوں

(۱۱) اخلاق بڑھ گئے ہیں اشراف گھٹ گئے ہیں - زردار ہو رہے ہیں لولی چمار دونوں

(۱۲) آمد کی زیادتی ہے اور رخت کی کمی ہے - سنوارتے ہیں زیور دھوبی کمہار دونوں

(۱۳) ظالموں نے کیا ہے مرقوم کو برابر - ہیں پالکی میں چڑھتے کھوئی کہار دونوں

(۱۴) ہو عالم یگانہ یا جاہل زمانہ - نااہل کر رہے ہیں یکساں شمار دونوں

الحق

مشاعرہ - ۱۰

(۱) تو اس خامہ کی طاقت بڑھ گئی رفتار کی — اور زبان خاموش کی ہمت بڑھی گفتار کی

(۲) ہے سمندِ فکر اب آزاد پھرتا ہر طرف — صورتیں پیش نظر آتی گلشن گلزار کی

(۳) ہے السلام تو تلوٹ ہو گیا اب ختم ہی — جس جگہ ہے قدر کچھ نہ ہے زر و زردار کی

(۴) ہیں قیود اب آزاد ہے یا بندیاں سب چھوٹ گئیں — چھٹ گئی چھائی تھی جو اسیر گھٹا ادبار کی

(۵) مرحبا حضور پرشاد اور جواہر لال جی — ہیں صدائیں آ رہی ہر سو ہے جے جے کار کی

(۶) قصرِ آزادی کو مستحکم بنانے کیلئے — دشمنان ہند کی دیوار بھی مسمار کی

(۷) حکومت ہی ہو سیاست کا وہ ان کا سبق — چال لیسے ہی بدلتے دو زمانہ بھر کی

(۸) ہے گلستاں جہاں میں قدر اتنی ہو گئی — صورت ان دونوں نے پائی ہے گل بے خار کی

(۹) عالم ہند کی ترقی ہو گئی ہے استوار — صورت پیدا ہی ہے مشکل اب [illegible] کی

(۱۰) لہلہاتی کھیتیاں ہیں ہر جگہ دیکھا کی — تالیں پھر کسان آئے ملیں بہو بار کی

(۱۱) شہر خوش دیکھا نہ آسودہ — رعایا ہر طرف — رسم بھی باقی رہی اب جنت بے بہا کی

(۱۲) ہو رہا ہے اب زمینداری کا بالکل خاتمہ — شکل تو پیدا ہوئی ہے ایک بھومی دار کی

(۱۳) پنچایت ہو گئی ہیں ہر جگہ — اب ضرورت ہے وکیلوں کی نہ مختار کی

(۴) حسینیں اور جنتیں پہلے کو آپ نہیں شمار - ڈھونڈھے اب مطابق صورت کسی بیمار کی

(۵) کھیلنا بارود سے جانباز ہی کا کام ہے - حکمرانی آجکل ہی دھار ہے تلوار کی

(۶) میرا دل ہے باغ باغ انکی فراست دیکھکر - مدح ناممکن ہے آنکی دیدۂ بیدار کی

(۷) تا ابد قائم رہیں یہ آپ ہی لعل و نہار - حوریں دیکھیں گے ہم جنس بے ابنار کی

خالق کون و مکان رکھنا تو اب امن و امان

اب نہ آئے سطنیر کوئی بلا ادبار کی

رحو

(۱) جانے والے کبھی نہیں آتے - جانیوالے کی یاد آتی ہے

(۲) وہم قیامت جو ہو سو ہو - مگر شباب ضرور قیامت ہے

تبادلہ بحر ۱۱

(۱) رونق بزم اور گئی جاتا رہا مشاعرہ - ہائے غضب کم ہوا احباب کا اپنے دائرہ

(۲) آخر اشعر جو ہم سے بھی داد کے لئے لکھا کرتے تھے - غالب تھا انکی ذات سے جہان کی ماہر مشاعرہ

(۳) خاک بھی اب وہ بلکھنؤ اپنے وطن قدیم کو آئے ہیں منتقل اب لیکن آتی نظر نہ ظاہرہ

(۴) جہاں میں رہ گئے کیا کریں قدر سخن بیان لیکن - بیشتر بھی ہو چکے ہیں اب ملتا نہیں مشاعرہ

(۵) پوری ہو یہ کمی سبھی ممکن نہیں ہے حشر تک - باطن میں ہے سب کے درد گو ہے دکھا رہیں مظاہرہ

(۶) عالم نہ ایسا پا سکے فاضل بھی کوئی ہے نہیں - مجھ کو جواب دے چکی میری یہ فکر قاصرہ

(۷) وہ کلام ہو کہ نثر ہو رکتا قلم نہ تھا کہیں - قائل ہو متفق ہیں سب ماہر ہوں یا نہ ماہرہ

احقر کو اب رکتا نہیں یاد انکی آئے روز و شب
لیکن نہ دے سکیگا اب شاعر کوئی نہ مشاعرہ

احقر

(۱) جب تھا ہر زلف کو اپنی بکھیرے وہ صنم - آتے آتے ظلمت تک گھوم نے اور گھوٹ جائے

(۲) رات کو آئیگا ہم سمجھا یہ عاشق غائب ہے - روشن وصل کیا اس نے دکھا کر گیسو

(۱) یہ نیرنگئ فلک ہی ازل کے روز سے قائم۔ بدلتا ہے آسمان زمانے میں اپنے رنگ کو دائم

(۲) کبھی خوابوں خفتہ یہ اُدھار تا اور جگاتا ہے۔ کسی کو یہ ہنساتا ہے کسی کو یہ رلاتا ہے

(۳) کسی امید پر ہار گیا ہٹلر اپنے دشمن سے۔ وہ ٹلی اور امریکہ لڑ پڑے جاکے دشمن

(۴) تجارت کے بہانہ سے لی شہنشاہی لی۔ لڑ کے بھائی سے بھائی یہی عالم بپا ہی ہے

(۵) بہادر شاہ دہلی کے لیا وہاں پڑوسن نے۔ انجمن کے بوتوں بیٹوں کو کیا قربان پڑوسن نے

(۶) وہ فعل بد رہا طالب، اور جبر بپا ہو پڑ جائے۔ نتیجہ فعل بد جب تک نہ صورت اپنی دکھلائے

(۷) اگر کردار بد اپنی چھپائے چھپ نہیں سکتے۔ یہ وہ نقش بدی ہیں جو مٹائے مٹ نہیں سکتے

خدایا دے مجھے توفیق تو کچھ رزم گوئی کی
حقیقت نامکمل راستی کی الجھی گتھی جوئی کی

رجوع

(۱) نمائشیں دیدنی ہیں دیکھیں اہل نظر آکر۔ حقیقت نقشۂ غربت تو دیکھیں مالوف جاکر

(۲) کوئی لائے کس طرح یارانِ رفتہ کی خبر۔ موت بیٹھی ہے عدم کا راستہ روکے ہوئے

زندگی ۱۳

(۱) زندگی ایک اضطرابِ مستقل کا نام ہے
موت کو ساحل سمجھنا بھی خیالِ خام ہے

(۲) ہمواری جس جگہ بن جائے خود وجہ سکوں
بس وہی منزل ہے اپنی اور وہیں آرام ہے

(۳) چند لمحوں کا ترنم یا فریب و رنگ و بو
صرف اسی کے واسطے یہ زندگی بدنام ہے

(۴) کائناتِ زندگی میں کچھ کشش ہو یا نہ ہو
محو ہونا اس پہ بھی عشق کا ہی نام ہے

اخلاق

(۱) تہذیب اور ادب ہے انسانیت کا جامہ ۔ خالی ہو اس سے انسان تو وہ بھی جانور ہے

نظم ۱۳

(۱) وہ انساں ہی نہیں جسکے نہ دل میں دردِ انساں ہو
نہ جو بیکس کے حالِ زار پر گریاں و نالاں ہو
(۲) اسے انساں نہ کہئے شکل و صورت میں جو انساں ہو
ودیعت میں مگر جسکی کہ پنہاں خوئے شیطاں ہو
(۳) اگر مشکل کسی کی یوں ترے ہاتھوں سے آساں ہو
مزا جب ہے نہ حاجتمند کو احساسِ احساں ہو
(۴) یہی ہو آرزو اپنی یہی اک دل میں ارماں ہو
نہ دیں زردوں کی خوشنودی میں میرا ایماں ہو
(۵) بھلا دے نیکیاں کر کے یہ معیارِ شرافت ہے
خیالِ محسن ممنوں نہ دل میں تیرے ناداں ہو
مکرر (۶) بھلا دے نیکیاں کر کے یہ معیارِ شرافت ہے
خیالِ محسن ممنوں نہ دل میں تیرے ناداں ہو
(۶) مدد میں بے کسوں کے وقف کر دے زندگی اپنی
مزا جب ہے کہ سرزد تجھ سے یہ کارِ نمایاں ہو

(۷) مرے پہلو میں رکھدے وہ دل درد آشنا یارب
جو چشم نم سے گریاں ہو تبسم سے جو خنداں ہو

(۸) سراپا نیک ہو کر اتنی وسعت دل میں پیدا کر
کہ اپنی جان کی دشمن کی بھلائی کا نہ خواہاں ہو

(۹) یہیں پر ہے یہ جنت امتیازی نسل آدم میں
وہاں ہر ایک ہی سب خواہ ہندو یا مسلماں ہو

قلم احقر کی مقبول ہو یا اللہ صاحب
یہی ارمان رہے میرا کہ بزم ادب کی خدمت ہو

(۱) شادی کیلیے اسلئے ہماں جم کی احتیاج۔ پھولونکو برخنداں ہے شبنم کی احتیاج

رباعی
نہ کوئی بڑا ہے نہ چھوٹا ہے کوئی۔ نہ کوئی کھرا ہے نہ کھوٹا ہے کوئی
پڑی رہتی ہے ساری دنیا کی دولت۔ مگر ساتھ جاتی ہے فرض اک نکوئی

نظم ۱۵

(۱) جان وہاں جو کسی دیکھے گا زر کی صورت - اس میں آئے گی نظر کیوں نہ خطر کی صورت

(۲) جو ہے اخلاق کا شیدا وہ نہ دیکھے گا کبھی - ظاہری حسن میں پنہاں ہے شرر کی صورت

(۳) سانپ کی طرح جو رکھتے ہیں دلوں میں کینہ - وہ تو موذی ہیں اگرچہ ہیں بشر کی صورت

(۴) خود نوائی جو چاہے تو وطن میں مت آ - در بدر دیکھیں نہ لوٹے گا گھر کی صورت

(۵) قلب ہو اور طرف اور زبان اور طرف - ایسی تقریر میں ہوگی نہ اثر کی صورت

(۶) آتش ظلم نہ ہو شعلوں میں بھی بھڑکے - سینۂ سنگ میں بھی ہے آگ شرر کی صورت

(۷) خوبیاں جن میں ہیں وہ لوگ چھپے رہتے ہیں - سیپ میں رہتی ہے پوشیدہ گہر کی صورت

(۱) دل جب دیا تھا کسی نے نہ وفا پہ دوں جان اب سب سمجھا رہے ہیں

(۲) گلشن میں گل شرما گئے گل عارض کو دیکھ کر - غنچے بھی ہیں خاموش ہیں سنگ شیریں زباں آ گئی

(۳) رنگ گل سے بھر کے لائی ہے صبا پچکاریاں - لالہ کھیلیں سرو قد ہو گئی لسی شمشاد سے

متفرق ۱۶۰.

(۱) اے چارہ ساز حالتِ دردِ نہاں نہ پوچھ
اک راز ہے جو کہہ نہیں سکتے زباں سے ہم

(۲) کیوں مستِ شرابِ عیش و طرب تکلیف توجہ فرمائیں
آوازِ شکستہ دل ہے تو ہے آوازِ شکستہ جام نہیں

(۳) دل گیا رونقِ حیات گئی غم گیا ساری کائنات گئی

(۴) اشکوں کو سمجھ کر یوں نہ ہنسی میں اڑا ظالم
یہ پیامِ دردِ دل ہیں اور آنکھوں کی زبانی ہیں

(۵) محبت کی محبت تک ہی جو دنیا سمجھتے ہیں
خدا جانے وہ کیا سمجھے ہوئے ہیں کیا سمجھتے ہیں

(۶) جمالِ رنگ و بو تک حسن کی دنیا سمجھتے ہیں
جو صرف اتنا سمجھتے ہیں وہ آخر کیا سمجھتے ہیں

(۷) مانگنے سے بہت بہتر ہے کہ مر جائے بشر
ہمیشہ رہ گئے یہیں خدا کا آسرا باندھے ہوئے

(۸) مجھکو جز حسن نظر آتا ہی نہیں کچھ اور
آپ پہونچے تو فقط حسن بتاں تک پہنچے

(۹) ساز مطرب کے کرشموں پہ نہ جانا ہرگز
اکثر اس طرح سے بھی بیان وصل فغاں ہوتا ہے

(۱۰) محو تسبیح تو وہ بھی ہیں مگر ادراک کہاں
زندگی خود بھی عبادت ہے مگر ہوش کہاں

(۱۱) عشق کا حسن ہے نظر آتا نہیں کچھ اور
یہ وہ جا ہے جہاں سے لوٹ کر آتا نہیں کوئی

(۱۲) میں نے مانا دہر کو حق نے کیا پیدا ولے
میں وہ فائق ہوں مرے کن سے خدا پیدا ہوا

(۱۳) کیڑا ذرا سا اور وہ پتھر میں گھر کرے
انسان وہ کیا جو نہ دل دلبر میں گھر کرے

چمن میں آگ نہ لگ جائے آتش گل سے
کچھ اور گل نہ کھلے دود آہ بلبل سے

ہماری لکھنی باڑی کے پارک کی افتتاح کے موقعہ پر

۱۷

(۱) ذرہ ذرہ یہی یہاں کے جوہرِ تقدیر ہے
ریزے ریزے یہی یہاں کے تشخص کی تاثیر ہے

(۲) ہر قدم پہ پاؤں کے نیچے جو آتی ہے زمیں
داستانِ حالتِ ماضی سناتی ہے زمیں

(۳) دب گئے ہیں کچھ جواہر جیسے شگفتہ اس جگہ
دفن ہیں کچھ غنچہ ہائے ناشگفتہ اس جگہ

(۴) اس پہ آخری لستا یاں صفحاتِ تاریخِ قدیم
انکو دیوانہ نہ سمجھو ہیں یہاں روحیں مقیم

(۵) کوئی کبھی عبرت آموزی کا متوالا تو ہو
صاف آتی ہیں نظر ہاں دیکھنے والا تو ہو

اقوا

چیز ہیں قسم قسم کی ہیں اس جہان میں
حد ایک سی ہرگز نہیں ستاں اختلاف ہے

فلسفۂ زندگی ۱۸

(۱) غرقِ حیرت ہے یہ بھولا راز زندگی کا فلسفہ ۔ فہم انسان سے ہے بالا راز زندگی کا فلسفہ
(۲) منکشف ہوتا نہیں کچھ عقدۂ راز حیات ۔ خواب کا سا اک تماشہ ہے طلسم کائنات
(۳) کیا خبر ہے باعثِ تخلیق موجودات کی ۔ فی الحقیقت چیز ہے مجموعۂ ذرات کیا
(۴) کارواں در کارواں آتے ہیں مہمانِ وجود ۔ قافلہ در قافلہ جاتے ہیں ہو کر بے نمود
(۵) کیا فنا کے بعد بھی ہے زندگی کا سراغ ۔ ہستی فانی کا کیا مجموعہ ہے چلتا ہے چراغ
(۶) خواب ہے یا خوابِ بیداری حیاتِ مستعار ۔ حاصل ہنگامۂ ہستی ہے کیا پایانِ کار
(۷) کیا نہیں معلوم کیا مقصود ہے تخلیق سے ۔ کیا حیرت زا ہے یہ منظر حجاب اندر حجاب
(۸) یہ عالم امکاں کا سلسلہ بہت تاریک ہے ۔ روشنی سائنس کی بھی اس جگہ تاریک ہے
(۹) کس قدر سے ہو چلی ہیں اور الجھاتی منزلیں ۔ دستِ فطرت کو ابھی کتنی الٹنی ہیں صفحیں

راز فطرت قوتِ ادراک پر کھلتا نہیں
یہ وہ دریا ہے کسی میزان میں بھی تلتا نہیں

(۱) ذکرِ خدا سے غفلت نہ کبھی کرنا چاہئے ۔ جب تک ہے زباں نام اسکا لینا چاہئے
(۲) فریبِ عالم ہستی عیاں ہے شکل موجوں سے ۔ کبیرا اپنا نہ ذرا اپنی نہ فردِ خاندان اپنا

متفرق ۱۹

(۱) رنج و غم کا ہے کو سینے پہ اٹھائے ہوتے ۔ کاش عدم سے ہم اِدھر نہ آئے ہوتے

(۲) لگا بیٹھے آگ یہیں ہوش گزیدہ احباب ۔ ہم نے اگر حسرت عشق کی نہ آگ لگائی ہوتی

(۳) چشم حقیقت سے گر دیکھیں اہل خرد ۔ آپ ہی آپ ہر سو نظر آتے ہیں

(۴) یا رب کہیں عاشق کا وصل معشوق نہ ہو جائے ۔ ڈر ہے کہ دل سے حسن تمنا نہ مٹ جائے

(۵) منہ بند کر کے بیٹھے ہیں غنچہ کی طرح وہ ۔ باتیں کریں تو پھول دہن سے جھڑا کریں

(۶) انداز ستم گری کے ہیں بہتر بناؤ سے ۔ کہدے کوئی اُن سے نہ اُن کا بناؤ کریں

(۷) ہم لاکھ منع کریں ہم التجا کریں ۔ وہ مانتے ہی نہیں ہم انکو کیا کریں

(۸) جو حسن ہے بت سمجھ کے خیال انکا جدا کریں ۔ یہ شوخی تو مانتے ہی نہیں پھر ہم کیا کریں

(۹) منفعل شرم گناہ کی جو نہ کرتی احمق ۔ منہ اپنا کیا کبھی کر کے نہ چھپائے ہوتے

(۱۰) دل کی کیوا سکتے ہیں اے رفیق ۔ محفل ادب اب اچھی سی ہونا چاہیے

(۱۱) شب سے صبح تک جلے ملتا ہے سحر ۔ یاد کرتا ہوں تجھے با چشم تر

(۱۲) لینی ہے جذب الفت کہ تو لکھے ہے دور ۔ ورنہ کیوں دوزخ عبادت میں ملتا سرور

(۱۳) پتی کو پھول کے لگا صدمہ نسیم کا ۔ شبنم کے قطرے آنکھ سے اسکے نکل پڑے

(۱۴) چمن میں کون ہے پرسان حال شبنم کا ۔ غریب روئی بھی تو غنچوں کو ہنسی آئی

(۱۵) چھپا تھا وہ دل کہ جسکی رزل میں نمود تھی ۔ لیلی پہ گرا انکی نظر انتخاب کی

ادبی ۲۰

(۱) کھیت تھے سرسبز ہرے اور سب آئے ہوئے۔ آسمان پر تھے سیہ بادل بہت چھائے ہوئے
(۲) بارش ژالہ ہوئی اور کھیت سارے پٹ گئے۔ سامنے جو خوان نعمت تھے وہ یکدم مٹ گئے
(۳) سا تھ داؤ گوں نے ہوائیں تیز تھی ایسی چلیں۔ بار اور کل دو غنوں کا صفایا کر گئیں
(۴) آسمان پر سایا تھا دونوں کی بھر بھر جھولیاں۔ جیسے ابو پلیس سے برسائے گوگی گولیاں
صبر کر احقر کہ یہ بھی خدا کی شان ہے
تو کیا جانے کہ کیا ہے نفع اور کیا نقصان ہے

احقر

رباعی

(۱) حسن ایک رنگ نوجوانی ہے۔ عشق اک شرک ناگہانی ہے
سب کا انجام ہم نے دیکھ لیا۔ یہ بھی فانی ہے وہ بھی فانی ہے

---

(۲) زندگی اور موت کا اک ساز ہے۔ زندگی ہی اک موت کا آغاز ہے
زندگی ایک شور محشر کا نام ہے۔ موت بے حس اور بے آواز ہے

مشاعرہ ۲۱

(۱) بارش نے خشک زمیں کو گلستاں بنا دیا ـ آلام زدہ زندگی کو آساں بنا دیا

(۲) لطف و کرم نے قدرت کے حاصل ہوئے آجکل ـ برسات ہی کو حاکم دوراں بنا دیا

(۳) کہساروں کے سر سے جو آب رواں بہا ـ چشمہ کو شکل چاہِ زنخداں بنا دیا

(۴) ملبوس موتیوں سے ہے ہر شاخ برگ دار ـ نرگس کو جیسے دیدۂ حیراں بنا دیا

(۵) غارت گرِ حواس ہے شاہدِ چمن کا فرِ ہی ـ کسی کو مسلماں بنا دیا

(۶) بادل جو گھر کے آئے تو بجنے لگی بہار ـ طاؤس کوہ و دشت میں رقصاں بنا دیا

(۷) باد صبا جو سمت سے کہساروں کے چلی ـ صحرا کو اس نے رشکِ گلستاں بنا دیا

(۸) بادل گرج کے آئے تو بجلی کڑک اٹھی ـ برسات نے یہ رزم کا میداں بنا دیا

(۹) تاریک شب نے اور ہجوم سحاب نے ـ جگنو کو ایک ماہ درخشاں بنا دیا

(۱۰) عرش بریں پہ لطف ہے برسات کا کہاں ـ گرد بیاباں کو حاسد ایواں بنا دیا

(۱۱) دل تنگ تھا جہاں تھے بیاباں خاردار ـ بارش نے آج اس کو گلستاں بنا دیا

(۱۲) خوش فکر شاعر دلی یہ افکار دیکھیے ـ زلف دوتا کو سنبل و ریحاں بنا دیا

(۱۳) صدقے نزول رحمت پروردگار کے ـ ہر فلسفی کو طفلِ دبستاں بنا دیا

(۱۴) اختر ماں کو تیر اور کلاہ کو بانکپن ـ فکر سخن نے شاخ مرجاں بنا دیا

(۱۵) شیراز گر تھا سعدیؔ کا پنجاب کا حافظ نے جن کو سخن ترکان بنا دیا
(۱۶) جنکا قلم بھی کان جواہر سے کم نہیں - پتھر کو جنہے لعل و بدخشان بنا دیا
(۱۷) دو سالہ طفل مکتب بیرن کو دیکھئے - بزم مشاعرہ کو غزل خوان بنا دیا

رفیق

مشاعرہ ۲۲

(۱) اے کارساز عالم معبود دو جہاں کے - توفیق دے کہ تیرے سجدے میں سر جھکائیں
(۲) کھولیں بھی تو نے ہم پر سب نعمتوں کی راہیں - کس کس کرم کو تیرے ہم اپنی زباں پہ لائیں
(۳) وسعت زمین اگر ہو کاغذ کا ایک تختہ - حمد و ثنائے خالق تحریر میں نہ آئیں
(۴) لالچ میں سیم و زر کے ایسا نہ ہو خدایا - عصیاں میں عمر کھو دے اور تجھکو بھول جائیں
(۵) کہدے غفور عالم تو رحمتوں سے اپنی - وقت گناہ بخشش تجھکو نہ بھول جائیں
(۶) تقدیر پر ہم اپنے شاکر رہیں ہمیشہ - غیروں کے مال و زر پر نیت کبھی نہ لائیں
(۷) دنیا کو چھان مارا واقف نہیں نہ پائی - وہ کونسی جگہ ہے واقف جہاں سے لائیں
(۸) باغ سخن سے ہم بھی اک پھول توڑ لائیں - دل بستگی کا اپنے سامان کچھ بنائیں
(۹) آ - اے غم محبت تجھکو لے کے آئیں - اس ٹوٹے پھوٹے دل کو مسکن ترا بنائیں

(۱۰) لوگ کہاں تک سے جھاڑیں ہم رہگذر کو تیری - اور فرش پا کی جا پر آنکھوں کو ہم بچھائیں

(۱۱) شیریں نہیں ہے سخن سے قند و نبات بیکر - خون جگر ملا کر شربت تجھے پلائیں

(۱۲) خانہ کو اپنے دل کے آباد تجھ سے دیکھیں - آ جائے سامنے تو کو دل آگے بچھائیں

(۱۳) اک معرکہ کریں گے دن تو اک معرکہ ہم بھی لکھیں - آئے جو ہم میں گویا تیری زباں لگائیں

(۱۴) حسن سخن ہو اپنے بیاں ہوں اپنے مقبول - نقش سلیمان لاکر فسوں ہمیں دکھائیں

(۱۵) آہ اے غم محبت تجھ کو گلے لگائیں - چاک جگر بیاباں اپنا دامان نذر دکھائیں

(۱۶) لاکر خیال میں ہم تصویر کو تمہاری - ہنسنا اسے سکھائیں اور بولنا سکھائیں

(۱۷) درد دل جگر کا تیرے اٹکو لگی ہے - چیریں ہم اپنا پہلو زخم جگر دکھائیں

(۱۸) آ جا کے لگا لعنت تجھ کو گلے لگائیں - نیرنگئی خیال کے آگے تجھے دکھائیں

(۱۹) گل بھی تجھے دکھائیں اور خار بھی دکھائیں - پہلو میں بے کسی کے آخر تجھے سلائیں

(۲۰) ایسی غزل میں مضمون فکر رسا سے اپنے - مضموں کا اچھا سہرا اہل نظر کو بتائیں

(۲۱) محدود کر رہے ہم اک عرصۂ سخن ہے کیوں - اتنا وسیع دامن جا کر کہاں سے لائیں

(۲۲) بیمارئ جنوں کی کر کے دوا تو یہ ہے - ہم گل کھلا کے دل کا باغ ارم سے لائیں

(۲۳) دیکھیں یہ کسکی فکر رسا ہے لیکن - ہم نظم اپنا اپنا اخبار میں چھپائیں

(۲۴) درد جگر و نالہ یا آہ ہونٹوں پر - سب مہرباں ہیں اپنے کس کس کو ہم سراہیں

(۲۵) ستہ بے خودی کا عالم ہمیں بے خودی اک ایسی - ہوش و حواس دنیا دکھ کو بھول جائیں

(۲۶) رنج و خوشی ہمارے مہمان ہیں دل کے دونوں ۔ اسکو جگہ دیں گے ہو یہیں یا ہو کے نکلیں

(۲۷) بازار حسن میں جا یوسف کی اس دکان ہے ۔ بکتی ہیں جس جگہ پر سبب عشق کی دوائیں

(۲۸) پوچھو نہ رہنماؤں سے آجکل کی حالت ۔ پہلے بنا بنی اندھا پھر راستہ بتائیں

(۲۹) غیروں سے کیوں لڑیں جھگڑیں سے دائرہ گیا ۔ اپنے گھر ہی میں ہو لیا پتا چلیں سنائیں

(۳۰) کاش اس لفافہ سادہ سے کوئی نکات بار ۔ مضمون تھا ان کو پھر ہم حسب نشان بتائیں

مدت رہے ہیں احقر اک شعر محاولت

طبیعت وہ شاعرانہ ہیں کہاں سے لائیں

احقر

۲۳

(۱) بہاریں کیوں بنائیں گر خزاں کو بھی بنانا تھا ۔ ہماری آزمائش کا یہی کیا اک بہانہ تھا

(۲) خزاں میں خشک ہو کر گل کے گانے بھی بہ نفسے ۔ نہ پھر باد صبا چلتی بہاروں کو نہ آنا تھا

(۳) کرشمے تیری قدرت کے سمجھ میں لب پہ آتے ہیں ۔ بنا کر کیا مٹانا ہے گل تجھے یوں کیوں مٹانا تھا

(۴) دیا ان کو دل اور اسمیں کل احساس دینا ہے ۔ وہی نشتر بھی سکل تھا تو کیوں پھر انکو دکھانا تھا

بہت گستاخ ہے تو چپ بھی رہ اے احقر نادان

تجھے پیدا کیا اسنے مٹا دے اسکی مرضی ہے

احقر

۲۵ غزل

(۱) بتِ مے کدہ کی قسم بتا ساقی کیا یہ پلا دیا
یہ وہ مے تھی یا کوئی اور شے جسے مے میں تو نے ملا دیا

(۲) جو تمنا تھی مری عمر بھر ہوا کوچہ سے بھی مرا گزر
تو ہوا لیے دامنِ ناز نے مجھے عمر بھر کو سلا دیا

(۳) یہ جو قلب میں داغ ہے شبِ وصل کا وہ چراغ ہے
کبھی یہ اوسکو جلا دیا کبھی اوسکو یہ نے بجھا دیا

(۴) وہ جو مہمان تھے کوئی آن کے جو گزرے دل سے تھے جان سے
تو ستم ظریفی نے مسکرا کے بھی سب کو آ کے جلا دیا

(۵) کبھی خندگی کبھی رنجش کبھی کشمکش اور کبھی درپیش
کبھی رحمت کبھی زحمت ان ہی سب نے مجھکو بھلا دیا

(۶) میں نہ دیکھ پاتا بھی کہ شبِ وصل گزر گئی
ابھی تھوڑی شب بھی نہ ڈھل گئی کہ گجر کسی نے بجا دیا

(۷) جو سحر تھے گوہرِ بے بہا سرِ شام انکو ہوا یہ کیا
شعلۂ گل فروش کی یہ صدا کہ گلوں کو مفت لٹا دیا

احقر

چھا شادہ دل کہ جبکی ازل ہی نمود تھی — یہ بیلی بھگو کے ادبھی نظر انتخاب کی

(۸) رہے گوشۂ دل میں ملا پڑی جو رموزِ عشق سے تھی بھری

یہ معمۂ راز تھا دلبری دلِ خفتہ جس نے جگا دیا

(۹) اے فلک مری بھی تو سن ذرا - رہا مجھ سے یوں تو برا بھلا

جو نہیں مجھ سے ایسی لڑو رہیں نہ خاک کیوں سلگا دیا

(۱۰) ہے زمانہ کیسا یہ ہو گیا وہ عزیز ہوں کہ ہوں اقربا

وہ ہو یا دگر سے تھے دم بدم نہ رہی غرض تو بھلا دیا

(۱۱) ہے جو مرضِ عشق لا دوا ہے دوا اگر تو یہ دوا

کہ مریض کو ذرہ شفا کبھی جام وصل پلا دیا

یہ وہی ہے احقر جیانوی جو ہے خاکپا کے بخنوڑں

میرے [illegible] مجیب جمیل ہے جس مختصر سا سنا دیا

احقر

غزل ۲۶

(۱) شبِ تار ہے نہیں کوئی ڈر نہ خلش ہے مجھکو سحاب سے
کوئی خوف ہے تو یہ خوف ہے نہ چھپا لیں رخ وہ نقاب سے

(۲) نہیں دھیان مجھکو ہے حشر کا نہ خیالِ خام جزا ہے مجھے
جو لرز رہا ہے مرا بدن تو کسی کی چشمِ عتاب سے

(۳) جو مرو تو داد ملے ہمیں عشق میں جو جیو تو داد ملے ہمیں حسن سے
ہے سحر و شام یہی دعا مری حق تعالیٰ جناب سے

(۴) مجھے ہوش ہے نہ حواس ہے نہ خواہش کہ حشر کا پاس ہے
مری بیخودی نے بچا دیا مجھے لذتِ دین کے عذاب سے

(۵) جو یہ حسن ہے وہی نور ہے جو یہ عشق ہے وہ ظہور ہے
سنو گوشِ دل سے عزیز من صدا آ رہی ہے رباب سے

(۶) وہ جو حوریں تھیں جھجک گئیں جو تھیں پریاں قاف میں جا چھپیں
نہ فرشتے بھی تو ہیں کانپتے ترے رعبِ حسنِ شباب سے

(۷) مجھے بیخودی کا سرور ہے مجھے نشہ اپنے خیال کا
مرا میکدہ ہے کمال کا مجھے کام کیا ہے شراب سے

(۸) ہے مکالمہ کبھی شمس سے کبھی گفتگو مری ماہ سے
نہ چھپے مجھے کیوں وہ سحاب میں کہ دیکھ کر وہ حجاب سے

(۹) میں رضا پہ اسکی میں خوش رہا نہ خیال سود و زیاں کیا
مجھے واسطہ ہی نہیں رہا کبھی کیا نہ اور حساب سے

(۱۰) مرا شوق صرف ہے اسقدر نہیں اسکے کہنے میں مجھکو کر
سبھی گمرہوں سے ہے اتقا نہیں ابتغا تو شراب سے

(۱۱) جو قصور دل ہے وہ کیا کہوں ہے فتور اسکے جو اس میں
وہ چمن میں آیا تھا سیر کو کیا کیوں لپٹ کے گلاب سے

(۱۲) نہ تو محو نام و نشان ہے وہ نہ آدمی سے ہمارا خیال ہے
نہ اسمیں کوئی مبالغہ یہ بیان ہے صاف جواب سے

ہے نیاز مند سخنوران زمانہ احقر بہالنوی
کوئی نظم دیکھو جو خوش کرے پڑھو آگے اور کسی کتاب سے

جیسے سرخی مہندی کی نینوں سی نظر آتی تھی۔ مجھ میں صورت رام کی ہے پھر وہ نظر آتی ہے

٢٧ .

(١) نہ کسی شکل میں وہ نگاہ میں تھا نہ خیال ہی میں وہ آ سکا
تیرا جلوہ قلب میں یوں جما کہ کسی طرح سے نہ جا سکا

(٢) یہ زوال حسن کا دیکھ کر جو پتہ چلا تو وہ یہ چلا
کہ یہ قطرہ تھا کسی آذ دستہ کا جو پیاس تھی نہ بجھا سکا

ہے اقدام تو حسن کو ناز یہ کہ تمام طور جلا دیا
مجھے اعتراف ہے یہ کہ میں تاب جلوہ نہ لا سکا

احقر

٢٨

بیٹھا تھا ایک خاص مجلس میں سربراہ ۔ انکی رپورٹ ہے کہ لنبوں کے کمر ہیں
وہم و خیال ہو سکتا تو کیا کریں ۔ تحقیق ہو گیا ہے کہ ہرگز نہ ہیں
آنکھوں کا اجتماع ہے پر یہ آسمان ۔۔ دلیل ہے میرے دل کا یہ داغ غم ہیں

احقر

مشاعرہ ۲۹.

نواب رامپور - مصرعہ طرح - دیکھا ہے (ہم نے / جو بلکر) چاند عید کا

گرہ لکھنو - نواب رامپور سے پیا یزید کا
دیکھا حسینوں نے چاند محرم میں عید کا

احقر: دیکھا حسینوں نے چاند محرم میں عید کا - شاید کہ سایہ پڑ گیا اوپر یزید کا

(۱) بدلا ہے میں نے مصرعہ شرافت کو دیکھ کر - ورنہ تو حق تھا کچھ مجھے قطع و برید کا
(۲) مضمون یہیں پہ ختم ہوا آگے بڑھے نہ بات - موقعہ ملے کسی کو نہ شوق مزید کا

(۱) مصرع کہا ہوا ہے یہ ابن یزید کا - سمجھا نہ اس نے فاصلہ قرب و بعید کا
(۲) بے علم بے ہنر ہے جو مصرعہ کہا ہوا - سمجھا نہ اس نے مرتبہ اکبر شہید کا

احقر

۳۰ نزاکت

(۱) کیا نزاکت ہے کہ عارض ان کے نیلے پڑ گئے
ہم نے تو بوسہ لیا تھا خواب میں تصویر کے

(۲) دوشی پہ گر دوپٹہ اُن سے سنبھالا نہ گیا
رنگ دیا ہلکا گلابی اس موئے رنگریز نے

(۳) ڈھونڈتے ہیں پہلوؤں میں نزاکت کی بہار
گر کہیں مل جائے [illegible] بنانے کے لیے

۳۱ نیو ایئر ڈے New years day.

(۱) نو روز لے کے آیا ہے پیغام انبساط - ہو مبارک تجھے عید یہ روشن سحر تجھے
(۲) دامن گل مراد سے تیرا بھرا رہے - آئے یہ سال ہو کے مسرت اثر تجھے
(۳) محفوظ چشم زخم زمانہ سے تو رہے - پہونچا سکے نہ تیغ حوادث ضرر تجھے
(۴) تو خدمت وطن میں رہے مصروف رات دن - خواب و خیال میں بھی نہ ہو فکر دگر تجھے

۳۴ ۔ رازِ دل

(۱) زباں خاموش رہ اور کر نہ حالِ دل بیاں اپنا ۔ نہیں لب راز دار اپنی ہے کب ہے آسماں اپنا

(۲) لگی جب آگ گلشن میں نہ پایا میں صیاد آ بیٹھا ۔ چمن سے بلبل کا دل اٹھا لے آشیاں اپنا

(۳) یقیں کیا ہے پہونچ جائیگی کشتی مری ساحل تک ۔ بھنور اپنا نہ موج اپنی نہ بحر و بادباں اپنا

(۴) فریب عالم ہستی عیاں ہے شکل مدفن کے ۔ پسر اپنا نہ زن اپنی نہ خاندان اپنا

(۵) بھروسہ کیا تھا میں نے دورِ انقلاب پر ۔ غلط نکلا خیال اپنا غلط نکلا گماں اپنا

(۶) ہمارے دل نہ بن آئے منت قاب اختر جانی ہے ۔ آئیگی تیری خاک لیکن نہ چھوڑیگی نشاں اپنا

بہت عرصہ اپنا کر چکا تو آرزو ناداں
اگر ہمت خدا بخشے تو چھوڑ اب نقصاں اپنا

رفیق

(۱) رسم ہے عشق کے دریا کی انوکھی کیسی ۔ ڈوبتے ہیں وہی جو پار اتر جاتے ہیں

(۲) شکل دنیا کی دوبارہ دیکھنا ممکن نہیں ۔ اس لئے جانا ہے جو کوئی لوٹ کر آتا نہیں

(۳) اشک اور آتش اک دل ہوگئے ہیں دونوں ۔ وصل حقیقی میں کہلائے ہیں شراب دونوں

(۱) ملی ٹکٹ دہلی - امیر جان :- غصہ سے چھوڑ اُٹھا پار ہو گیا - بس بار مجھکو طعنۂ اغیار ہو گیا

(۲) ,, لکھنؤ - امیر بیگم :- جو دوڑ کے دیکھنے کو بازار جاتی ہے - اُسی طرف کو نظر بار بار جاتی ہے

(۳) ,, رامپور :- اختری بیگم :- یہ لُطف تھا کہ نہ چھوڑا تمہارے کوچہ میں - حباب سے مرا مشت غبار جاتی ہے

(۴) ,, اکبر آبادی لسنتی بیگم :- لسنتی فرد رنج اسباب ظاہری - دنیا کے گود دیکھنے والے ہو گئے ہیں

(۵) ,, شملہ :- فضل النسا :- کیوں تمکیا نہ ہو زخم جگر پہ مرہم - مسکرانا تیرا آرزو ہے وصل کی رات
الٰہ الٰہ رے مدہوشی جام الفت - جان و تن کی نہ رہی کچھ بھی خبر وصل کی رات

(۶) ,, لکھنؤ مراد جان :- نقاہت کو مری طاقت مجبور کرتی ہے - جُھکا تا ضعیفی کو مرا عالم جوانی کا

۵ بجکر ۱۰ منٹ ۔ سیاسی ، نوحہ مہاتما گاندھی ۳۰ جنوری ۱۹۴۸ء

(۱) اے تیس جنوری تجھے آنا نہ آج تھا ۔ صورت کو تجھکو اپنی دکھانا نہ آج تھا
(۲) اس دن نے دیدیا ہے گاندھی کو سورگ باس ۔ قدموں پہ جسکے لوٹتا دنیا کا تاج تھا
(۳) اسکی ہی جانفشانی سے سمجھو ملا سوراج ۔ وہ بانی سوراج و حامی سوراج تھا
(۴) گولی چلی لگی ہے سینہ پر سامنے کوئی بھول ۔ تحسین آخری کا یہ اُسے خراج تھا

الحق

۲ ۔ ڈائریکٹ ایکشن ۱۶ اگست ۱۹۴۶ء

(۱) کیا لیگیوں نے یہ تھا انتظام ۔ کہ ہو سولہ تاریخ کو قتل عام
(۲) تھا اونتیس جولائی کو وعدہ عام ۔ کہ ہر بچہ لیگی سے لو انتقام
(۳) بجھی زہر میں ساری تقریر تھی ۔ جو گاندھی ہر آن کی تغیر تھی
(۴) تھا مقصد بتوں کا کشر ایک ہی ۔ نہ دنیا میں ہندو بچے ایک بھی
(۵) بہت پمفلٹ ایسے جاری کئے ۔ کہ ہوا اشتعال اور جھگڑے ہوئے
(۶) کہ ہندوں کو تلوار سے کاٹئے جناب ۔ ایردوں کو تلوار سے کاٹئے جناب
(۷) ہمیں آگ لگوانے چاہئے جناب ۔ دوکانیں بھی لٹوا دیجئے جناب

(۸) وصول اور فوا کا نہ تلف کا ڈر - مچی ہوئی غدر مجھے بے خطر

(۹) نہ تیر کس عورتوں پر نہ بچوں کا غم - لگا غم ایسے لاکھوں کئی سرپک قلم

نتیجہ ہوا اوسکا آخر یہ آج

کہ ملی کر رہا ہندوؤں کو سوراج

احقر

۳ -

(۱) ہندوستان میں پہلی سی طاقت نہیں رہی - طاقت اگر ہے کچھ تو لیاقت نہیں رہی

(۲) انگریز کے دیے یہاں ہند کے لوگوں نے بے شمار - سچ پوچھو تو کوئی ریاست نہیں رہی

(۳) عقل و شعور چھٹ گئے دماغ کو وہ نہیں - دیکھا تو غور سے تو فراست نہیں رہی

(۴) نمرودوں سے انقلاب کے ہیں کام ان ہوگئے - یہ انقلاب کا ہے کہ سیاست نہیں رہی

(۵) اجلاف اور کمینوں کے رتبے ہوگئے بلند - سچ ہے کہ کوئی قدر شرافت نہیں رہی

(۶) اندھوں کے ہاں لی ہے تاریکی کو روشنی - افسوس ہے کہ چشم بصارت نہیں رہی

(۷) روز افزوں ہو رہی زمانہ میں ابتری - اسکے بیان کی لکھنے کو طاقت نہیں رہی

احقر

باقی ۱۲ نمبر پر

۴۔ مشاعرہ

(۱) اہلِ فرنگ ہمکو ستاتے چلے گئے۔ جتنے دبے ہمکو دباتے چلے گئے

(۲) دیکھا کہ اہلِ ہند میں ہے باہمی نفاق۔ وہ سلطنت کو اپنی بڑھاتے چلے گئے

(۳) اپنی ہنسی سے پھول کھلاتے چلے گئے۔ ہمکو تو عمر بھر وہ رلاتے چلے گئے

احق

۵۔ خطاب ایوب صاحب پاکستان

(۱) ہمارے لب رخشی سے بنارے ہیں۔ تم ہمارے ہو ہم تمہارے ہیں

(۲) آ عدو بھیجے لے بلگر ٹن لے۔ یہ سخت گھڑے کہ شکست ہی کھائے

(۳) جوش غصہ نکال لے دل سے۔ طاقت ہمیشہ آزما لے دل سے

(۴) مجھ بھی اپنی تیری باتوں سے روک تھام لیں۔ جنگ میں دھام نہ کر لوں تو میرا نام نہیں

الحق

۶ نوحہ وفات نہرو - چار آنسو

(۱) انجمن میں اداسی چھائی ہے اک گھٹا غم کی - جدائی بن نہیں ہوتی ہے آنسو ہیں آج ماتم کی

(۲) غضب ڈھانے پہ نہ آیا رحم ظالم بے نالہ تجھکو - ستم ہے عدم رو دن ہلائی تو نے بزم عیش عالم کی

(۳) ہمیں تجھ سے نہ تھی یہ گلہ تنگ گردوں کہ جیسے دامن تک - دکھ دل کا بہر لاکھ آج اس دہر حجیم کی

(۴) زمانہ کو میری بہبودی کا جسکو دھیان رہتا تھا - جبر اسکو ملی صد حیف لیجئے کبھی اپنے عالم کی

(۵) جہاں پر تو بجھے ہے داندن لفتہ نہرو - اسی کو ہی صدا بکس ادائیں رہی ہی شور ہیسم کی

(۶) غضب ہے آسمان فتنہ پرور مرگ جس تیری - بڑھا کر دو قتیب عم شادمانی کی گھڑی عیسیٰ ماتم کی

(۷) نہ ہوئی عالم ماتم مرگ حسرتناک پر اسکے - دعائیں لیں جس نے زندگی میں اک عالم کی

(۸) عجب کیا ہے جو موتی ابر برسائے جنازے پر - تعجب کیا جو ڈھانے آسمان چادر جو شبنم کی

(۹) یہ صدمہ برق بس مانند دل کو لیا ہم نے قیامت سے - خدا دے صبر تو ہمنشیں اہل عالم کی

احقر

(۱) نو لیش لیکن خدا کے ہیں تیرے سب یادگار - زندگی بھر روشنی تجھکو زمانہ دور دور

(۲) ایک تارہ تھا جو چمکا پردۂ انوار سے - اک سورج تھا جو نکلا عنبر کے دربار سے

(۳) ایک چشمہ تھا کہ جسکے فیض سے تھے فیضیاب - ایک تارہ تھا چمک کر ہو گیا جو آفتاب

(۴) تھا صدف صد دنیا کا وہ اک در نایاب تھا - قوم کے ہر درد سے وہ دل سے بیتاب تھا

احقر

۱۱ مارچ سنہ ۱۹۴۶ء ۷ - مسلم لیگ اخبار قومی آواز لکھنؤ

(۱) جہاں پر خودکشی کی قوم کو تعلیم ہوتی ہو - جہاں پر ظلم و استبداد کی تنظیم ہوتی ہو

(۲) جہاں آب مانجری کی گلشن کو پاکستاں کہتے ہوں - جسے قومی لغت میں گورِ گورستان کہتے ہوں

(۳) جہاں کے غنچہ و گل خود گلے پڑتے ہوں دشمن کے - جہاں کی بلبلیں خود مخبری کرتی ہوں نشیمن کی

(۴) جہاں کی قمریاں خود کہار نیں کرتی ہوں گلچیں سے - رحم ہوں لردیں مانگ کر ان طوقِ گردن کے

(۵) جہاں کی ڈالی ڈالی کو حقیقت سے ہو بیزاری - جہاں کے پتے پتے پر خزاں کا رنگ ہو طاری

(۶) جہاں کا ہر سو ملک آزادیوں سے رکھتا ہو نفرت - جہاں کے بسنے والوں کی غلامانہ ہو ذہنیت

(۷) وہ بزمِ خودکشی جس میں وہاں ہم جا نہیں سکتے - وہ منحوس دلدل جس میں پھنس کر آ نہیں سکتے

(۸) وہ مسلم لیگ جو زہریلی تاج برطانیہ کی ہو - وہ مسلم لیگ جو مرکز سے راج پرستش ہو

(۹) وہ مسلم لیگ جس کے پردہ میں کچھ ہوتی ہو یاری - وہ مسلم لیگ جس پر نازِ کبری ہو ہو یہاں طاری

(۱۰) وہ مسلم لیگ جو خون حسین و احمد کی پیاسی ہو - وہ مسلم لیگ جو خود خون اپنا کر کے عادی ہو

(۱۱) وہ مسلم لیگ جو دنیا کی عالم جھوٹے فتوے دے - وہ مسلم لیگ جو اسلام زباں سے لوں کھیلے

(۱۲) وہ مسلم لیگ کی جماعت سے بھاری ہو نہیں سکتی - ہر ستارہ حقیقت کو وہ پیاری ہو نہیں سکتی

(۱۳) سبب کیا ہے [illegible] کہ اس کی رفعت حاصل ہے جو ہوں کو - لیا پر تعلیم اور ملکوں نواب زادوں کو

(۱۴) سبب کیا ہے کہ اس کے لیڈروں فتنہ کا مار اثر - لیا کرتے ہیں پھیرے کا مکان وقت کے در پر -

(۵) سبب کیا ہے کہ اس کی حق میں بھی احکام آ رہے ہیں ۔ گورنر ہوں کہ منسٹر ہوں کہ ملکر ہوں کہ پٹواری

(۶) سبب کیا ہے کہ در پردہ پولیس امداد کرتی ہے ۔ الکشن میں وہ فتنے مختلف ایجاد کرتی ہے

(۷) سبب کیا ہے کہ قومی پرچم پر گوشے کی بندش ہو مگر لیگی جماعت کے لیے ڈنکا بجے کی بارش ہو

کوئی خود دار نہیں ہو شریک ایسی جماعت میں

سراپا ہو رہی جس کی ہو ہر کسی کی حمایت میں

احقر

۸

(۱) زمانہ لوگ ان پر تیر کس کر نہیں آتا ملک میں کوئی بہبودی کی صورت نہیں دکھلاتا

(۲) مطلب سے اگر وہ جو ہے بیچارہ مر جاتا ۔ مگر اسمبلی میں ممبران ہے زبردستی لایا جاتا

(۳) نہ پیر ڈاکے پہننے کو نہ نکلنہ آج کھانے کو ۔ فقط آزاد ہے کانگریس یا دلی مدینہ کمانے کو

احقر

نہ رہبر رکھو بے ایمان سے ۔ غلط نہ چھوؤ مسلمان سے

٩

(۱) اذاں سے نعرۂ ناقوس پیدا ہو نہیں سکتا۔ انکھی بچہ روز تک کعبہ کلیسا ہو نہیں سکتا
(۲) زباں سے جوش قومی دل میں پیدا ہو نہیں سکتا۔ ہم اپنے سے لگن والی وسعت میں دریا ہو نہیں سکتا
(۳) بت پنہاں رہی دل میں جلش کا تعجب کی۔ مگر اب امتحاں کے وقت پیدا ہو نہیں سکتا
(۴) گراں ہے جنس ارزانی ہمت خریدار و نکلی انتہا ہے۔ اب اس بازار میں الفت کا سودا ہو نہیں سکتا

احقر

۱۵۔ اگست ۱۵

(۱) فخر ہے ۱۵ اگست کو روز مبارک ہے۔ رات خوش ہوں کیونکہ حقیقی بیدار ہے
(۲) خوشی کا دن ہے ایسا ہے خوشی بھی آج ایسی ہے۔ مسرت جوش میں آ آ کر جو دل سے لپٹتی ہے
(۳) بیرون رہا یا نہ رہا ہے اس کو تشویش ہے۔ بیکل اور ہر جہان پر عہدہ دار ہے
(۴) دلاور زادہ کا گزشتن اور لال بہادر شاستری۔ یعنی وزنہ صنعت اس میں بھی ختم خدا بھی
(۵) خدا نے یہ مبارک دن دکھایا خوش نصیبوں کو۔ اجس پہ آرزو سو جاں سے قرباں ہوتی ہے

احقر

(۱) ایسی ہوا چلی ہے کچھ آجکل وطن میں ۔ سب پھول اور کانٹے جلے گئے چمن میں

(۲) دو بلبلیں قفس کی آپس میں لڑ رہی ہیں ۔ یا تم رہو چمن میں یا ہم رہیں چمن میں

(۳) بڈھے ہوں یا جواں ہوں یا شیر خوار بچے ۔ اک آگ سی لگی ہے سب کے بدن میں

(۴) ہو شہر یا کہ جنگل دونوں ہیں اب برابر ۔ راحت نہ گھر پہ بیٹھے آرام ہے نہ بن میں

(۵) دیکھو کہ آسمان بھی بے وقت رو رہا ہے ۔ برسات آگئی ہے ان گرمیوں کے دن میں

(۶) تبدیل ہو سکیگا روز حشر تک نہ ہرگز ۔ فرق آ گیا ہے ایسا دنیا کے اب چلن میں

احقر

نمبر ۵ کے سلسلہ میں ۱۲

(۱) چھوٹوں کو اب بڑوں کی بزرگی کا ہے لحاظ ۔ اب قدر و منزلت بھی قدامت کی نہ رہی

(۲) مذہب بڑی ہے چیز زمانہ میں آجکل ۔ ہمارے خدا کو اسکی بھی حاجت نہیں رہی

(۳) بازار عام ہو گیا کذب و فریب کا ۔ قول اور فعل میں بھی صداقت نہیں رہی

(۴) ہوٹل کے حامیوں نے کیا ہے یہ مشتہر ۔ کباب کا نہ دو روٹی کی حاجت نہیں رہی

(۵) پردہ میں رہیں عورتیں نہ گھر میں بھی عورتیں ۔ مردوں کو اب تو کوئی قباحت نہیں رہی

احقر

(۱) یہ لوٹ بیٹیوں سے جائیگا - وسالہ بھی یکدم سمٹ جائیگا

(۲) یہ نقل و حرکت جبکہ ادھر جائیگی - اصالت بھی منہ اپنا دکھلائے گی

(۳) یہ بھی ہیں میر صاحب کی جو چھوڑ رہیں گے جو بیٹھ جائینگے سبھی چھوڑ رہیں

(۴) نئی اک گورنمنٹ کا ہوگا راج - جو ان کے سر پر دھرا ہوگا تاج

(۵) خدایا یہ دن اب یہ مجھے دکھا - نہ دیر اسمیں اب تو لگا سا کہا

(۶) ترے فضل ہی سے اب کامل ہوا - ہو مقبول احقر کی جلد یہ دعا

احقر

ذاتی ۱

وطن اصغر

(۱) بلیا پور ہے وطن میرا الہ آباد کے آگے۔ ذرا جھونسی سے چلکر ہے وہ سعد آباد سے آگے

(۲) ہے وطن دادی کا ہے وہ بلگرام قصبہ نامی۔ جو ہردوئی سے کچھ چلکر ہے شاہ آباد کے آگے

(۳) رہا پیشہ وکالت میرے والد اور نانا کا۔ مگر نانا کا مسکن تھا جلال آباد کے آگے

(۴) مرے دادا کے رشتہ دار تھے صوبائی جہاں کی ہیں۔ بنایا اولیٰ نے مسکن ہے فلاح آباد کے آگے

(۵) لیا کشمیر مسکن شہر جہاں بھی ہے آخر۔ الہ آباد سے چلکر جلال آباد کے آگے

خدا جانے مری اولاد کا اب کون مسکن ہو
کہ جب شہر اچھا ہے الہ آباد کے آگے

اصغر

(۱) ماں باپ چچا بھائی نے کیا خوب دیا ساتھ۔ پر دو کی بہن جاتے کوئی لے گیا نہ ساتھ

(۲) بیوی کی سعوفانے بھی ستم کرنا نہ چھوڑا۔ بیگانہ سدھاری تو مرا چھوڑ دیا ہاتھ

(۳) شہر بند و ثمن عشق میں سب تھے ساتھ۔ اب خون جگر آنسو نہ پیا ساتھ

اصغر

گردوارہ ۲

(۱) ہمارا خاص گردوارہ ہے سکھ چوک کے کنارے پر، جو دھیاجی جب یہاں تھے یہیں فیلن آباد کے آگے

۳ ۔ دربیان قصبہ بھانڈیر ۔ مزار جناب ولایت شاہ

(۱) انقلاب دھر میں گنتی یہاں کچھ دیر ہے
جسکو ثابت کر رہا یہ قصبۂ بھانڈیر ہے

(۲) صورتیں لاکھوں میں جنکا نہیں کوئی شمار
اونکی مشت خاک نے چھوڑی نہ کوئی یادگار

(۳) بجھ گئی وہ شمع بھی جس پہ تھا پروانہ نثار
یادگار رونق محفل رہا شاہ مزار

(۴) جو کہ ہے اب بھی زیارت گاہ خلقت بے شمار
کیا تعجب اوسکو بھی رہنے نہ دے لیل و نہار

(۵) لاکھ مٹنے کو مٹا لیکن تماشا ہے مزار
یہ بھی ہوا تعمیر دنیا یعنی عجائب روزگار

(6) معجزہ لوگ کہتے ہیں ولایت شاہ کی
جو دلاتی یاد ہے اللہ کے درگاہ کی

(7) چار دیواری شگفتہ سے یہ ہوتا ہے عیاں
ہے دفینہ دفن کوئی بے گماں اس جا یہاں

(8) درحقیقت استخوان مدفون اک کامل کے ہیں
رہبر ناخدا ہر بحر اور ساحل کے ہیں

(9) تربتِ کوسیدہ پر ہر دم نور ہے
جو بتاتا ہے کہ یاں پر دفن اک مغفور ہے

(10) گل نہ ہونے پر بھی یاں بلبل چہکتے ہیں ہزار
انکی آنکھوں میں ہے گل یہ کتبۂ سنگِ مزار

(11) لنگر میاں آتے ہیں یاں کیف و لذاتِ جہاں
روحِ پاکیزہ کسی درویش کی پھرتی ہے یاں

(12) یہ نہیں تاجِ محل روضہ کسی ذی جاہ کا
چھوٹا سا اک مقبرہ ہے نام کے اک شاہ کا

(13) شاہ سے مطلب یہاں پر شاہ درویشاں سے ہے
بارگاہِ ایزدی کے مقربِ و خویشاں سے ہے

(۱۱) ہر جمعہ کو لوگ آتے ہیں زیارت کیلئے
ہار پھولوں کے چڑھاتے اور جلاتے ہیں دئے

احقر

(۲) در بیان تالاب و باغ اندر قلعہ کھانڈیر

(۱) قلعہ کے بیروں وسیع و خوشنما تالاب ہے
نام ساگر اسکا ہے اور جسکا شیریں آب ہے
(۲) ایک باغ خوشنما بھی متصل تالاب ہے
ایسے جو چاہ شیریں سے سدا شاداب ہے
(۳) ہر شجر برگ و ثمر اور جسکا گل نایاب ہے
تاب لائے باغ رضواں اسکی کیا تاب ہے
(۴) سنبل و ریحان بھی ہے اور عشق پیچاں ہے یہاں
اور شگفتہ بادیاں اور بید شادیاں ہے یہاں
(۵) ہیں درختان انار امرود و نارنگی و سیب
ہے غرض منظر یہاں کا اک عجب عالم زیب

(۶) ہر شجر برگ و ثمر مل ہا ہے نہر بھی ہیں یہاں
اس چمن نے آج تک دیکھی نہیں کوئی خزاں

(۷) سرو استادہ ہیں یاں پیر ہوں وادی کے لیے
چشمِ نرگس کی کھلی ہے گل شماری کے لیے

(۸) خار بھی ہیں کچھ بچھے یاں پاسداری کے لیے
سبزہ ہے زیرِ قدم صرف انکساری کے لیے

(۹) بلبلیں انگوروں کی دکھلاتی عجب شان ہیں
زینتِ باغ و چمن میں خوش الحان یہ جان ہیں

(۱۰) باغ کے اندر ہے اک مندر سری شنو کا بنا
طرح پر جس کے ہے اس کی عمارت خوشنما

اچھو

(۱) نہ سمجھ سکے نہ کوئی رازداں اپنا۔ الیکا میں ہوں اور سارا جہاں ہے

(۲) چمن میں آ کے اشعار جو لکھے میں کی نظمیں۔ اگر کچھ فکر ہے مجھ کو تو ہے وہ آب و دانہ کی
وہاں خدا محفوظ رکھے میری کہانیاں اور میرا گھر جی۔ نہ ہو تکلیف پانی کی نہ ہو زحمت کھانے کی

۵ - در بیان بھانڈیر ۵ پہاڑ - مثنوی

(۱) منسلک فلک سے ہے اونچا سا اک لمبا پہاڑ
جو کہ ہر موسم میں دکھلاتا ہے شوکت پُر بہار

(۲) چوٹی پر دوہ گیران کے ایک مندر ہے بنا
جس کے نیچے ایک چشمہ آب کا ہے خوشنما

(۳) سادھوؤں کے ٹھہرنے کا ہے یہاں پر انتظام
پاس مندر کا رہتا ہے یہاں قائم مقام

(۴) منہ پہ پڑتا جب قبائوں پر ہے یا گرتی پھوار
تھا لڑیں موتی کی بنتے ہیں وہ موتی بے شمار

(۵) سرو قد ہیں یاں شریفوں کے ہزاروں ہی درخت
کوئی ہیں اول ہیں ملائم ہو گئے ہیں کوئی سخت

(۶) وسعتِ جنگل بچھائے یاں پہ سبزہ ہر کہیں
جس کا حرف آغاز سے انجام ہوتا ہے نہیں

(۷) ایسی دیکھی کب پہاڑوں کی عجائب دھول ہے
جو کہ ہر موسم اگاتی ہے ہر قسم کے پھول ہے

(۸) ہے جڑی بوٹی یوں کا یاں ذخیرہ بے شمار
صف بہ صف ہیں وہ کھڑے باندھے ہوئے اپنی قطار

(۹) بوستاں بھی ہے یہاں پر اور گلستاں بھی ہیں
ہر طرح پر باغِ رضواں سے جو ہے تا عنبر ہیں

(۱۰) اک کوہ کے دامن میں واقع ہے جہاں پر کچھ فشار
چھوٹے چھوٹے ہیں وہاں سے اور دکھلاتے بہار

(۱۱) سلک گوہر وہ بناتے ہیں نہایت آبدار
ہوتی ہے خوشی جو یہ اوڑھنے دولتِ دنیا نثار

(۱۲) ایک ندی ہے یہاں گنگا نہانے کے لیے
پاپ دھونے کے لیے مردہ بہانے کے لیے

(۱۳) کھیت بھی ہیں متصل کھیتی اگانے کے لئے
ریت ہے نزدیک نہر مردہ جلانے کے لیے

(۱۴) صانع قدرت کی ہے کاریگری یاں آشکار
ایسا دیکھا ہے کہاں چشمِ فلک نے انتشار

(۱۵) ہیں مناظر اور بھی جنکا نہیں کوئی شمار
یہ نہیں ہے سیر جنت یہ ہے سیر کوہسار

افق

۶۔ در بیان قصبہ بھانڈیر۔ عمارت

(۱) عمارت ہے یہاں ایک صوبات کی۔ ہوئی جو جگہ اب فروعات کی
(۲) عمارت وہی نام تبدیل ہے۔ نہ یہاں منصفی اور تحصیل ہے
(۳) نہ جج ہے کوئی اور نہ صوبہ یہاں۔ خدا جانے رہتے ہیں اب وہ کہاں
(۴) فقط ایک سب جج ہیں یہاں حکمراں۔ جو وہ مہرباں ہیں تو کل مہرباں
(۵) ہے قصبہ جو ہے حسب معمول ہے۔ شفاخانہ۔ تھانہ و اسکول ہے

احقر

۷ حکومت

(۱) ہمیشہ یہاں ہندو راجاؤں کی راجدھانی رہی۔ حکمراں وہ خود رہے یا بعد میں راجی رہی
(۲) بعد کچھ دن مسلمانی عملداری رہی۔ ایک عرصہ تک فرنگی کی جانا داری رہی
(۳) بعد مرہٹوں کی حکومت کا بہا جاری رہی۔ وہ بھی اب جاتی رہی قائم تو دو یاری رہی
(۴) راج سب جاتے رہے اب یہاں گورمنٹ ہند ہے۔ ہر شخص آزاد ہے اور ہر شخص خرسند ہے
(۵) سیکڑوں حاکم ہوئے اور سیکڑوں محکوم یہاں۔ پر نہیں باقی رہا اونکا کوئی نام و نشاں

احقر

۱ ۔ خاندان

(۱) میرے والد اور چچا کرتے وکالت تھے یہاں
آنکھوں میں پھرتا ہے میرے اب بھی وہ گزرا سماں

(۲) نام والد کا عنایت پرشاد ۔ مشہور جہاں ۔ قانون دان
اور چچا کا نام نامی ممتا پرشاد وکیل مہربان

(۳) ہے مقامِ عاقبت اب اُن کا وہ فردوس بریں
خوش ہے اُن سے آسماں اور خوش رہے یہ سرزمیں

(۴) پھولتا پھلتا تھا چھوڑا اُن نے اپنا خاندان
اب بھی سب خوشحال ہیں خود سبز و خرم شادماں

(۵) ساکنِ جنت ہیں وہ اور ساکنِ بھاگلپور ہم
بس یہی دوری ہمیں رکھتی ہے اکثر چشم نم

(۶) تم سمجھو اس کو نہ صدمہ اور نہ کھاؤ رنج و غم
دارِ فانی میں بھلا رہتے ہیں کب یہ ہم و تم

الٰہی دعا ہو مری مستجاب کہ تھوڑی سی مل جائے وزن الشباب
نشے میں لکھوں نادر کتاب بھولا گرے دکھ جلا کے کباب

رفیق

(۹) مندر

(۱) ہنتوں کا مندر بھی مشہور ہے - جو بازار سے کچھ پہلے دور ہے

(۲) ہوائے حوادث جو یہاں پر چلی - عمارت کچھ ٹوٹی بھی گرنے لگی

بازار

جو مندر سے کچھ آگے بازار تھا - جو دیکھا تو وہ کل مسمار تھا

نہیں ٹیکس کا چونکہ کوئی سوال - بکثرت یہاں بکنے آتا تھا مال

یاد رکھو نظم آخر کا یہ آخر شعر ہے - اب نہ وہ صوبہ ہے اور اب نہ وہ بہانہ کیر ہے

دلوں کا یہ بھانڈیر کے پھیر ہے

فقط یہاں کا مشہور اب بیر ہے

رفیق

طبع تیز و رواں میری سخن ہے تو جوان پیرا - حقیقی آپ کی لگی مجھے ہمدم قیامت تک

۱۰۔ دعائیں اپنے نواسوں کو

بیدن

(۱) خدا خوش رکھے بیدن کو وہ ہے اک طفل فرزانہ
ہے علم و ہنر ہر دم بنا پھرتا ہے دیوانہ

(۲) ڈرائینگ، سکول، انگریزی، حساب ہو یا اقلیدس
علوم وفن کے مضمونوں کا وہ ہے اک خاص پروانہ

(۳) اگرچہ عمر چھوٹی ہے بڑی لیکن ذہانت ہے۔
کیا کرتا ہے اکثر مجھ سے باتیں عقلمندانہ

خدا محفوظ رکھے ہر بلا اور چشم حاسد سے
بہت تعریف کرنے سے لگتا نہ ہو کہ بیگانہ

جج صاحب

وہ اچھا جج صاحب ہے عمر سات سال میرا جج صاحب بہت خوب ہے جو چھوٹے بڑے سب کو مرغوب ہے
کیا کرتا ہے اپنی دادی کے کام۔ اک نوٹ پاتا ہے ان سے انعام
پسند کر لاتا ہے جاکے میری فلم۔ تو دو چار پیسے بھی دینے ہی ہیں ہم

پوتے

(۱) مرا پوتا بڑا بیرن مرا رخ جان لیتا ہے
کہ وہ اڑتی ہوئی چڑیا کو بھی پہچان لیتا ہے

(۲) ذہانت اور لیاقت بھی لکھی ہیں ذرا اشفاق صاحب کم
جو شاہ کو چلدے اوسکی وہ اسکو جان لیتا ہے

(۳) سعادت مند ہے پوتا مرا یہ جج صاحب بھی
یعنی جو کچھ اوس سے کہتا ہوں وہ اسکو مان لیتا ہے

الٰہی تا قیامت رکھنا ان کو اور مرے گھر کو
مرا دل جو ہے میری وہ تو سب جان لیتا ہے

احمق

(۱) یہ بیرن ۔ دو اشفاق ۔ جج صاحب ۔ اور راشد ۔ میرے جو چار پوتے بھی خدا کی دی یہ دولت ہے
یہ ابھی عمر میں ہیں گو چھوٹی مگر تعلیم افضل ہے ۔ یہ اوسکی مہربانی ہے یہ اسکی دی لیاقت ہے
خدایا شکر یہ تیرا تیرے قدموں پہ سر میرا
مجھے جو چار آنکھیں دی ہیں یہ تیری خاص قدرت ہے
الٰہی انکو زندہ رکھو ابد تک تم قایم رکھو ۔ جو ان کا شان و شوکت ہو وہ میری جاہ و حشمت ہے

رجن بابو

(۱) ناحق میں کرتی حیراں سبکو بولا بولا کر - ہم بھی رہے دیکھتے سو گیا ہلا ہلا کر
(۲) رجن کے یہ تماشے اگر غور سے تو دیکھو - ہے لوٹ پوٹ کرتا سبکو ہنسا ہنسا کر
(۳) ہے دو برس کا بچہ لیکن تمیز دیکھو - پیروں کو ہے دباتا پیارے ہلا ہلا کر
(۴) پڑھنا وہ جانتا ہے لکھنا بھی سیکھتا ہے - ہر چیز پھینکتا ہے لیکن اٹھا اٹھا کر
(۵) کہتا ہے بچہ کہانی پڑھتا ابھی ہی غزلیں - کرتا مشاعرہ ہے ہمکو ہنسا ہنسا کر
(۶) جو لفظ سیکھتا ہے وہ بھولتا نہیں ہے - اموختہ ہے کرتا سب کو سنا سنا کر
(۷) بڑھے ہے عمر و دولت علم و ہنر میں رتبہ - کرتا دعا ہے اشفاق ہاتھ اٹھا اٹھا کر
(۸) رجن کی عمر و دولت یارب دراز کرنا - اشفاق کی یہ دعا ہے تجھکو منا منا کر

چھوٹا سا ہوں میں بچہ رجن ہے نام میرا
دادی دیدی دادا [illegible] ہیں پیار دونوں

اشفاق

جج صاحب - ڈاکٹر صاحب - بیٹی

کسی کا وہ کہا نہیں مانتا ہے - ہر ایک کے مقابل میں ضد ٹھانتا ہے
مگر وہ ٹیچر کے انداز کو خوش [illegible]
میں جمع کرتا پیسہ مادہ جانتا ہے
بڑا ہے جو پیرا کھاؤ اڑا دو - لیکن قدر پیسے کی سمجھ جانتا ہے
بلی پیڑ ہے میں ہوشیار یہ تینوں بچے
ہر ایک قدر علم و ہنر جانتا ہے

بذاتِ خود ۱۱

(۱) کہاں تک کروں شکر اور حمدِ باری - ہے اڑسٹھ برس کی عمر اب ہماری

(۲) گناہوں سے اپنے ہے گو شرمساری - نبھانا ہوں جیسے کٹی عمر ساری

(۳) زمانہ تھا اسکول جاتے تھے ہم بھی - وہاں سے سرِ شام آتے تھے ہم بھی

(۴) کبھی فیل ہوتے کبھی پاس ہوتے - کبھی آس رکھتے کبھی آس کھوتے

(۵) غرض اسطرح سے ہوئے پاس ہم بھی - کبھی عام تھے اب ہوئے خاص ہم بھی

(۶) جھی جوانی میں ہم ہوگئے آکے نوکر - کبھی ماتحت اور کبھی ہم تھے افسر

(۷) بنت برسوں کرتے رہے پیشکاری - ہوئے منصرم پھر جو قسمت نے یاوری

(۸) ہوئے منصرم سے ہی وہ بھی دفتر - کیا ٹھیک جو کچھ نہ تھا کام ابتر

(۹) غرض اسطرح بیتے چھتیس سال - غرض کر دیا جو تھا آخر کا حال

(۱۰) چچا اور والد و والدہ کی خدمت کرتے - قدم پر قدم اگر اور نکلے دوڑتے

(۱۱) ملازم نہ کہلاتے ہم بھی کسی کے - نہ بکتے کبھی دام میں بے بسی کے

(۱۲) مگر جو مقدر میں تھا وہ ہم نے پایا - خوشی اور غمی سے زمانہ گنوایا

(۱۳) کروں جسقدر شکر نعمت وہ کم ہے - خوشی ہے خوشی ہے نہیں کوئی غم ہے

احقر

بیکس تنہا ہوں بیڑا کر دو تم لیقی - وہ جنت ہے دوزخ جہاں تم نہ ہو

۱۲۔ الہمدی

(۱) الہمدوی میں ہم نے سیکھی دنیا کی شرارت ہے
کہ بیں اہل غرض کو تنگ اپنی خاص عادت ہے

(۲) منقوصہ کا ہیں ہم کسی کو ہم تبلانے
اگر تبلا دیا ہم نے تو تاریخیں چھپا جانے

(۳) اگر اسیر بھی اپنا حق کسی سے ہم ہیں پاتے
تو جراں خوب کرتے دن بھر اسکو بھلاتے

(۴) بہت بدمعاش آتے ہیں ہمارا حق ہیں دیتے
تو ہم نے جیسے سنا ہے ہم انکی ہیں خبر لیتے

کچہری میں دلیل کچھ ایسے بھی آتے ہیں
اہلکاروں کا حق لیکر وہ خود ہی مار کھاتے ہیں

احقر

پیشکاری

(۱) ذرا نصیب نے اگر جو اوسکی یاری کی ۔ نوشتِ فلک نے بر کوں ملی پیشکاری کی
(۲) مگر ہے عجب یہ اعزاز نہ یادِ باری کی ۔ خدا کو چھوڑ کے حاکم کی خاکساری کی

احق

نظارت

(۱) بڑا فخر ہے سوفی عبداللہ کا ناظر ۔ ہے جبیں اسکی ہر وقت خدمت میں حاضر

(۲) مگر کرنا خدمت کا نہ اوسکے بھولے ۔ جو غائب ہے ہر وقت وہ ہر وقت حاضر

احق

منصفی

(۱) لوگ کہتے ہیں مجھے جب منصف صاحب حضور ۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہرگز نہیں اونکا قصور
(۲) یہ کہ کم نزدہ ہو گیا مجھ سے کوئی اونکا قصور ۔ ورنہ سنت خاک را نسبت بجہان عالم نور

متفرق ۱۳

(۱) احساس تکلیف خود تکلیف۔ تکلیفوں کا مجموعہ۔ قیامت ہے کسی کے گھر پہ جانا اور مکر جانا

(۲) نہ روپیہ ہے نہ پیسہ ہے لٹا کر گیا لوٹ کر کھیتی۔ زمینداری کی جنگلی ہے زمیندار دن جا مر جانا

(۳) ملا ہے عقلمند کو جب سے کہ آزادی کا پروانہ۔ برہمن ہوا بھگلی ہو بہن جاتا ہے پیچانا

(۴) شراب تلخ غائب ہے ساغر بھی خالی ہیں ساقی نہ۔ نہ حسن و عشق کا چرچا نہ ذکر شمع و پروانہ

(۵) سائل نہ ہو سکا دل کو اپنا حسن۔ وقت تو جاتا ہے نکل بات رہتی ہے بس

(۶) مجھے بھی کیا ہوا مجھکو صدقہ کا اذن دیتا ہے۔ امیر پادری ان سے نہ یہاں رکھتا نہ وہاں رکھتا

(۷) خالق نے مجھکو گنج قناعت عطا کیا۔ گھر بیٹھے اسکو ملک کا سلطان بنا دیا

(۸) آرزو ہے کہ آرزو نہ رہے۔ آرزو کی بھی آرزو کیا ہے

(۹) جانے دو خود کردہ را تدبیر۔ مجھکو سمجھتا نا اہل۔ ذکر ماضی۔ یاد ماضی ہے فضول و رنج دہ

(۱۰) کیوں کر ہم نے سجدہ خدا کو چھوڑ کر ہنس دو تعمیر احمق ہنس سمجھ آتا نہیں

(۱۱) نہ مال و منفعت کی خواہش نہ خواہش ہے دفینہ کی۔ ہماری کام آتی ہے جو ہوتی ہے سینہ کی

(۱۲) پہلے نہ تھی نہ اب ہے نہ آئندہ ہو سکے۔ شعر و سخن میں مجھکو فصاحت نہیں رہی

(۱۳) شوق بھی دل میں جو لقموں کی خاطر۔ کسی کا یہ تحریک تو کھوتے ہیں

(۱۴) احمق کی باتیں ہوتی ہیں سب مزے کی قضاب۔ ایسے سمجھ کے کولو نہ ہیں کچھ فہم مجھے۔

(۱۵) ہنسو۔ بولو۔ رہو خوش اور اوروں کو بھی خوش رکھو۔ کہ تنگ کے طرح چپ رہنے سے بھی خفقان ہوتا ہے

۱۴

(۱) احقؔ ایسی باتوں میں رکھا ہی کیا ہے ۔ کسی کی برائی میں اچھا ہی کیا ہے
(۲) الجھے ہے شکوہ شکایت کی الجھن ۔ ابھی ہم نے دنیا میں دیکھا ہی کیا ہے
(۳) ہمیں بے وفا کہنے سے فائدہ کیا ۔ امیروں کا ایسے بگڑنا گیا ہے
(۴) رفیق اور رقیبوں سے رکھئے عداوت ۔ کسی نے تمہارا بگاڑا ہی کیا ہے
(۵) الفت میں ہم سے لاکھوں ہمیں آئے لاکھوں ۔ کسی کو کسی دل کی پرواہ کیا ہے

تم اپنے ہی دل پہ نہیں رکھتے قابو
تمہارا کسی دل پہ دعویٰ ہی کیا ہے

احقؔ

۱۵

(۱) بھلا ہے یا برا کوئی نہیں کیا اس کا گلہ کرنا ہے ۔ ہمیں جینا ہے اپنا اور اپنی موت مرنا ہے
(۲) بہت کم لوگ ایسا سوچتے ہیں کس کے سمجھوتے سے احقؔ ۔ سمجھتا ہی نہیں آخر یہ تجھکو بھی تو مرنا ہے
(۳) ڈھونڈتے ہی آخر لیا شہرت نے میرے نام کو ۔ میکدوں سے قصہ گمنامی میں جو حسن پوشی تھا
(۴) احقؔ جیسا کہ لوگ ہیں کچھ متقی ۔ سچ یہ کہتے ہیں ۔ ہاں وہ اک بادہ نوشی تھا

اپنی اپنی ہے طبیعت اپنی اپنی ہے زبان
سچ تو یہ ہے احقؔ جیسا بڑا ذی ہوش تھا

احقؔ

۱۵

(۱) جامہ میں رہ نہ جامہ سے باہر نکل کے چل – دنیا ہے چل چلاؤ کا رستہ سنبھل کے چل

(۲) پتلی کا پردہ آنکھ پلک پردہ آنکھ کا – پردہ میں رہ نہ پردے سے باہر نکل کے چل

(۳) ہم چشموں میں ذلیل و رسوا نہ ہو عزیز – تو پتلیوں کی راہ سے آنکھوں سے مل کے چل

(۴) ہے خاک پردہ آب فلک پردہ خاک کا – حسرت کو اپنے چھوڑ تو قدرت سے مل کے چل

(۵) پردہ کو فاش کر کے نہ گھر گھر اچھل کے چل – ناموس کو مٹانا ہے کیا تو سنبھل کے چل

(۶) پوشش ہے پردہ جسم کا اور جسم پردہ روح – انسانیت نہ چھوڑ تو انساں سے مل کے چل

(۷) فیشن کو چھوڑ کر بھائیو اور سیدھی چال چل – حد اپنی چھوڑ کر اور نہ ایسا مچل کے چل

اب تک چلا جو چال تو احقر بری چلا
اب آخری ہے چال نہایت سنبھل کے چل

۱۶

احقر

(۱) آزادیٔ خیال کی وسعت کو دیکھئے – رہ کر زمیں پہ کرتے ہیں بات آسماں سے ہم

(۲) جینے کی کچھ خوشی ہے نہ مرنے کا کوئی خوف – آزاد اس طرح ہوئے ہر دو جہاں سے ہم

(۳) دنیا و عاقبت کو چھوڑے لگا کر – لیکن آئے ایسے عشق و حسن بتاں سے ہم

(۴) غالب ہے دل پہ جوش و ذوق سخن مرے – درجہ میں کم کہاں ہیں آتش زباں سے ہم

(۵) سنتے ہیں ہر کسی کی عمر جوانوں کی ہے جوش – اس راز کو چھپائے ہیں اہل جہاں سے ہم

(۶) احباب نکتہ سنج سخنداں چلے گئے – افسوس رہ گئے فقط ہندوستاں سے ہم

احقر

17

(۱) جاتے کسی جگہ نہیں اپنے مکان سے ہم ۔ رتبہ بھی کم نہیں کسی قطب جہان سے ہم

(۲) گرتے قافیہ تو بگڑتے دو ہر ردیف ۔ لب داد خواہ نہیں کسی اہل زبان سے ہم

(۳) ہر سود اپنی ہوگی دو الٹی ہر اک زیاں ۔ واقف کبھی ہوئے نہیں آہ و فغاں سے ہم

(۴) اصلی وطن کا نام نشاں کیا بتا سکیں ۔ معلوم ہی نہیں ہے کہ آئے کہاں سے ہم

(۵) جس کا پتہ نہیں تھا اسے ڈھونڈتے رہے ۔ مجبور سے غرور ہوئے وہم و گمان سے ہم

(۶) لعل و گہر سخن کا خزانہ ہے گرچہ پاس ۔ غالب مگر نہیں ہیں کسی دزد جہان سے ہم

(۷) میدان سخن میں رزم کا قبضہ ہے بار بار ۔ لیتے ہیں اب خراج نشہ نکتہ داں سے ہم

(۸) یہ نظم وہ ہے جو کہ معطر کرے دماغ ۔ گلدستہ تازہ لائے ہیں باغ جہاں سے ہم

18

اوق

(۱) ذرا دیکھو سمجھو خدا سے ڈرو تم ۔ یہ عشرت ہماری بسر ہو رہی ہے

(۲) زمینداری چھینی چھینتے مکان بھی ۔ جبر یہ بھی عالم نشر ہو رہی ہے

(۳) بزرگوں کا میراث جو تھی ہماری ۔ وہ غیروں کا اب دربدر ہو رہی ہے

(۴) عجب انقلاب زمانہ ہوا ہے ۔ کدھر یہ دنیا کدھر جا رہی ہے

(۵) خدا میری ہوئی تباہی تو خاطر ۔ کہ جبر یہ نظر ہو رہی ہے

نہ وحشی سا شاعر ہوا ہے نہ ہوگا
یہ شہرت بڑی دربدر ہو رہی ہے

ا وق

۱۹.

ہیں مہرباں ہمارے حسن و جمال دونوں - نظروں میں ہیں ہمارے ماضی کمال دونوں
ہیں ہمراز ہمسفر یہ کہیں اور دھولیک - ہیں خوش خصال دونوں اہل کمال دونوں

ستر سے عمر زیادہ پینشن ہے اور ہیں ہم - ہم کو تو ہیں میسر ہجر و وصال دونوں
جھگڑے کی ہیں یہ باتیں زن اور زماں دونوں - ہیں ساتھ چلتے حسن و جمال دونوں

۲۰. بیدل

(۱) ابھی عمر ہے مری دس برس پڑھا شاعری کا نیا سبق
مرا مشغلہ ہے حساب کا مرا واسطہ ہے کتاب سے

(۲) نہ تو ماہر شعر و سخن ہوں میں نہ فراغ ہے مجھے درس سے
کریں حرف گیری سے درگذر مری التجا ہے جناب سے

سنگر مجھے بننا ہے اگر ہر املال - رمال سے جو پوچھے ہیں نیک و بد کا فال
احمق ہیں ہے ادب سے زیادہ کوئی لیڈر - پنڈت سے پوچھتے جو گردش کا فال

۲۱

(۱) بھر چکا پیمانۂ دل اب نہ کیوں بات ختم کریں ۔ کس طرح آرزوئیں ہم اور کس طرح پھر غم کریں

(۲) یہ تمنائیں عشق کے ہمارے خشک آنسو ہو گئے ۔ یہ بھی اب طاقت نہیں ہم چشم کو پھر نم کریں

عیش و عشرت سے گزارو احقر اپنی زندگی

تھوڑی سی پینے میں ہم اس کو کس لیے کم کریں

احقر

۲۲

مئی جون میں مجھکو نوید آئے ہیں شادی کی ۔ سنو میں تو خوشحال ہو گئے تو پھر تبادلہ کیا ہو

طبیعت ہے تو بھی چاہتی ہے ہر شے اب چھڑوانا ۔ ستا کر مرا مت جائیے تو پھر تبادلہ کیا ہو

یہاں ہی میں جان کے اوپر وہاں خفگی شکایت ہیں نہ جا کر ہم نہ لو تو پھر تبادلہ کیا ہو

تو کر لے عہد اے احقر سفر کرنا نہ تو ہرگز

کہ فکر جان مقدم ہے وہ ایسا ہو کہ ویسا ہو

آمد نیل متعان میں

یہ ہے ماہ نومبر اور دس تاریخ ہے انگلش سن اڑتالیس ہے گھر میں مرے بیٹا آج نیل آیا

(۱) رہے آباد دائم ساقیٔ جنت کا میخانہ — کہ جس نے اپنی رحمت سے مجھکو مے کشی بخشی

(۲) میں قسامِ ازل کا شکریہ کرتا ہوں اے احقر — غمِ زر دے دیا منعم کو مجھکو خوشی بخشی

مشورہ ۲۴

(۱) بلا سوچے سمجھے جو جس نے کیا ہے — تو اس کا نتیجہ برا ہی ہوا ہے

(۲) مری عمر بھر کا یہ اک تجربہ ہے — بلا مشورے کے نہیں کچھ بھلا ہے

(۳) نہ سمجھو کہ ہیں ناقص العقل نسواں — کہ قدرت نے انکو بھی انسان کیا ہے

(۴) ہے مردوں سے انکا تجربہ زیادہ — انہوں نے ہی مردوں کو پیدا کیا ہے

(۵) نہیں مشورہ مار ماں سے زیادہ — کہ تجربے سے بہتر یہی مشورہ ہے

(۶) ذرا اپنے بچوں سے بھی پوچھ دیکھو — کہ نقصان ہے کیا اور کیا فائدہ ہے

(۷) ملیگا جواب ان کا نئی و دانائی — کہ حصہ فرد کا بھی انکو ملا ہے

(۸) ماں باپ ہوں یا کہ بہن اور بچے — لیکن ہوں سب سے بہتر عقل کوئی مشورہ ہے

(۹) ذرا انکو پہلے اپنی طاقت کو سمجھو — کہ انجام کیا ہے درانجام کیا ہے

(۱۰) یہ احقر یہ کہتا ہے احقر تم سے — بلا مشورہ کام کرنا برا ہے

احقر

چار پوتے

۲۵

(۱) یہ بیٹا۔ دیکھیا صبح و رحمن چار شاخیں ہیں جن پہ لگتے ہیں یہ میری چار آنکھیں ہیں

(۲) عصائے پیری اور نورِ نظر ملاقت فکر کی ہیں جو ہر کہیں ہرے نخل تمنا کی یہ شاخیں ہیں

(۳) یہ ساگر ہیں سب ہی علموں کے موجودہ زمانے کے کھلی رہتی ہمیشہ ان جوانمردوں کی آنکھیں ہیں

(۴) ثمر آتے ہیں ان شاخوں میں اور پھولیں پھلیں گے بھی یقیں مجھ کو دلاتی ہیں مجھے ان کی آنکھیں ہیں

رفیق

۲۶

(۱) سمجھ بھائی بھیں آج جو روٹیاں۔ پانچ گیہوں کی ایک آٹا کی

(۲) تو بھی آلو مٹر کی ترکاری۔ چاول اور دال روز مرہ کی

(۳) شام ہے عشق بیب ہوئے تو۔ چاہے اب گلیا گڑا کی

رفیق

۲۷

(۱) وقتِ رحلت ہے قریب اب تو ذرا آرام کر ۔ خوب مشہور ہو چکا اپنے کو اب گمنام کر

(۲) دیکھو دنیا کے تماشے پھر تو اس میں دل لگا ۔ جو نفسِ امارہ کو بھی وسعتِ زنداں اسیری دام کر

(۳) پیٹ بھر سکے گا تیرا تو جا ۔ درس میں بھی جا تو دھام کر سوا اتنا ہی کہ نہ تو اس حق میں ایام کر

رفیق

۲۸

(۱) ہم نے پھر دنیا کی دیکھا تو یہاں کچھ بھی نہ تھا ۔ یعنی عالم خواب تھا جو کچھ بیاں کچھ بھی نہ تھا

(۲) ہر جگہ ہے جو عیاں رازِ نہاں کچھ بھی نہ تھا ۔ غور سے دیکھا تو پھر جو درمیاں کچھ بھی نہ تھا

رفیق

آخرِ وقت

(۱) دل میں صبح سے درد ہے معلوم نہیں کیوں ۔ صورت ہے میری زرد ہے معلوم نہیں کیوں

(۲) کھٹکتا ہے جگر بھی بے چین ہوں رخصت طلب ہے کون ۔ خلقت بھی ہے گرد ہے معلوم نہیں کیوں

۱۹۹۷-۹۸ میں آگرہ کالج انگریزی شعبے کے امتحان کا سینٹر تھا۔ جگہ جگہ کے لڑکے امتحان دینے آئے تھے۔ فیروز آباد کے عجیب عجیب مصرعے لگاتے تھے اور پانی کے نل پر نہاتے تھے اور دیگر لڑکے بھی مصرعہ لگایا کرتے تھے۔ سبکی سبجیکٹ لینگویج فارسی و اردو تھی۔ شاعری کا مجھکو بھی بچپن سے شوق تھا۔ میں نے بھی مصرعہ لگائے جو حسب ذیل ہیں

عمر ۱۷-۱۸ سال، بمقام آگرہ - طرح تھی - اسلئے تصویر جاناں ہمنے کھچوائی ہیں

ہے ۔ وقت وہ خوش تھا و فرم نگہ یار - اب جان تھو ہیں وہ لیل و نہار

(۱) صورت یار و ادا تصویر میں پائی نہیں - اسلئے تصویر جاناں ہمنے کھچوائی ہیں

(۲) جس قدر رنگ ہے مصور اور نقشہ سائی ہیں -

(۳) کوئی تسکین ہم نے فوٹو سے کبھی پائی نہیں -

(۴) کوئی بھی لیڈی مصور شہر میں آئی نہیں -

(۵) سامنے بت کے ہمیں عادت جبیں سائی ملی -

(۶) کوئی بھی صورت جدائی کی جو نظر آئی نہیں -

(۷) جبکہ تصویروں میں دیکھی کوئی زیبائی نہیں

(۸) نقلِ صورت کی ہمیں چنداں ضرورت آ گئی تھی ۔ اسلئے تصویرِ جاناں ہمنے کھینچوا لی تھی

(۹) عشق نے اندھا کیا آنکھوں میں بینائی تھی ۔ ،، ،، ،،

(۱۰) یہ بھی پرچھ دری ہمکو پسند آ گئی تھی ۔ ،، ،، ،،

(۱۱) احقر جانتے تو یہ بے پیرگی بھا گئی تھی ،، ،، ،،

(۱۲) فائدہ کی شکل بھی کوئی نظر آ گئی تھی ۔ ،، ،، ،،

احقر

۔۳۰۔

(۱) اگر بدخواہ اور دشمن مری ساری خدائی ہو ۔ تو پھر بھی کیا کرے میرا جو فضلِ کبریائی ہو

(۲) نہ ہو گم گشتہ ماندہ پر اگر ایسی تری رحمت ۔ خدایا مسلح پر پھر تری طاقت خدائی ہو

(۳) خدا کا شکر احقر کہ گذری عمر خوبی سے ۔ تمنا ہے کہ ایسی جو مری بن آئی ہو

یہ دورِ انقلابی کا تماشہ دیکھ لو احقر ۔ کہ تدبیر کی چلتی کہ جب تقدیر بگڑتی ہے   احقر

(۱) اب چمک گئے ہیں میرے دل و دماغ دونوں - یعنی کہ جگمگا گئے ہیں روشن چراغ دونوں

(۲) جب دل میں بس گیا ہو پھر سیر باغ کیسی - میرے لئے ہیں یکساں صحرا و باغ دونوں

(۳) ہے مہرباں جو مجھ پر ہر دور دعا رہا ہے - بخشے ہیں اُس نے مجھکو صحت و فراغ دونوں

(۴) راہ عدم و جنت پنہاں ہو کر بھی ہیں - کیسے کوئی لگائے پھر بھی سراغ دونوں

(۵) شوائین سے کوئی اہل ہنر کا احمد - جو ہوں گے میں برابر کو کمل و زاغ دونوں

رق

(۱) دل لگانے کیلئے مٹی کے بتوں کو پوجا - ورنہ پتھر کی جہاں میں کوئی وقعت ہی نہیں

(۲) نا سمجھ لڑکیاں گڑیوں سے رچاتی ہیں بیاہ - جب بیاہی گئیں پھر اسکی ضرورت ہی نہیں

۳۲ - سید گنج شکر

(۱) کیا تھا شہر لشکر میں عرس پہ دربار دیکھا ۔ یہیں دیکھا نہ تھا پہلے وہ آر نقشہ بنا دیکھا
(۲) قلعہ دیکھا بہت سنگین محل دیکھا بہت رنگین ۔ سراج کا روشنی بجلی کی نل پانی لگا دیکھا
(۳) ہزار ماڑہ دیکھا ملک کی دیکھیں عمارت بھی ۔ تھیٹر ہال سینما ۔ جیسے دار الشفا دیکھا
(۴) جیا جی راؤ مہاراجہ کی دیکھی مٹی صورت بھی ۔ شہنشاہی قبا پہنے ہے تیغ و عصا دیکھا
(۵) یہاں پھول باغ میں ہے وسیع و پر فضا پایا ۔ جسمیں مندر و مسجد و گرجا آب جا دیکھا
(۶) موتی محل دیکھے اور عالیشان تاج بھی ۔ در گنجہ و معنی ہر آن جا کھلا دیکھا
(۷) مہاراجہ جیا جی راج سندھیا کی زیارت کی ۔ نوازا کا سایہ دولت مال پر تیما دیکھا
(۸) مبارک چاند سی صورت و خندہ لب ہیں صورت ۔ سبحان اللہ سبھی ان کا کیا نور فدا دیکھا
(۹) شجاعت میں سیاست میں عدالت میں وہ یکتا ہیں ۔ مہاراج بہت دیکھے نہ ثانی سندھیا دیکھا
(۱۰) جناب ڈاکٹر گہلوت کہ ہیں ایم ڈی لشکر ۔ طبیب حاذق دعوی کا بھی حکمت شفا دیکھا
(۱۱) لشکر میں دل لیکے پہونچی جانے کہ لشکر بھی دربر ۔ تو انکو جذب الفت میں خیال گہرا دیکھا
(۱۲) خزانہ و حوض دیکھا اور فرتا لیس دیکھے ۔ بہر صورت آپ کا نور مجبور قلعہ دیکھا
(۱۳) بزرگوں کا سلف کا پیر نہ کوئی جانشین پایا ۔ ہمیں تہذیب کے ڈھانچے میں ہر آن کو ڈھلا دیکھا

(۴) ملے اک بار جو صاحب مجھکو بدھوا بنا ڈالے ہیں - عجب صورت عجب کیرکٹر کا مرد بے حیا دیکھا

(۵) علالت نے مجھے اقبال کے رسوا کیا کیا تھا - قدم جس جا نہ رکھتا تھا سر اپنا وہاں جھکا دیکھا

(۶) عجب خواب پریشاں میں مجھے شب کو نظر آیا - یہ پیشاب کر گیا مجھ پہ ایک بگڑا ہوا کتا دیکھا

(۷) ہر حسرت ہوا جوانی کو میرے خستہ گل احقر - یہ اوراق کتاب دل میں نظم تیرہ دیکھا

(۸) خدا یا تو بچا مجھکو اس طرح بات لگی سے - غرض ہم نے جسے دیکھا آدمی کو بچا کھچا دیکھا

احقر

۳۳ - در بیان مینٹل اسپتال لشکر 22/8/46

(۱) ہے لشکر میں جو مینٹل اسپتال - وہ دار الشفا ہے عدیم المثال

(۲) ہے تعریف اسکی نہایت محال - مگر عرض کرتا ہوں کچھ اسکا حال

(۳) جو آیا مریض اسنے پائی شفا - نہ مایوس کوئی یہاں سے گیا

(۴) ہیں سپرنٹنڈنٹ ڈاکٹر خوشحال - سٹیبر ڈنٹ ہیں اسکے وفادار مثال

(۵) وہ ہیں ایم بی ایس - پی ایچ ڈی - اور انگلینڈ کے ڈی ٹی اور ایم جی
M.BS P.H.D D.T M.

(۶) جو سچ پوچھو ایسے معالج کہاں - جو عالم ہو حاذق ہو اور مہربان

(۷) خدا نے دیا ہے جو دست شفا — بنا آتا ہے ہر اک کا مسیحا

(۸) دُور فیض ان کے لگتے ہیں انمول — غریب ہو امیر ہو کوئی ہو بے نوا

(۹) بشر دیاں ان کے انجاج ہیں — وہ بھی تیرے در دل و دست جارح ہیں

(۱۰) درخشندہ صفت انکا اخلاق ہے — علاج انکا بھی شہرہ آفاق ہے

(۱۱) عمارت کا ان کے کروں کیا بیان — وہ خلد بریں ہے اور رشک جہان

(۱۲) زنانہ و مردانہ بھی الگ وارڈ — قرار گاہ نہ رکھے بھی ہر دو پہ گارڈ

(۱۳) جو آیا یہاں اور بن پائی شفا — ہر اک کو اپنے وہ دیتے دعا

(۱۴) خدایا اسے دائم آباد رکھ — ہمارا جو لشکر کو بھی شاد رکھ

(۱) اظہارِ خوشی — نویدِ شادی سمیع بیرا بابو گلو مبارک در شوپوری

(۱) شکرِ خالق مرحبا فصلِ خجستہ — افسردہ ہو کر رہ گئے جملہ خزاں

(۲) دیکھ لیا ہے ان دنوں فیضِ نمو — ہے چھائی خوشی ہر سو چار سو

(۳) دیکھ لیا موسمِ سرما کی جوانی — محفلیں ہی سوا گئیں شادیاں از عوالی

(۴) غنچے نے جو پوچھا جو باعث جشن کا — مان نے لگ کر صبا نے یوں کہا

(۵) آئی ہے وہ ساعتِ سعید — لائی ہے وہ احساسِ عید

(۶) تاریخ آئی ۱۸ دسمبر کی — ساتھ لائی ہے خوشی کے پیغام کی

(۷) ہے ہمارا نورِ دیدہ خوش خصال — لائق ہیں جو سب محمود یال

(۸) جو ہیں بیٹے بابو گلو مبارک شاد کا — ہے برادر حق اس اقبال کا

(۹) اس کی شادی کی ہے خوشی ساعت ہی — بس یہ ہے باعثِ جشن و خوشی

(۱۰) روانگی کی شب از شوپوری — بارات ہوئی پائندہ پوری

(۱۱) در دوازدہ ۱۹۸۹ — لو بھائی ... اس شب کو ہوئی ... اقتدار و وقار

(۱۲) اپنے بچے ہیں عزیز و اَحمرہا — ہم گستردہ دستان باصفا

(۱۳) لو بیٹھیں سب تشریف بخشیں افتخار — تا ہو وصل سرفرازی و کار

(۱۴) والد و دختر چلیں دنیا دینی — محکم دوری ہے دو اب اہلکار ہیں

(۱۵) با صدافت بس یہی ہے التجا — آئیں سب حاصل ہو اپنا مدعا

۲- بر موقعہ شادی عزیزی شمبھو پرساد بابو جگدمبا پرشاد پوری

(۱) نشہ میں چور ہیں ہاتھوں میں جام لئے ہوئے شاخ گل جھوم رہی ہیں ایسی کہ جیسے میخوار

(۲) بلبلیں گاتی ہیں شادی کا ترانہ جھوم جھوم - وجد کرتے ہیں اسے سن کے چمن کے اشجار

(۳) کھڑکھڑاہٹ ہیں پتوں کی ذرا سنئے تو بجتی ہے خوشی مسرت سے بدھائی ہر بار

(۴) پھٹ پڑا لطف کچھ ایسا کہ جو بلبل کیلئے - زر بچھا در لوٹے ہاتھوں میں گل ہیں تیار

(۵) واہ واہ وقت وہ آیا ہے مسرت افزا - جس پہ سو جان سے قربان ہیں سو دل لاکھ ہزار

(۶) یعنی یہ آج وہ شادی کا مبارک دن ہے - ساری بستی کی خوشی نام پہ جس کے نثار

(۷) آج شادی کا یہ دن فضل خدا سے دیکھا - آنکھیں ہیں دل سے دعا کرتے ہیں سو سو بار

اے خداوند جہاں یہ دعا اقبال کی ہے

سال نوشاہ کے ہوں عمر کے سو لاکھ ہزار

(۳) بتقریب دروازہ چار بر مکان بابو شیام سندر صاحب

(۱) سنئے یہ آج آئی ہے لئے بادِ بہاری کو - مبارکباد کہہ رہی ہے وہ بانکے بہاری کو

(۲) بنا کر لائے ہیں سہرا فلک سے آن ستاروں کا۔

(۳) بزرگوں کی بزرگی سمجھ کر لاج رکھ لینا - نہ ہرگز بھول جانا اب آنکھیں انکساری کو

(۴) تمام عمر تو شاید نہ اپنے قلم دریغ ہیں - ہے حاضر طفل بیرون آپکی خدمت گزاری کو

نیشا کمار دردمند
۲۷ جون [illegible]

اشعا نے پڑھی
درجہ چہارم - عمر ۹ برس

۲۳ تہنیت بہ شادی ہماری کشلیا دختر بابو گوبند رام رچپالی 7-6-46.

(۱) کیا خوشی افزا یہ صبح و شام ہے - آج ملنا دل سے دل آرام ہے
(۲) کھلکھلی سے چہرلوں کی بر پا ہے آج - جشن شادی دلبر گلفام ہے
(۳) ہر طرف چھائی ہوئی ہے خرمی - خبر اس شادی کی لطف از بام ہے
(۴) شادی ہووے یہ مبارک اور رہے قایم خوشی - دل سے جھانسی والوں کی یہ دعا عام ہے
(۵) یاد رکھنا مجھ کو بھی اپنی دعائے خیر سے - ساکن جھانسی ہوں میرا اشعا جب نام ہے

جو بینی نے پڑھی تھی - درجہ ۶

(۱) خوشی خوشی کی ہے آواز ہر سو - مرا دماغ معطر ہے آج خوشبو سے
(۲) گلاب چنبیلی کا بار لے کے آئے - تمام صحن گلستاں ہے انکی خوشبو سے
(۳) کرم و لطف کے ان کے میں کیا کروں تعریف - کیا ہے آپ کو تسخیر اپنی خوشی خو سے
(۴) مبارک ہووے یہ شادی رہے مدام خوشی - دعا ہے بینی کا دل کی ہر سو سے

جو جج صاحب نے پڑھی عمر ۶ سال

(۱) محفل شادی میں عشرت عام ہے ہو مبارک سب کو یہ شادی خوشی
بادۂ گلگوں کا چلتا جام ہے - یہ دعا میری شریک عام ہے
یاد رکھنا مجھ کو بھی مت بھولنا
عمر میری چھ برس کی جج صاحب نام ہے

۷- بر انتقال بھائی صاحب بابو برج بہاری لال صاحب بتاریخ ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۶ء بمقام باندہ

(۱) اپنے خیالوں میں دل کو بہلاتا ہی نہیں - کس طرح اس کو سنبھالوں وہ سنبھلتا ہی نہیں

(۲) کوشش کروں قلم سے مری کچھ تو لکھتے - ہاتھ بھی صفحۂ قرطاس پہ چلتا ہی نہیں

(۳) ڈاکٹر و ویدوں کو خلقت کو ہوگئے دم دے کے - مجھے اب کہاں ڈھونڈے پہ ملتا ہی نہیں

(۴) وفات بھائی صاحب کی وہ غم سے کم کہاں - ایسا چھاتی پہ گرا ہے کہ نکلتا ہی نہیں

(۵) کیا خطا مجھ سے ہوئی بھائی بتاتے جاتے - یوں زباں بند ہے کچھ منہ سے نکلتا ہی نہیں

(۶) کس طرف جھولتا ہو روح کو بیکل ہوگا - ہر طرف کو ڈھونڈا پتہ ایک بھی چلتا ہی نہیں

(۷) بھائی صاحب کہاں جا بسے ہو بتا دو مجھکو - جب پتہ رہرو کو ڈھونڈیں تو وہ ملتا ہی نہیں

(۸) آپکی شکل کا اب دیکھنا بالکل ہے محال - پھر جو نقشہ ہے لگا دل سے وہ ٹلتا ہی نہیں

(۹) گو بھتیجے مرے ہیں جوان اور لائق - پر کیا قسمت کا پتہ ایسے ملتا ہی نہیں

(۱۰) پدری سایہ اٹھا ہم پہ کا سایہ آیا - اب وہ سایہ کبھی کیا ڈھونڈے سے بھی ملتا ہی نہیں

(۱۱) بھائی صاحب یہ بتا دو کہ کہاں پر تم ہو - خود ہی حاضر ہوں کہ قاصد کوئی مجھے ملتا ہی نہیں

(۱۲) آپکے پھولوں کو گنگا میں ڈبایا میں نے - ساتھ ہی دل مرا ڈوبا کہ اچھلتا ہی نہیں

احقر

22/3/46.

مناجات

۱ - ھوالشافی -

(۱) خدایا جو میری بیمار ہے۔ تجھ سے شفا کی طلبگار ہے

(۲) وہ لائق بہت کچھ وفادار ہے۔ مگر ہائے افسوس بیمار ہے

(۳) کوئی کہتا ہے اُسکو نسیان ہے۔ کسی کا ہے کہنا کہ خفقان ہے

(۴) وہ جو کچھ بھی ہو عقل حیران ہے۔ تیری شان ہے کیسی تیری شان ہے

(۵) ہے دنیا میں جو کچھ بھی اک ہو - مرا جوش کہاں گئے نہ کیونکر ہو

(۶) وہ چھوٹے سے بچے جو معصوم ہیں۔ علالت سے مادر کے مغموم ہیں

(۷) اٹھائے ہیں بچے بھی دست دعا۔ کہ دے ماں کو اُنکی بہ عجلت شفا

(۸) مرا سینہ ہے چاک اسے دیکھ کر۔ خدایا تو رحم بہت جلد کر

(۹) ہے بچوں پہ آتا سبھی کو ترس۔ کہاں تو ہے کہاں اُنکا فریاد رس

(۱۰) الٰہی میں بندہ گنہگار ہوں۔ مگر پھر بھی تیرا پرستار ہوں

(۱۱) خدایا گنہگار ہیں ہم تیرے۔ مگر اب تو در پر تیرے آ پڑے

(۱۲) میں حاضر ہوں در ماہ میں تیرے بل۔ شفا میں نہ کر دیر اب ایک پل

(۱۳) نہیں چھوڑتا اب میں دامن ترا۔ میں بندہ ہوں تیرا تو میرا خدا

(۱۴) خدایا شفا دے اسے۔ شب و روز کی تا کہ کلفت مٹے

(۱۵) اگر جلد ہوتی ہیں ہے شفا – ہے عالم میں سمجھوں گا قسمت نے پلٹا لیا
(۱۶) مری صدق دل سے یہ ہے التجا – شفا اوسکو دے اور مجھکو اٹھا
(۱۷) جہاں صورتیں گر ہوں لاکھوں ہزار – نہ ایسی ہو مثل اس کے زینہار
(۱۸) دکھا دے صحت تو پروردگار – مجھے فضل تیرے ہیں لگتی بار
(۱۹) نہ مایوس رکھ مجھکو اے کردگار – تو غفار ہے اور آمرزگار
(۲۰) دہن میں زبانیں ہوں گر بے شمار – ادا شکر تیرا نہ ہو زینہار
(۲۱) بہت عجز سے ہے مری التجا – دکھا دے صحت تو جلد اے خدا
(۲۲) ہے نام و لقب تیرا آمرزگار – گنہ ہوں تو میرے نہ کرنا شمار
(۲۳) تری حمد سے بندہ معذور ہے – بھلا ایسا کب اوسکو مقدور ہے
(۲۴) ہے قدرت سے تیرے زمیں آسماں – ملائک ہوں انساں کہ کروبیاں
(۲۵) تبارک الخالق سے ہے کل کائنات – ہے وہ ان کے تابع حیات و ممات
(۲۶) یہ دنیا کی ہل چل جہاں اور ذلیل – عناصر کے بندے ہیں یہ سارے کھیل
(۲۷) خرد ہو بچے تجھ تک نہ وہم و خیال – تیرے راز کا جاننا ہے محال
(۲۸) شفا دے ابو کو مرے جلد تر – دعاؤں کو میرے نہ رکھ بے اثر
(۲۹) لگائی الٰہی جو جسنے نظر – اسی پر پڑے اس نظر کا اثر

(۳۰) خدایا اوسے دیدے کلی شفا - کہ بعد از شفا پھر نہ ہو مبتلا

(۳۱) ہمیشہ اوسے شاد و خوشحال رکھ - نہ ذمہ کوئی اوسکے خستہ حال رکھ

(۳۲) دودھوں نہائے و پوتوں پھلے - ہوائے حوادث نہ اوسکو لگے

(۳۳) شفا تیرے نزدیک کیا بات ہے - یہ ادنے سی تیری کرامات ہے

(۳۴) تیرا ہی تو مشکل کشا نام ہے - ترا ہی کرم اور فیض عام ہے

(۳۵) بلا حکم تیرے نہ پتہ ہلے - طبیبان بے بس کا کیا بس چلے

(۳۶) خیال دوا اک گمان خام ہے - شفا دینے والا ترا نام ہے

(۳۷) جو منظور ہوتی ہے تجھکو شفا - کرے خاک بھی کام اکسیر کا

(۳۸) جو ہو فضل تجھ ایسے رزاق کا - تو سم بھی کرے کام تریاق کا

(۳۹) نہایت ادب سے ہے یہ التجا - تو میری بہو کو عطا کر شفا

(۴۰) الٰہی اوسے شاد و آباد رکھ - یہ عالم مسرت کی بنیاد رکھ

(۴۱) ہے اونتیس مارچ کو یہ لکھا گیا - نظر آتی ہے جس سے کچھ شفا

(۴۲) چھیالیس سن اور بائیس مارچ - کیا گوسے لشکر کو جانے سے مارچ

کرو ختم اختر مناجات کو

رکھو یاد اوسکی عنایات کو

اختر/

۹ - نوحہ بر وفات بابو بانکے بہاری لال

منظوم یکم ستمبر سنہ ۴۸ء بمقام جے پور - جب روز ... صاحب پیر شاہ عرف للو کا کارڈ بہ اطلاع رحلت برادر عزیز بابو بانکے بہاری لال ملا - مگر شکر ہے یہ غلط ثابت ہوئی ۱۵ اکتوبر سنہ ۴۸ء کو خود بابو بانکے بہاری لال کا لکھا ہوا کارڈ آ گیا

(۱) لوگو تم سے کیا کہوں اب زیست ہے مجھ پر گراں - لٹ گیا میرا چمن اور چھا گئی مجھ پر خزاں
(۲) ہائے میں کس کو سناؤں غم کی اپنی داستاں - وہ غم سر پر گرا ہے میرے آئے ناگہاں
(۳) دونوں بھائی چل بسے باقی ہوں میں اک خستہ جاں - دیکھتا ہوں یہ تفرقہ میں کہاں ہوں وہ کہاں
(۴) کوئی ایسا بجھا روشن چراغ دودماں - ہائے اس کو ہے بجھایا اس کی غفلت نے ناگہاں
(۵) تھا جو وہ بانکے بہاری ماہر علم جہاں - موت نے کر لی ہے صورت اس کی پردہ میں نہاں
(۶) سال کے اندر ہی اندر یہ مصیبت آ گئی - دونوں بھائی چل بسے باقی ہوں میں اک نوحہ خواں
(۷) بس چلا بانکے بہاری بھی برادر اب کہاں - لاکھ ڈھونڈا پر نہیں ملتا مجھے کوئی نشاں
(۸) کیا اب کوئی برادر ہے بھلا ملتا کہاں - خود بھی وہ ذیشان تھے اور رکھتے تھے میری بھی شان
(۹) آنکھوں سے اوجھل ہوا ایسا برادر مہرباں - ہے مٹانے میں لگا میرا سراسر آسماں
(۱۰) بچہ بچہ رو رہا ہے سارا گھر ماتم کناں - چرخ نے گردش میں ڈالا ہے ہمارا خانداں

3/10/48 بھیا صاحب چل بسے بابو بھی چھوڑا ہے کا ساتھ - جب تلک ہے زندگی ملتے رہیں گے اپنے ہاتھ

۱۵۔ غزل جو ایک لڑکے نے شادی میں کسی کی لکھی ہوئی
پڑھی تھی اور جس پر یہ لکھی گئی۔ منشی منت ہرات ۱۹۶۶ء

(۱) پڑھی لڑکے تم نے یہ بھدی غزل ہے۔ غزل یہ نہیں ہے سراسر ہزل ہے
(۲) تمہاری یہ تقریر ہرگز نہیں ہے۔ تمہاری یہ تحریر ہرگز نہیں ہے
(۳) کسی بے ہنر نے یہ دی ہے بنا کر۔ جو نا اہل اور بے تمیز ہے سراسر
(۴) نہیں لڑکے کو کوئی مالی سمجھتا۔ اگر ہے سمجھتا تو گالی ہے کھاتا
(۵) جسے اپنا داماد تم نے بنایا۔ اسے گالیاں دیں دفر بھی تھمایا
(۶) تھا جس کے لیے پھول سا لا بنایا۔ اسے طوق لعنت کا تم نے پہنایا
(۷) لکھی اس کے ماں باپ کو گالیاں بھی۔ اور اس پر بجائیں بہت تالیاں بھی
(۸) یہ حرکت تمہاری سمجھ میں نہ آئی۔ کہ نالائقی ایسی کس سے پائی
(۹) ہزار آفریں آپ کی عقل پر ہے۔ ہزار آفریں آپ کی نسل پر ہے
(۱۰) ہزار آفریں شعر خوانی پہ تیرے۔ ہزار آفریں خوش بیانی پہ تیرے
(۱۱) کبھی ایسا بیہودہ ہرگز نہ بکنا۔ ہدایت یہ اقوال تم یاد رکھنا
(۱۲) بھی چھوٹا سا ہوں ایک چھوٹا سا شاعر۔ نہیں جانتا شعر و سخن سے ہوں ماہر
(۱۳) جو بنتا اگر میں بھی اشعار لکھوں۔ تو لڑکے نے بھی تم دو سہرے شادی لکھوں

(۱۴) ہیں ایسی زیادہ بھی ہرگز نہ ہوگا — کہ لڑکا پہنے سے یہیں دیکھ سکے گا

(۱۵) تواضع و خاطر بہت کی ہماری — ہیں ہم پہ دشنام کھانے سے بھاری

(۱۶) بھلائی کا اپنے وطن پہ لیا ہے — یہیں ایسے تم نے بُرا یہ کیا ہے

(۱۷) اگر کوئی شاعر یہاں تم بھی تو آئیں — غزل یا غزل اپنی ہمکو سنائیں

(۱۸) ذرا اپنی صورت تو ہمکو دکھائیں — نہ برقعہ میں منہ کو وہ ہرگز چھپائیں

(۱۹) لکھے کا جواب اپنے ہم سے بھی پائیں — کہ مادرِ وطن کو وہ خالی نہ جائیں

(۲۰) تم سو طول مکتب سمجھ کیا سنائیں — سنائیں بھی ہمکو تو لیا داد پائیں

(۲۱) کہاں تم نے سیکھا ہے دینا یہ گالی — یہی ماں باپ نے خوانندہ پایا ہے خالی

(۲۲) گدھے تو اگر ہیں کوئی سنائے — کہ ہے سمجھ میں بیان خاک آئے

(۲۳) سمجھیں تو گدھا ہم یہاں اپنے لڑکے — تمہاری یہ حرکت رہی ورکی سے بڑھ کر

(۲۴) گدھا ہے وہ لڑکا جو بکتا ہے گالی — رہے گا وہ علم و ہنر سے بھی خالی

(۲۵) گدھے کے معنی نہ یاں خر سمجھنا — سمجھ کر کہا تم کو لڑکا ہے ایسا

(۲۶) ادب سے ملی بھائی کا یوں تم سے خواہاں — خدا رکھے تم سب کو شاد و دل دوز جاں

(۲۷) سُنیں ہمکو پھر بھی اشعار جانے — نہ در دروازہ آئے نہ دشنام کھانے

[illegible]

بر وفات بابو مالک پرشاد نگم   22-11-61

(۱) گو بظاہر ہوئے قبلہ بابو مالک پرشاد نگم ۔ یوں نہ ہم اس حادثہ پر سب معذور ہیں جیرا نگم

(۲) عمر اونکی چھیاسی برس سے کچھ کم ۔ تھے میسر انکو سب عیش و نعم

(۳) گو ہیں اس دنیا میں لاکھوں آدمی ۔ ایسے خوش قسمت مگر ہوتے ہیں کم

(۴) بامروت اور خوش اخلاق تھے ۔ اور خوبی کیا کروں انکی رقم

(۵) بہرور ہر ایک نعمت سے وہ تھے ۔ تھا خدا کا ہر طرح ان پر کرم

(۶) آدمی کیا دیوتا تھے وہ بزرگ ۔ قابل بوسہ تھے وہ متبرک قدم

(۷) راحت چلے دنیا سے جب دل بھر گیا ۔ تو پسند آئی انھیں سیر ارم

اور لکھے اقبال کیونکر اسکے ماسوا
ہوں کہیں پر بھی ہم پر رہے سایہ سدا

1/10/65 یہ نظم Pamel کے تشریف آوری کے موقعہ پر دیپک نے ماں جی پڑھی

(۱) خزاں ہیں نہ بنونگے بزم ادب کے پھول — اُگتا چمن کے پھول نہیں آپ انجمن کے پھول

(۲) شاداں ہیں ہم کلام سے اور لطف نازگی سے — گویا لگا ہے بہار چمن کا پھول

(۳) کیا گلفشاں ہے طبع Pamel کی واہ واہ — جو بات نکلتی ہے منہ سے سخن کے پھول

(۴) سونگھے جو ہم کبھی تو وہ رشک عمر بھر — دیتے ہیں اس غضب کی مہک علم وفن کے پھول

(۵) ایسا معین مرحبا ہماری قسمت کو آز ہیں — کیا منتخب Raffles ہیں یہ ڈاکٹر Pamel بنگلے پھول

مسرور و محظوظ ہیں سنکر سب ہم اے لوگ
دیکھے کبھی نہ اور سنے ایسی پچپن کے پھول

نیاز مند گنہگار دربہ دیم

Rajesh absconded from home S/o Dr. Mathur Rly.

(۱) عجیب ہوا کہ جو داستانِ غم سنا گیا — کہ لڑکوں نے سبق سیکھا ہے گھر سے بھاگ جانے کا

(۲) اُدھر تھا رشمہ جہاں چاہا وہاں کو چلو نکلکر — بڑے ہی منچلے ہیں اور طبیعت انکے بیقرار ہیں

(۳) سمجھو نہ ہے کوئی کام یہ کو وہ سب سمجھتے ہیں — مگر اچھا ہے انکو دربدر لیکر گھوم آئینگا

لیں نہ بیماری ڈرتے ہیں نہ خوف ہے جان سے جانیگا — بہت قابل ہیں قسمت سے مگر تقدیر سے منکر

(۵) نہ کوئی فکر ہے انکو نہ شوق ہے کچھ ملنے کا — نہ وقت ہے کو نہانے کا نہ وقت ہے انکے جانے کا

(۶) یہ ہے اولاد کا نمونہ لوگو حضرت یہ جینے دس سالہ انکو تو بس جاہل ہے وطنا پیاری بلانے کا

۷) اسی غم میں گھلتی ہے جان بس جی کو ڈاکٹری کی نوکری۔ خیال آیا کہ تو بہر نکہ لوٹ آئیگا

۸) بہت سی کوتاہیاں یقین مرد والے جلی ہوا جائے۔ کبھی عادت نہ تھی ہرگز احسان کے اٹھانے کا

دربار شراب

(۱) مدہوش ہے ہی نہ پی تو لیا ساقی - بجائے جام خم بھر بھر کے پلا ساقی

(۲) یہ بادہ نوشی ہم سے ہی رندوں کا کام ہے - یہ شغل وہ نہیں ہے جیسے پارسا کریں

(۳) پلا خوشی سے مجھکو ساقی شراب - اک کوئی دن بجتا نہیں ہے چنگ رباب

(۴) مئے گلفام سے وہ نہیں رنگین - اک آتشِ گل نے لگا دی آگ پانی میں دل عکس پڑ گیا ہے کسی گلرو کا

(۵) ساقی نے میکشوں کو جیبوں میں دیا جام - بادل بھی جھوم آئے شراب خانہ میں

(۶) دیکھ پیمانہ اڑا دے گردش ساقی - تاکہ رہوں نہ گردش گردوں کا شاکی

(۷) ~~جو پیتے شراب پیتا حرام ہے~~ جو پیے اک شراب پیا نہ چاہئے - بہتر یہی ہے اک اسے پیا نہ چاہئے

(۸) زاہد عیب شراب سمجھتا ہے دور دور - پی کر ذرا تو دیکھ کہ ملتا ہے کوہ طور

(۹) انگور میں تھیں پانی کی قطرہ چار بوند - جب سے کچھ لی ہے تلوار بن گئی ہے

(۱۰) نہ کسی کا تم میں طاقت پر دیکھیں کوہ خم ہے - رکھے دو ابھی مینا و ساغر میرے سامنے

(۱۱) اندازہ گر نہ ہو تو یہ جان کا عذاب ہے - دیکھو سمجھ کے پینا یہ آخر شراب ہے

(۱۲) شب چاندنی میں مئے کا پینا روا ہے - سہانا سماں اور ٹھنڈی ہوا

(۱۳) ہے مئے دافعِ آزار دنیا و عقبیٰ - سہل نسخہ اور آزمودہ دوا ہے

(۱۴) جو مئے کشوں کو بے وجہ بدنام کرتے ہیں - حقیقت سے نہیں واقف وہ راہ و رسم عرفان سے

(۱۵) ہوائے سرد چلتی ہو، برستا روز ہو پانی - جو ڈری اور برانڈی ہو تو پھر کیا ڈر زمستان سے

(۱۶) برستا کیوں نہیں کیوں جہاں ہم شراب پیتے ہیں - چلا آتا ہے یہ شکوہ ہمارا ابر بارانی سے

(۱۷) الٰہی شکر ہے برسات برہا دے وہ ڈری - بہت دل سے دعا کرتے تیرے میخوار بیٹھے ہیں

(۱۸) اگر ہیں سب منزل بس آسمان ہو جا بجلی زمیندوں کی - ملیں گے میکدے ڈھونڈ کر جنت کی راہوں میں

(۱۹) غم جدائی کا دریا سارے ڈری ہو گئے - ہندو میں بھی دم کی نہریں جیسے شاہ جہان پور سے

(۲۰) ساقی تو دیا یاد ہمارا عذاب میں - پانی ملا رہا ہے وہ کمبخت شراب میں

(۲۱) بیٹھے بیٹھے تھک گئے اب لیٹ کر پیتے ہیں ہم - منہ سمجھ جان ہیں بالکل لے پیتے ہیں ہم

(۲۲) شب کو مار ڈالے گی یہ پیروں کو - اور دل کو شراب نے مارا

(۲۳) قدم قدم پہ چھلکتا ہے دل کا پیمانہ - نظر نظر میں تمہاری شراب ہوتی ہے

(۲۴) بلا شراب کے پینے کا لطف ہی کیا ہے - بلا رباب کے گانے کا لطف ہی کیا ہے

(۲۵) شراب آب بس آب زندگانی ہے - کہ جس کے سامنے آب حیات پانی ہے

شراب عشق

(۱) بده ساقیا آب آتش لباس - که مستی کند اهل دل التماس

(۲) همی لعل در ساغر زرنگار - بود درج پر در چو لعل نگار

(۳) بیار آن شراب چو آب حیات - که یابد ز بوسی دل از غم نجات

نا اہل ۱

(۱) جہالت سے بڑھ کر نہیں کوئی چیز - کہ جاہل رہا عمر بھر بد تمیز

(۲) کوئی کام نیک اوس سے بنتا نہیں - ہو لاکھ لیکن وہ سنتا نہیں

(۳) نہ بہرہ نصائح کا اوس پر اثر - سمجھتا نہیں اپنا نفع و ضرر

(۴) جو منہ تو ٹھسا بس ادھر چل دیئے - جوں دھوبی کے کتے نہ گھر کے گھاٹ کے

(۵) جو کھانے پہ آئے تو کھاتے ہی جائیں - جو پینے پہ آئیں سمندر سکھائیں

(۶) جو باتیں کریں چاٹ جائیں دماغ - کہیں بیہودہ کوئی سے اسکو فراغ

(۷) پسر نا اہل ہو چکا ہو بھی جبکہ ضعیفی ہو - تو اسکی گور سے مزار اچھی

(۸) اگر ہو سکے میری بچے پالی دینا - پھر تمہارے ہیں یہ بھی ہونا

20-7-67

(۱) پشتو بولتی بھی کہیں سے شام ہوتے گھر آتے ہیں - مگر آوارہ لوگوں کو بھی اپنے لب گھساتے ہیں

(۲) وہ ننگے سر گلی کوچوں پھر چاٹ کھاتے ہیں - اگر درد پیٹ ہوا کچھ تو سیر دہلی کو جاتے ہیں

(۳) نہ لکھنا پڑھنا جانے اور نہ جانے وہ ہنر کوئی - یہ افلاطون سمجھے مرے شیخی سے جاتے ہیں

جاہل 10.8.66.

(۱) پڑ کر مصیبتوں میں جھیلے گا آفتوں کو - چھوڑے گا پر نہ جاہل اپنی بد عادتوں کو

(۲) نانا کا میاں کہے گا بد نامیاں سہے گا - جو آیا جی میں کرکے وہی رہے گا

(۳) لوز وضع تو اپنی بھی ترک کر رہا ہے - دنیا اگرچہ تجھ پہ وہ ہنس کے مر رہا ہے

(۴) تجھ کو ذرا وہ بڑ عقل کا کام کر رہا ہے - کوئی منع کرے گر تو اور بڑھ رہا ہے

لعنت ہے تجھ پر جاہل لعنت ہے تجھ پہ لوز

(۵) ماں باپ کی نصیحت کتنا ہی لگ لو لاکھ - بے وجہ بے فکر پھرتا ہے مارا مارا

(۶) دنیا یہ کو حقیقت ہے اسکی آشکارا - لیکن سمجھتا کب ہے وہ آفتوں کا مارا

شاباش تجھکو لوز شاباش تجھکو جاہل

(۱) کم بخت ہے جو وقت پہ کھانا نہ کھا سکے - کم بخت ہے جو وقت پر کام نہ آ سکے

(۲) بد عادتیں نہ چھوڑے جو کہنے سے زینہار - آرام کس طرح سے وہ دنیا میں پا سکے

(۱) ہم تو دسہرون میں نام سے اپنا لکھا چلے - شرم و حیا میں آگ ہم ہی پہلے لگا چلے

(۲) پتھر سے سخت دل ہے ہمارا یہ دیکھ لو - ماں ہو آزما چکی ہے وہ باپ آزما چلے

(۳) ہم بے اطلاع بھاگ سے ہیں سو بار گھر سے ہم - جو کچھ بھی ہاتھ آیا سفر میں لٹا چلے

(۴) چھاتی پہ چڑھ کے باپ کے گھونسہ کیا رسید - دشنام صد ہزار ہی ماں کو سنا چلے

(۵) حلوا نکال کے نہ قدر میں بٹھائے ہم رہیں - سیر و سفر میں ہم تو دوکان لٹا چلے

(۶) بچے نکال کے باپ کے نینے کو ہم سکیں - سو بار اپنے باپ کو ہم یہ خفا چلے

(۷) اب بھی نہ باز آئیں تو فل بوٹ دیکھ لیں - ہم اندر دکھائیں جو اب تک دکھا چلے

مقطوع مخصوص طبع خود ۔ اقبال نرائن

(۱) اگر لکھیں تین خانی میں باغ و رحمت بہار و بلبل ۔ خیال باطن سے ظرف سے ان کا خوش جمال

(۲) ہو ادب ۔ آئیں ۔ وضعداری شایانہ کی ڈگریوں ۔ فقط یہی بجز عطا ہر ادعا میں ہوں

(۳) کیونکہ اقبال کو کوئی بلا کے محفل میں ۔ جب اس کا سخن ہی شعرا کے سنے میں

(۴) یہی بجز دستر کی مجھے شوکت میں ہیں ۔ اور اک بس یہی مجھے میزان سخن میں

(۵) گلشن پہ منفرد ہوں بہر حال سے یہی عرض ۔ واشوں ہی ہے سدا الجھا رہا ہوں یہیں

(۶) تربیت ہے اقبال کے ہر بات نہ بھول دیکھا ۔ ملی کی جگہ اچھی ہے کا درج کر رکھا

(۷) مجھے گمنام بے وجہ یہی زندگی ۔ یہ عکس ہر لیا ہے بسی گم رہا

س ۱۔ لوشیا تین خاک میں بابو رعی بنا دیا۔ خالی بیں طرف سے ان کا خوشحال

ہے ادب۔ اخلاق۔ وضعداری شاہانہ کی کہانیوں۔ حقیقت میں مجھ میں تھا بردار وہاں بھی ہیوں

س ۳۔ کیونکہ اقبال کو کوئی بلا محفل میں حب کا شعر المستقبل

1.

2. M. agency system.

3. N. of life insurance.

4. Mixed economy.

5. Iron & Steel industry.

6. Socialistic Pattern of Society

7. Community Projects

(۱) ایک بزرگ نے لڑکوں کو علی الصبح سو کر اٹھنے کیلئے نصیحت
فرماتے ہیں
لڑکا جواب میں مختصراً یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ میاں جی ہم
کو ابھی ایسی جو فکر اٹھا کریں۔ ہم ہی تو سونے کا وقت ہے

(۲) بزرگوار نے لڑکے کو نصیحت کی کہ تھالی میں کچھ بچا نہ
چھوڑنا چاہیے
لڑکے نے بیزاری سے جواب دیا کہ میں کتا ہوں جو چاٹ
کر کھاؤں

(۳) بزرگوار نے لڑکے سے طاقت کیلئے دودھ روٹی کھانے
کیلئے نصیحت کی
لڑکا ترشی سے بولا کہ میں کیا کتے کا پلا ہوں

(۴) بزرگوار نے لڑکے سے چراغ جلنے کے بعد باہر
نہ جانے کیلئے نصیحت کی
لڑکے نے تنگ کر کہا کیا میں جانور ہوں جو شام
سے مکان میں بیٹھا رہوں

(۵) بزرگوار نے سنو نہ کرنے کیلئے نصیحت کی
لڑکا کھڑک کے بولا صاف کیجیے میں کا بیٹا ہوں
کس طرح ایک جا رہنے سے روزانہ دنیا بنیر سمجھتا ہوں

(16) بزرگوار نے لڑکے سے شراب سگریٹ - چائے - چلیبی کی
مذمت کی اور اختیار نہ کرنے کی نصیحت کی
لڑکے قہقہہ مار کر جواب دیا کہ یہ سب دنیا چلتی
زندہ ہی بیدون ہاتی -

(17) بزرگوار نے شمائیں جیک ثواب و عذاب کا خیال
رکھنے کی نصیحت کی
لڑکے نے مذاق کر کہا کہ کیا ہم لوگ بچے ہیں جو
اس ماحول میں رہیں -

(18) بزرگوار نے لڑکے سے کہا - اول خویش بعد درویش
پہلے گھر کا اجالا بعد میں مسجد کا - درست ہے
لڑکے نے ادب سے جواب دیا کہ جناب آپ
[illegible] ہیں - یہ دور [illegible] ہے
بقول شاعر - اقبال فرزند جانے ابلیس کی پیری -
دنیا کے لوگ دیکھے والے [illegible]

(19) بزرگوار نے لڑکے سے بڑوں کا ادب کرنا اور [illegible]
بھروسہ کرنے کیلئے کہا
لڑکے نے یہ شعر پڑھ دیا
بزرگ میں نہیں دنیا میں ادب کر نہیں سکتا
ہمت میں نہیں کسی میں تو بھروسہ کر نہیں سکتا

22-11-61

(۱) گو نگاہوں سے ہوئے جدا بابو مالک رام شاد بلم
کیوں نہ ہم اس حادثہ پر بےسبب ہوویں پُر الم

(۲) عمر انکی 86 برس کی ~~ہے گئی~~ تھی تو ہم
کہ میسر آنکو سب نعمتیں و نعم

(۳) گو ہمیں اس دنیا میں لاکھوں آدمی
ایسے خوش قسمت ملے ہیں کم

(۴) بامروت اور خوش اخلاق تھے
اور عمل کیا کروں آنکی رقم

(۵) ہمہ وقت ہر ایک نعمت سے وہ تھے
تھا خدا کا ہر طرح ان پر کرم

(۶) آدمی کیا دیوتا تھے وہ بزرگ
قابل بوسہ تھے وہ ہر کے قدم

(۷) راحت دنیا سے جب دل بھر گیا
تو سدھارے آپ کی آنکھیں سیر ارم

(۸) ~~اور اقبال کیا رکھے گیا تو~~
~~ہوں کبھی ہم پر بھی سایہ سوا~~
اور رکھے اقبال یونگ اسکے ماسوا
ہوں کبھی ہم پر بھی سایہ سوا

(۱) نہاں و ظاہر ایک تھا تھے ایسے مرد بے ریا
تھے نیک دل سے انتہا ممدوح عام و خاص تھا

(۲) نازاں مروت اُن پہ تھی اُن پہ ملی سنجیدگی
لطف و کرم زندہ دلی مزاج ازل سے اُن کا تھا

(۳) انسان کو لیتے تو تھے بڑھ کر فرشتوں سے وہ تھے
خوش بختی مگر خوش اخلاق تھے خوش طبع عالی حوصلہ

غم سے قلم ہوتا ہے اٹھے لکھیں کیونکر ماسوا
لیکن یہی [illegible] جا رہیں ہم پر رہے سایہ سدا

متفرق

(۱) اشک اور آتش اک دل ہوئے یکجا دونوں
وصل حقیقی ملی کہاں ہوئے پیتے شراب دونوں

(۲) مشکل دنیا کا دوبارہ دیکھنا ہے تا علی
اس لیے جاتا ہے جو کوئی وہ پھر آتا نہیں

(۳) بندہ ناکام شہر سے نکلا جہاں سے
امیر مہر کی بھی چھوڑ کے وہاں چلے

۱۰ طاعت — ۱) [illegible] روز پیری تا فتی
که وقت با طاعت توان یافتی
۲) سعادت ز طاعت میسر شود
دل از نور طاعت منور شود
۳) ز طاعت بود روشنائی جان
که روشن ز خورشید باشد جهان

اطاعت شیطان: ۱) پسر دلا گر که محکوم شیطان بود
شب و روز در بند عصیان بود
۲) هر کسی را که شیطان بود پیشوا
کی باز گردد بر اه خدا
۳) مکن نفس اماره را پیروی
که تا گرفتار در دوزخ شوی

شراب عشق: ۱) [illegible] آب آتش لباس ۱۶
که مستی کند اهل دل التماس
۲) [illegible] لعل در ساغر [illegible]
بود روح پرور چو لعل نگار
۳) بیار آن مشروب چو آب حیات
که تا [illegible] دل از غم نجات

دو رنگی — ۱) ز راه وفا گر نه پیچی ~~[illegible]~~ عنان
شوی دوست اندر دل دشمنان
۲) جدائی ز احباب کردن خطاست
بریدن ز یاران خلاف وفاست
۳) بود [illegible]
[illegible] گردد ز زشتی زمان

شکر — ۱) نفسی جز بشکر خدا بر میار ۱۶
که واجب بود شکر پروردگار
۲) ترا مال و نعمت فزاید ز شکر
ترا فتح از در در آید ز شکر
۳) [illegible] ز شکر [illegible] زبان
بدست آوری دولت جاودان

صبر — ۱) اگر [illegible] صبوری بود [illegible] ۱۴
بدست آوری دولت پایدار
۲) صبوری [illegible] مراد و دولت
[illegible] کار آسان [illegible] شود مشکلات
۳) صبوری [illegible] رستگاری دهد
ز [illegible] رستگاری دهد

راستی — ۱) [illegible] راستی [illegible] ۱۶
که [illegible] راستی [illegible]
۲) به از راستی در جهان کار نیست
[illegible] راستی کار نیست

کذب — ۱) کسی کو [illegible] زبان دروغ ۱۶
[illegible] دروغ
۲) دروغ آدمی را کند شرمسار
دروغ آدمی را کند [illegible]

بخیل — ۱) [illegible] جمال بخیل ۱۶
[illegible] بخیل
۲) بخیل ار چه باشد توانگر بمال
بخواری [illegible]
۳) [illegible]
بخیلان [illegible] و زر می خورند

سخاوت — ۱) [illegible] ۱۶
[illegible] سخاوت شود [illegible]
۲) سخاوت بود [illegible]
سخاوت [illegible]
۳) [illegible]
~~[illegible]~~
[illegible]

کرم — ۱) [illegible] ۲۰
[illegible]
۲) کرم [illegible] بود
کرم [illegible] بود

[illegible] — ۱) [illegible] ۲۱
[illegible]
۲) [illegible]
[illegible]

۱ در صفت حق

۱، هنر در دل برین [illegible]
ز [illegible]
۲، [illegible]
[illegible]
۳، هنر در دل برین منزل [illegible]
که در روی نه بینی دل شادمان
۴، هنر در دل برین کاخ خرم سرا
که می بارد از [illegible]
۵، [illegible]
[illegible] •

۱، یکی [illegible]
یکی در [illegible]
۲، یکی [illegible]
یکی با غم و رنج [illegible]
۳، یکی [illegible] مسمار [illegible]
یکی در [illegible] •
۴، یکی [illegible] اهل و یانت [illegible]
یکی [illegible] •
۵، یکی [illegible] •
یکی در غم یار و در رنج عیال

[illegible]
که هرگز [illegible] نشان نداد
[illegible] منزل [illegible]
که در [illegible] نه بینی دلی شادمان

The world is a very [illegible]
[illegible]
And among [illegible]
[illegible]
And never [illegible]

۲ تواضع: ۱، تواضع کند هوشمندی گزین
[illegible]
۲، تواضع [illegible]
[illegible]

۱ عدل: ۱، جهان را با انصاف آباد دار
دل اهل انصاف را شاد دار
۲، [illegible]
[illegible]

[illegible]

۳ ظلم: ۱، [illegible]
[illegible]
۲، ستم بر ضعیفان مسکین مکن
که ظالم [illegible]

۴ تکبر: ۱، [illegible]
[illegible]
۲، [illegible]
[illegible]

۸ قناعت: ۱، اگر قناعت [illegible]
در [illegible]
۲، قناعت [illegible]
قناعت کند [illegible]
۳، اگر تنگدستی ز سختی [illegible]
که پیش [illegible]

۶ علم: ۱، [illegible] آدم [illegible] علم باید [illegible]
نه از حشمت و جاه و مال و [illegible]
۲، چو شمع [illegible] علم باید [illegible]
که بی علم نتوان [illegible]

۹ حرص: ۱، [illegible]
[illegible]
۲، [illegible]
[illegible]
۳، [illegible]
[illegible]

۵ جاهلان: ۱، [illegible] خردمندی و هوشیار
مکن صحبت با جاهلان [illegible]
۲، [illegible]
[illegible]
۳، اگر [illegible]
[illegible]

شراب

(۱) ہوس میں سے ہی نہ لگی تو کیا ساقی - بجائے جام خم ہی ہو کے پلا ساقی
(۲) یہ بادہ نوشی ہم سے ہی رندوں کا کام ہے - یہ شغل ہے [illegible] جسے یارسا گر ہیں
(۳) بلا نوشی سے مجھکو ساقی شراب - کہ کوئی دن بچا ہی جناب رباب
(۴) [illegible] (کہ نہ نشہ ملے لگا دی آگ پانی میں)
(۵) ساقی نے [illegible] جیوں بھی دیا جام - بادل بھی جھوم آئے شراب خانہ میں
(۶) [illegible] گردش ساقی - تا نہ رہوں گا [illegible] گردش گردوں ماش کی
(۷) جو لیے کہ شراب پینا نہ چاہئے - [illegible] پینا نہ چاہئے
(۸) زاہد [illegible] شراب سے رہتا ہے دور دور - [illegible] تو دیکھ کہ ملتا ہے کوہ طور
(۹) انگور میں تھیں پانی کی قطرہ چار [illegible] تلوار بن گئی ہے
(۱۰) کہ کسی [illegible] طاقت [illegible] - [illegible] ساغر [illegible] سامنے
(۱۱) اندازہ [illegible] - دیکھو مجھے پینا یہ آخر شراب ہے
(۱۲) [illegible] سلیمان اور محمد کی ہوا ہے
(۱۳) [illegible] اور [illegible] دوا ہے
(۱۴) [illegible] حقیقت [illegible] قرآن سے
(۱۵) [illegible] ہندوستان سے
(۱۶) [illegible] - چلا [illegible] ابر باران سے
(۱۷) [illegible] دل سے دعا کرتے [illegible] میخوار بیٹھے ہیں
(۱۸) [illegible] آسان ہو جائیگی رندوں کی -
[illegible] جنت کی راہوں میں
ملیں گے میکدے دو چار بھی

[illegible]

(۱۹) سب کو مارا جگر کے شیروں نے – اور جگر کو شراب نے مارا

(۲۰) قدم قدم پہ چھلکتا ہے دل کا پیمانہ – نظر نظر میں تمہاری شراب ہوتی ہے

(۲۱) بلا شراب کے کھانے کا لطف ہی کیا ہے – بلا رباب کے گانے کا لطف ہی کیا ہے

(۱) مفلسی چہروں کی رگ رگ میں بولتی ہے نہ پاس ہے
ماں باپ تو جاہل ہے مگر بیٹا تو B.A پاس ہے

(۲) آپ بھی کیا چیز ہیں کبھی قدر فیشن کیجئے
چھوڑیئے شوق اور سنبر میں پیار کیجئے

(۳) نیند سے کو دیکھ لیجئے لگتا ہے کہاں سے
لیکن غرض بھی رنگین ہو تو فاسد پارک سے

(۴) احمد آپ کیا چاہتے ہیں سرکار سے تن کو ڈھانپئے
ٹل گیا ہاں بیچئے چلئے تو دنیا کھائے

(۵) نہ مرد اس محلہ میں نہ اپنے گھر سے مطلب ہے
سمجھے دنیا بڑا نادان ہمیں آ نہیں سے مطلب ہے

(۶) تجارت آج شروع کیا تحت میں جلا ہوا لیکن سے ہم آ سکے
قدر فرشتی کل ہم پیچھے ہیں آدمی سے بس تو بھی ہے

قطعات

اے مری کتابو بچپن کے رفیق ہو، عالمِ طفلی سے ہو تم مری غمخوار و شفیق

واقفِ دل ہو تمہی آسائشِ جاں ہو تمہی یہ مری دنیا ہو تمہی اور مرا ایمان ہو تمہی

شب کو تنہائی میں بھی لطفِ صحبت تم سے ہے

دن کو میرے خوشنما کمرہ میں زینت تم سے ہے

قلبِ مضطر کیلئے سرمایۂ تسکین ہو

میز پر پھولوں کا اک گلدستۂ رنگین ہو

تم سے میں مانوس ہوں مجھ سے محبت تم کو ہے

تم سے الفت مجھکو ہے اور مجھ سے الفت تم کو ہے

اے مری کتابو اے عقل و تجربہ، کیوں نہ بھولا میں تمہیں [illegible] دل و جاں سے عزیز
تم غذائے روح ہو اور تم صیقلِ افکار ہو۔ [illegible] یہ تو بنا [illegible] افکار ہو
تم جو تنہائی میں رہتی ہو تو گے سامنے روز آکے دکھا [illegible] گئے سامنے

میں وہ قطرہ ہوں کہ ہوں گا کیا قلزم آشنا
مثلِ ساحل ہوں مگر ہوں میں تلاطم آشنا

نمبر

اُردو - تاریخ - ۱۰-۱۲-۶۲

~~لیکھ~~ لیکھک نیرہ سعادتیر ما اُتکا پھولا

ایم - آر

Asmokkumar vii A

Govt Inter college

Jhansi

Date 11-12-62

Sinha

اشوک اگر ہے ~~ایک~~ خورد سال بچہ

پڑھ کر ہے ~~[illegible]~~ الف کے عوض کمال اچھا

ہائے یہ جو کلک بچھا جھولا ہے

~~[illegible]~~ الیاس کہ گویا سیم و زر بکھرا ہے

بیاض

اقبال نوائش

مکان نمبر ۴۳ محلہ محمودیہ نزد سنگاہ راہ شہر بھیک

مورخہ یکم مارچ ۶۱ء تا ع

نظم و نثر میں کوئی اس کے علاوہ کوئی مقابل نہیں۔ یہاں امان دعویٰ ہے جو ہمارا ان کوئی مقابل نہیں

شاعر نہ کہو ہمکو کہ حاصل ہے نہیں۔ ہم وہ لکھتے ہیں جو خوب دنیا دیکھا کہ سخن کوئی نہیں کرتے اقبال - ہے نہ توفیق پائی وہ اتفاق ہم نے

ہیں کیسے دستور مجھے شعر کے فن میں بھی
ادراک بھی لیکن مجھے میزان سخن بھی

اس دور انقلاب میں علم کا جلد انسان کے کہنا کی شکل اختیار میں الم لغو علم تمام ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ گلشن ادب کو عام و خاص ادراک سے صاف کر کے الفاظ و سخن سے سینچ کر شاداب کیا جائے جس کو خوب عالم محسوس ہو جائے۔

جو شمشیر وہ در قلم دیکھتے ہیں۔ وہیں کہہ کے اپنا قلم دیکھتے ہیں

کیونکہ اقبال کو کوئی بلا تحمل ہے جب انکا نہیں ہی شعر پسند ہیں

نظم

۲

(۱) وہ انساں ہی نہیں جس کے دل میں دردِ انساں ہو
نہ جو بیکس کے حالِ زار پر گریاں و نالاں ہو

(۲) اُسے انساں نہ کہیے شکل و صورت میں جو انساں ہو
وہ لعنت ہیں مگر جس کی کہ پنہاں خوئے شیطاں ہو

(۳) بڑی مشکل کسی کی یوں ترے ہاتھوں سے آساں ہو
مزا جب ہے نہ احسان مند کو احساسِ احساں ہو

(۴) یہی ہو آرزو اقبال یہی اک دل میں ارماں ہو
کہ دکھی روحوں کی خدمت دین میرا ایماں ہو

(۵) بھلا دے نیکیاں کر کے یہ معیارِ شرافت ہے
خیالِ محسنِ ممنون نہ دل میں تیرے ناداں ہو

(۶) مدد میں بے کسوں کے وقف کر دے زندگی اپنی
مزا جب ہے کہ سرزد تجھ سے یہ کارِ نمایاں ہو

(۱۷) مرے پہلو میں رکھدے وہ دل درد آشنا یا رب
جو چشم نم سے گریاں ہو تبسم سے جو خنداں ہو

(۱۸) سراپا نیک ہو کر اتنی وسعت دل میں پیدا کر
کہ اپنے جانی دشمن کی برائی کا نہ خواہاں ہو

(۱۶) یہیں پر مٹے یہ جذبۂ رشکبازی نسل آدم میں
وہاں پر ایک ہوں سب خواہ ہندو یا مسلماں ہو

(۱۵) نظم اقبال کی مقبول ہو یا رب صاحب
یہی ارمان رہے میرا کہ بزم ادب کی خدمت ہو

شوق

نگاہ بینش پیدا کرو۔ تماشہ دیدنی ہے دیکھ لیں اہل نظر آکر
حقیقت نقشۂ غربت تو دیکھیں تاروں میں جاکر

رخ سے نقاب جو اٹھایا خوب کیا
پردۂ شرم کو دل سے نہ ہٹانا ہرگز

زندگی

۱۔ زندگی ایک اضطرابِ مستقل کا نام ہے
موت کو ساحل سمجھنا بھی خیالِ خام ہے

۲۔ بیقراری ہی اگر بن جائے خود وجہِ سکون
بس وہی منزل ہے اپنی اور وہیں آرام ہے

۳۔ چند مضمون کا ترنم یا فریبِ رنگ و بو
صرف اس کے واسطے یہ زندگی بدنام ہے

۴۔ کائناتِ زندگی میں کچھ کشش ہو یا نہ ہو
محو ہونا اس پہ بھی اقبال کا ہی کام ہے

متفرق

۱۔ کون لائے کس طرح یارانِ رفتہ کی خبر
موت بیٹھی ہے عدم کا راستہ روکے ہوئے

۲۔ چمن میں آگ نہ لگ جائے آتشِ گل سے
سمجھ اور گل نہ بچے دردِ آہ بلبل سے

نظم
۱

نصیحت کیمیا ہے گرچہ گوش دل سے سنتے ہیں
جوانان سعادت مند پند پیر دانا را

(۱) جاں فزاں جو کوئی دیکھے زر کی صورت
اس میں آئے گی نظر کیوں نہ ضرر کی صورت

(۲) جو ہے اخلاق کا شیدا وہ نہ دیکھے گا کبھی
ظاہری حسن میں کیسی ہے بشر کی صورت

(۳) سانپ کی طرح جو رکھتے ہوں دلوں میں کینہ
وہ تو موذی ہیں اگرچہ ہیں بشر کی صورت

(۴) قدر افزائی جو چاہے تو وطن میں مت آ
دُر نے پھر دیکھی کہاں لوٹ کے گھر کی صورت

(۵) قلب ہو اور طرف اور زباں اور طرف
ایسی تدبیر میں ہوگی نہ اثر کی صورت

(۶) آتش ظاہر نہ ہو سنگدلوں میں کیونکر
سینۂ سنگ میں آگ شرر کی صورت

(۷) خوبیاں جن میں ہیں وہ لوگ چھپے رہتے ہیں
سیپ میں رہتی ہے پوشیدہ گہر کی صورت

(۸) عرض اقبال کہ سب ذہن نشیں ہو جائے
بہتر ہے سماعت کے ہو یہ عمل کی صورت

متفرق

(۱) آزادی جسے کہتے ہیں وہ بربادی کا سامان ہے
نہ دیکھا روح کو ہم نے مقید جسم انسان ہو

(۲) سحر آزادی پڑھے گا اس غلام آباد میں
تاریکئ ظلمت مٹے گا آفتاب آنیکو ہے

(۳) کیا کہیں کیونکر کہیں تنگی روزگار
کہتے نہ سنو تا آجکل ہے گاڑی پر گھوڑا سوار

متفرق

(۱) اے چارہ ساز حالاتِ دردِ نہاں نہ پوچھ
ایک راز ہے جو کہہ نہیں سکتے زباں سے ہم

(۲) دل گیا رونقِ حیات گئی ۔ غم گیا ساری کائنات گئی

(۳) کیوں مستِ شرابِ عیش و طرب تکلیف توجہ فرمائیں
آوازِ شکستہ دل ہے تو ہے آوازِ شکستہ جام نہیں

(۴) رنگین آنسو سمجھ یوں نہ ہنسی میں ٹالو ظالم
یہ پیامِ دردِ دل ہیں مری آنکھوں کی زبانی ہیں

(۵) محبت کی محبت تک ہی جو دنیا سمجھتے ہیں
خدا جانے وہ کیا سمجھے ہوئے ہیں کیا سمجھتے ہیں

(۶) جمالِ رنگ و بو تک حسن کی دنیا سمجھتے ہیں
جو صرف اتنا سمجھتے ہیں وہ آخر کیا سمجھتے ہیں

مانگنے سے جو شئی نہیں ملتی ہے لو ہم جا چکے ۔ بیٹھے رہ گئے ہیں خدا کا آسرا باندھے ہوئے

(۷) مجھکو جز حسن نظر آتا ہی نہیں کچھ اور
تڑپ پیدا کیجے تو فقط حسن نہاں تک پہنچے

(۸) ساز مطرب کے کرشموں پہ نہ جا نالہ یہاں
آخر اسی طرح سے بھی رقص فغاں ہوتا ہے

(۹) محو تسبیح تو وہ ہیں مگر ادراک کہاں
زندگی خود ہی عبادت ہے مگر ہوش کہاں

(۱۰) حسن کا حسن ہے نظر آتا نہیں کچھ اور
یہ تو وہ جا ہے جہاں سے لوٹ کر آتا نہیں کوئی

(۱۱) میں نے مانا دہر کو حق نے کیا پیدا و لے
یعنی وہ خالق ہوں مرے کن سے خدا پیدا ہوا

(۱۲) کیڑا ذرا سا اور وہ نیچے کانی گو کرے
انسان وہ کیا جو نہ دل دلبر کانی گو کرے

اقتباس

(۱) غرقِ حیرت کر دینے والا زندگی کا فلسفہ۔ فہمِ انساں سے ہے بالا زندگی کا فلسفہ

(۲) منکشف ہوتا نہیں کچھ عقدۂ رازِ حیات۔ خواب کا سا اک تماشہ ہے طلسمِ کائنات

(۳) کیا خبر ہے باعثِ تخلیقِ موجودات کیا۔ فی الحقیقت چیز ہے مجموعۂ ذرات کیا

(۴) کارواں در کارواں آتے ہیں مہمانِ وجود۔ قافلہ در قافلہ جاتے ہیں ہو کر بے نمود

(۵) کیا فنا کے بعد بھی ہے زندگانی کا سراغ۔ یعنی ہستی فانی کا کیا بجھ کے جلتا ہے چراغ

(۶) خواب ہے یا خوابِ بیداری حیاتِ مستعار۔ حاصلِ ہنگامۂ ہستی ہے کیا پایانِ کار
کچھ نہیں معلوم کیا مقصود ہے تخلیق سے۔ کتنا حیرت زا ہے یہ منظر حجاب اندر حجاب
(۷) عالمِ امکاں کا ہر اک مسئلہ باریک ہے۔ روشنی سائنس کی بھی اس جگہ تاریک ہے
کتنی طے ہو چکی ہیں ارتقا کی منزلیں۔ دستِ فطرت کو ابھی کتنی الٹنی ہیں صفحیں
(۸) رازِ فطرت خوش ادراک پر کھلتا نہیں۔ یہ زرِ خالص کسی میزان میں تلتا نہیں

قلعے کے میدان میں جو پارک کے اندر بھارتی بلوچ بائی کے
افتتاح کے موقعہ پر جناب الوہاب غفور کے منظوم تاثرات:-

(۱) ذرہ ذرہ میں یہاں ہے جو تقدیر ہے - اینٹ اینٹ میں یہاں ہے تعلق کا اثر ہے
(۲) ہر قدم پہ پاؤں سے ہیں جو آتی ہے زمین - داستان کا لفظ ماضی بتاتی ہے زمین
(۳) دفن ہے یہیں کچھ ہوا فضا شگفتہ اسکا لہ - دفن یہیں کچھ غنچہ ہائے ناشگفتہ اسکا لہ
(۴) اس پہ اگر تجھ گلستان صفحہ تاریخ قوم - اسکو دیکھ کہ سمجھ یہیں یہاں روشن عظیم
(۵) کو کیف خبر سے آموزی کا متوالا ہو - جا حقیقی یہیں نظر ہاں دیکھنے والا ہو

لیڈری کے نخرے

(۱) نخرے لیڈری کے اٹھاتا چلا جا - نخرے کی یہ بنسی بجاتا چلا جا

(۲) تیری قوم والے تیری جے پکاریں - تو ہنس ہنس کے لوگوں بلاتا چلا جا

(۳) اگر ہو نہ ہو تجھ کو اس سے غرض کیا - تو اسٹیج پر عمل جتاتا چلا جا

(۴) یہ اس قوم کا داغ کرنے دے اس کو - الگ اپنی ڈفلی بجاتا چلا جا

(۵) ہر اخبار میں تیرا ہی تذکرہ ہو - غرض لوگوں ہی چھپتا چھپاتا چلا جا

(۶) تیری قوم کو چاہے پانی کھلائے - تو خود تو حلوا روز کے کھاتا چلا جا

(۷) تجھے لوگ پوچھیں گے تا کیں اگر Election - تو Election کو سبھی ٹٹاتا چلا جا

(۸) لٹا دے تیری ملک مٹنے کا غم ہے تیرا - تو اپنی شہرت بڑھاتا چلا جا

(۹) وزارت ملے پر کبھی اس کی توبہ - نیا دور آگے کا کھلاتا چلا جا

(۱۰) کبھی بھائی چارہ کا سبکو سبق دے - کبھی بھائیوں کو لڑاتا چلا جا

(۱۱) تو ہے فاقہ مستوں کا لیڈر بیچارہ - خدا تک نے تجھ سے کہا تا چلا جا

تیری لیڈری ہے بہت خوب دھندا

غرض لوگوں ہی کھاتا کماتا چلا جا

شادی کے موقع پر [illegible] عام رواج - [illegible] دنیا - [illegible]
[illegible] عام طور پر [illegible] زندگی [illegible]
[illegible] ثابت ہوتی ہے [illegible]
[illegible] دل [illegible] وقت [illegible]
[illegible] دکھ [illegible]

[illegible]

منظومات طبع خود

متفرقات

(۱) دل جب دیا تھا کسی نے توڑا تھا - نہ دو دل جان اب سب سمجھا ہم ہے یہاں

(۲) سر محفل جو روشنی کا ہو رہا ہے - دلوں میں چراغ آج کیوں جلتا ہے

کیوں ہے دنگ سب دیکھ کر ہے - سر محفل نئی روشنی کا جلوہ ہے

(۳) کسی میں دم اگر تو دم ہوش کا - [illegible] باقی تو وہ ہوش کا

(۴) ہم کو بندگی ہے [illegible] خواہش بھی - مختصر ہے [illegible] لعل ہی

(۵) جب اپنا خود [illegible] تو ہے خود آدمی - فروغ نفس پیدا ہوا اور انجام ڈھیلا پڑ گیا

(۶) [illegible] کو سمجھے انسان لگا - جب ہم سمجھے [illegible] لگا — البرهان

(۷) [illegible] جھکا ہے [illegible] ہیں - [illegible] کوئی ہو اللہ [illegible] ہے

(۸) جوانی ہے [illegible] عاشق بھی بنتے ہیں - [illegible] ڈھلنے پر ابھی کوئی نظر ہوتا ہے

(۹) جنوں [illegible] ہو گیا - [illegible] جب [illegible] طشت از بام ہو گیا

(۱۰) ساقی نے [illegible] دن کو جنوں میں دیا جام - سارا دل بھی جھوم گیا میخانہ میں

(۱۱) [illegible] پیمانہ [illegible] ساقی [illegible] گردش گردوں [illegible] کی

(۱۲) [illegible] - [illegible] جا رہے ہیں

زاہد [illegible]

(۱۳) عاشق [illegible] - [illegible] زبان آئی

(۱۴) [illegible] - [illegible]

(۱۵) [illegible] - [illegible]

(۱۶) [illegible] رقیب [illegible] - [illegible] — البرهان

(۱۷) [illegible] - [illegible]

(۱۸) وہ کون عقدہ ہے جو وا ہو نہیں سکتا - ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا

رسالہ گلزار ماہ اپریل ۱۹۱۵ء - دال - از شمس العلماء آزاد دہلوی

(۱) بے مزے کھائیں نہ ہم کیونکر بھلا دال - ہے گوشت سے ہزار درجہ تو بہتر وہ دال

(۲) ہے نعمت عظمیٰ اسے سمجھے ارے بشر - آرام سے گھر بیٹھے اگر دیوے خدا دال

(۳) جینے میں جو ہے فائدہ تو پیری کا سہارا - ہے دال ضعیفی میں یہ دلاتی ہے شفا دال

(۴) ہے دال کہ کر چاولوں پر شفقت مادر - تو روٹیوں کو پالتی ہے مثل دوا دال

(۵) از بس لگی دنیا میں بہت گوشت پہ گرتے - ہے اس کے ہم عیوب لکھیں الگ جو دال

(۶) نقصان سے سوا ہوتا نہیں کچھ گوشت سے حاصل - غافل ہے یہی خوب نہ کھا اور کھلا دال

(۷) ہے گوشت میں تاثیر فقط حرص و ہوا کی - اور غور سے جو دیکھو ہے خوشبوؤں میں [illegible] دال

(۸) اللہ و ہاں نے ہم کو جو سوتا ہے تو کھا گوشت - اور دافع ضرورت جو ہو مطلوب تو کھا دال

(۹) ہے نام میں بھی گوشت سے آثار لطافت - اور اس کا لقب دیکھو کہ ہے دال خفا دال

(۱۰) لیکن ذرا ذبح گوشت پر مارین نہ جھپٹے - ہم ڈرتا ہوں جنکو مزا کھانے میں وہ کیا دال

سونے کے اور قلم تھوڑے ہیں - یا خوشخطی اکابر رقم ہوتے ہیں
لیکن [illegible] مگر ہاتھ لیتا ہے - الٹ پھیر دوز لوگ کم ہوتے ہیں
صفحۂ دہر [illegible] اشعار ملی
[illegible] سے حقیقت سے انکار ملی

تجربہ خود

کہتے ہیں کہ موافق صحت ہے ترش
ہم تجربوں میں باقی [illegible] ہے ترش
لیتا نہ [illegible] قرض
اکو ہے تجربہ اقبال حرص

خواہش خود

تدبیر یہ اقبال [illegible] بھول رکھنا
[illegible] کا ذریعہ [illegible] رہیگا

متفرقات

منظوم لطائف

(1) چمن میں آگ نہ لگ جائے آتشِ گل سے ۔ کچھ اور گل نہ کھلے آہِ دودۂ بلبل سے

(2) چیزیں ہر قسم کی ہیں اس جہان میں ۔ دو ایک سی ہرگز نہیں ان میں اختلاف ہے

(3) ہر ایک کو تخلیق کیا ہے اللہ نے ۔ اس سے بڑھ کر کیا دکھا دیں ملکوت کی آرزو

(4) ہم بھی ہیں ایک دوسرے سے مختلف تینوں میں اختلاف ۔ اس سے بڑھ کر کیا دکھا دیں ملکوت کا اختلاف

(5) لیکن سمجھ لو کہ ایک بات میں محبت ہے ۔ ہم تو متفق ہیں جو اس نے ترتیب دی ہیں

(6) تیری مدد سے ہی سارے کام ہو گئے ہیں ۔ ورنہ ہم کیا چیز ہیں جو کام کر سکتے ہیں

میر حسن صاحب

ہم دلستہ رہائیوں میں ہیں اور دیر میں معلوم ہوا [illegible] نہ رہائی کا

گر عشق سے کچھ کبھی سروکار نہ ہوتا ۔ تو خواب سے میں کبھی بیدار نہ ہوتا

یارب میں کہاں رکھتا تیرا داغِ محبت ۔ پہلو میں اگر میرے دلِ زار نہ ہوتا

متفرق

(1) لگوری کیا [illegible] ہی یار تمام ہے ۔ آدھی کی شباب میں آدھی حالت میں

(2) طالب عشق کا دیکھا ہے [illegible] ۔ اس کی چھٹی نہ ہوئی جس نے سبق یاد کیا

(3) وہ راز ہی کیا جو کھل جائے ۔ وہ ستم ہی کیا جو چھوٹ جائے

(4) گاڑی چھکڑے [illegible] ۔ [illegible] جانی [illegible] صرف [illegible] رہ گئی

(5) سب لیے اپنی بیوی کو لے آزاد ہے ۔ اس کا دل بھی شاد ہے اور اس کا دل بھی شاد ہے

(6) [illegible] ہم صفائی کے ہمارا [illegible] ہے یہ کام ۔ [illegible] گنگا پر [illegible]

تصنیف خود - مشرق

(۱) گلشن پرست ضرور ہوں پہ گل سے نہیں غرض - کانٹوں سے بھی الجھتا رہا ہوں میں

(۲) دل بھی کسی کے راہ کئے جا رہا ہوں - ہے یہ گناہ عظیم کئے جا رہا ہوں

(۳) ادھر پیمانے چھلکتے ہیں اُدھر تارے لرزتے ہیں
معاذ اللہ یہ خوب محبت کے کرشمے ہیں

(۴) ہے پھول وہی جس پہ چمن نازاں ہو - موتی وہی جس پہ صدف نازاں ہو رباعی
ہے مشک وہی جس پہ ختن نازاں ہو - انسان وہی جس پہ وطن نازاں ہو

(۵) عاشق جو گل عارض کو تکا کرتے ہیں - گلچیں ناز سے فخر روا کرتے ہیں

Blooming maiden Rosy cheeks,
Bee like lovers eyes seek,
Suffers lot, and always meek,
upon disaster, they all weep.

قوالی - نقل

(۱) باہر سے نہ کہئے کچھ کیا کیا نہ بدلتے جاتے ہیں
پیچھے پڑھ پڑھ کر کچھ لکھ لکھ کر انسان بدلتے جاتے ہیں

(۲) انسان بھی پھول Make up سے پہچان بدلتے جاتے ہیں
پہچان بھی گرگٹ سی اپنی ہر آن بدلتے جاتے ہیں

(۳) یہ دنیا کیا ہے ہوٹل ہے - مہمان بدلتے جاتے ہیں
ہے Plate - پیالیاں وہی مگر پکوان بدلتے جاتے ہیں

(۴) ہر روز یہاں پر کلیاں اور گلیاں بدلتے جاتے ہیں
ودیا ہے وہی ودوان بدلتے جاتے ہیں

(۵) دل کو دماغ کو اپنے وہ کچھ بھی نہ بدل پائے لیکن
وہ روز سوٹ اور ٹائی سے سامان بدلتے جاتے ہیں

(۶) مالک شمان، ہوٹل، دھوبی، Hawker نہ کر سکے تنگ انجمن
وہ ہر ہفتہ اپنے رہنے کا ٹھکانہ بدلتے جاتے ہیں

(۷) کوندریہ ادھر یہ کیلا بیچ بک رہا کھلے بازاروں میں
جو بھی ادھار کھانے والے دوکان بدلتے جاتے ہیں

(۸) دنیا کو بدلنے کے خاطر وہ Plane بنایا کرتے ہیں
دنیا کو بدل پائے ہی نہیں کبھی Plan بدلتے جاتے ہیں

(۹) یہ ملک کی پیتا ہے مرد بدلا کرتے ہیں زمانہ یہ
„ „ اس دنیا کو بے دھڑک بیان [illegible] بدلتے جاتے ہیں

(۱۰) لیڈر لیکھا بیان اُلٹا جھگڑا وشواس بدلتا جاتا ہے
لیکن وشواس کریں آن پر جو بیان بدلتے جاتے ہیں

(۱۱) سب کچھ بدلیں وہ ٹھیک مگر یہ بات نہ آئی سمجھ ہمیں
وہ ساتھ دھرم کے اپنا بھی ایمان بدلتے جاتے ہیں

(۱۲) انسان کی تم کیا بات کرو اوتار سبھی کہلاتے ہیں
جیسی دنیا ہوتی ویسے بھگوان بدلتے جاتے ہیں

نذیر بنارسی

(۱) اقبال ایسی باتوں میں رکھا ہی کیا ہے ۔ کسی کی برائی میں اچھا ہی کیا ہے

(۲) ابھی سے ہیچ ہے شکوہ شکایت کی الجھن ۔ ابھی تم نے دنیا میں دیکھا ہی کیا ہے

(۳) ہمیں بے وفا کہنے سے فائدہ کیا ۔ امیدوں کا اس سے بگڑتا کیا ہے

(۴) رفیق و رقیبوں سے رکھئے عداوت ۔ کسی نے تمہارا بگاڑا ہی کیا ہے

(۵) او غفین ہم سے لاکھوں ہیں ان سے لاکھوں ۔ کسی کو کسی دل کی پرواہ کیا ہے

تم اپنے ہی دل پہ رکھئے قابو

تمہارا کسی دل پہ دعویٰ ہی کیا ہے

متفرق منظوم خود

(۱) رنج و غم کا بھلا ہنسی نے اٹھائے ہوتے ۔ کاش عدم سے ہم ادھر نہ آئے ہوتے

(۲) بتاں کو کہیں ہوتے غریب و احباب ۔ ہم نے ہرگز عشرت، عشق کی نہ آگ لگائی ہوتی

(۳) عشق کی ہیچو نہ کرتے بیر محفل ۔ گر دل کسی پردہ نشیں سے لگایا ہوتا

(۴) ~~قیس و فرہاد~~ و لیلیٰ مجنوں کی کوئی داستاں نہ ہوتی

عشق کی چوٹ گر دل پہ نہ کھائی ہوتی

(۵) چشم حقیقت سے اگر دیکھیں اہل خرد ۔ آپ ہی آپ ہر جا نظر آئیں گے

(۶) ہوس سے ہی نہ کی تو کیا ساقی ۔ مجھے جام ختم بھر بھر کے پلا ساقی

(۷) یارب کہیں عاشق کا وصل معشوق نہ ہو جائے

دور ہو کہ دل سے حسن تمنا نہ مٹ جائے

(۸) منہ بند کرکے بیٹھے ہیں غنچہ کی طرح وہ ۔ باتیں کریں تو پھول دہن سے جھڑا کریں ۔ دیگر

لیتے ہیں ہم سے نہ اتنا بنا کرو

(9) انداز سادگی کے بھی بنتر بناؤ سے۔ لیتے ہیں یہ کوئی آن سے نہ اتنا بنا کریں

(10) یہ بادہ نوشی ہم سے بھی رندوں کا کام ہے۔ یہ شغل وہ نہیں ہے جسے پارسا کریں

(11) بے دیکھے بھالے دل نہ کسی کو دیا کریں۔ اچھے رہیں اقبال جو ہمارا کہا کریں

ہم لاکھ منع کریں لاکھ التجا کریں۔ وہ مانتے ہی نہیں ہم اس کو کیا کریں

خواہش ہے بت سمجھ کے خیال جدا کریں۔ شوخی تو مانتی ہی نہیں پھر بھی کیا کریں

وفا کیسی چاہتے ہیں ہو تم ان اہل حسینوں سے

یہ وہ پھول ہیں جن میں وفا نہیں ہوتی

منفعل شرم گنہ کی جو نہ کرتی اقبال۔ منہ کفن میں کبھی مرد نہ چھپائے ہوتے

ذکر خدا سے غفلت نہ کبھی کرنا چاہیے

جبتک رہے زبان یہ کام کرنا چاہیے

پر خار فرع پانا ہیں دشوار سمجھ۔ ہاتھ میں اس کے ہیں یہ چاہیے

ہنگی دل کی کے واسطے میرے اے رفیق۔ محفل ادب آداب اچھی سی چاہیے

~~اک اچھی سی محفل ادب کی چاہیے~~

لگاؤ عاشقوں نے ان بتوں کو ناز کہہ کر۔ یہ مرد آدمی سچ مچ کے پتھر ہو جاتے ہیں

شاگردوں کی وفا

شاگرد دانش زمانہ۔ چو سبق در میانہ

چوں سبق شد میسر۔ شاگرد شد بے گانہ

۱) ہنسی کو پھول کے لگا صدمہ تبسم کا ۔ شبنم کے قطرے آنکھ سے اُبل کر ٹپک پڑے

۲) چمن میں کون ہے پریشان حال شبنم کا ۔ غریب رو رہی تھی تو غنچوں کو ہنسی آ گئی

۳) بلبل خوشی سے پلا مجھ کو ساقی شراب ۔ کوئی دن بھی بجتا ہے چنگ و رباب

۴) آج بھی بسنا کھیل ہیں بنتے بنتے بنتی ہے ۔

A) دل جا اُجڑنا کہاں سہی بسنا سنبھل ہیں ظالم

۵) دل لیا رولتی جان نکل گئی ۔ ہم کیا بتا رہی تھا تنہا نہ گئی

۶) زندگی جو پریشان ہے مجھے یہاں لے کے پھر ۔ دشمنی پھرتی ہے جبکہ کوئی مر کے لیے

۷) محبت سے اس لگاوٹ کا اثر دیکھ لو ۔ کہ اب معشوق ہے دنیا میں انسان دیکھ لو

۸) کوئی شکل نہ رہتی شکل ۔ اس انسان کی محبت جوان ہے

۹) اپنے ساتھیوں کے مرنے پر ۔ نہ ہمدم ہے نہ کوئی رازداں اپنا ۔ اکیلا بیٹھا ہوں اور سارا جہاں ہے

۱۰) شاعر نہ کچھ سمجھو کہ صاحب سمجھ ۔ ہم و الفت جمع ہو کر دنیا دیکھ لگ
سخن گوئی ع ہیں کرتے اقبال ۔ یہ تو فقط پائی ہے ورنہ تاگتے

۱۱) مجھ Romantic شاعر کو کون تحمل ہو
سے جاری تو تیرا نہ چین ہے کہ خدائی

۱۲) دل ہو دیر ہو کعبہ ہو یا کرسی ہی رہیں ۔ تیرے جلوے کو کوئی محدود کر سکتا ہیں

۱۳) آ کے دنیا میں جب سے ہوا ہوں ملکیں ۔ جھیلا مجھ سے تیرا روئے حسین

۱۴) ہنستی ہے جذب الفت کہ تو تنہا ہے دور
ورنہ یوں حق عبادت میں سکتا ہے سرور

۱۵) جب ملتا ہے سحر ۔ یاد کرتا ہوں تجھے با چشم تر